سلسلہ ثانی چھبیسویں جلد

فسانۂ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشرز

لال برادرس

۲ پارسنز روڈ نولکھا - لاہور

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ ۹ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں۔ اور دو نوجوان ایک ہی
وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار
اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائش فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری
سیدھی ہموار اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے۔ مصنف نے
دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے
میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور حیرت خیز
کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کرکے ختم کئے
بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دلفریب ناول ہے۔ اور اس پر مصنف کی جادو بیانی
اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس و تمول کے بے شمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں
اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے۔ مگر
پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سینکڑوں اسناد خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

صفحات ۲۳۰۰ سے زیادہ قیمت ۱۳ محصول ڈاک الگ

جلد جلد بھی ملک سکتے ہیں حصہ اول کی قیمت ۲ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲

لال بہادر سن ہارڈ ویئر فرنیچر کانپور پبلشرز نو لکھا لاہور

سلسلہ ثانی　　　　　　　　　　　　پندرھویں جلد

فسانہ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

ایڈیٹر رسالہ [illegible]

سنہ ۱۹۲۲ء

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سراج پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام لالہ ڈیبہ راج پرنٹر چھپا

اشاعت ثانی　　　　　　قیمت ۱۲/

فہرست مطالب

سلسلہ ثانی

پندرھویں جلد

باب ۱۳۵ — مسز فٹز ہارڈنگ کی چالیں

بارہ بجکر چند منٹ اوپر ہوئے تھے۔ کہ چارلس ہیٹ فیلڈ سنگ سٹریٹ کے مکان میں پہنچا۔

خادمہ نے دروازہ کھولا۔ تو اس نے پوچھا "مس فٹز ہارڈنگ گھر پر ہیں؟"

وہ صرف اتنا بولی "اندر تشریف لے آیئے"۔ چنانچہ وہ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ خادمہ کے پیچھے پیچھے ایک کمرہ میں پہنچا۔ جس میں وہ اپنی دلنواز پرڈیلا سے ملنے کی امید رکھتا تھا۔

مگر آپ اس کی مایوسی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ وہاں اس کی بجائے اس کی بوڑھی ماں بیٹھی ہے۔

وہ عیارہ ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے سرد مہری سے کہنے لگی۔ "بیٹھ جایئے" اس کی تعمیل میں چارلس ہیٹ فیلڈ اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا۔ گویا کسی نامعلوم سحر کا اثر اس پر طاری تھا۔ پھر وہ کہنے لگی۔ "مجھے آپ سے کئی ایک معاملات پر گفتگو کرنا ہے۔ اور میں حیران ہوں اس گفتگو کا آغاز کہاں سے کروں۔ ایک مضمون کا خود آپ کی ذات سے

تعلق ہے اور ایک کا میرے اپنے اغراض و مقاصد سے ۔میری رائے میں بہتر ہوگا ۔کہ پہلے اس معاملہ کا ذکر کروں جو آپ سے تعلق رکھتا ہے "

چارلس نے حتی الامکان مؤدبانہ انداز اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔ "میڈم جو کچھ کہنا ہو فرمائیے ۔میں پوری توجہ سے سُن رہا ہوں ۔" اگرچہ حقیقت میں اس کی توجہ بے صبری کے ساتھ کمرہ کے دروازہ کی طرف لگی ہوئی تھی ۔ گویا وہ اس بات کا منتظر تھا ۔کہ کب دروازہ کھلے اور پری جمال پرڈیٹا نمودار ہو ۔

مسز فنٹز ہارڈنگ اس کے عندیہ کو بھانپ گئی ۔چنانچہ اپنے لہجہ میں اس طرح کا طنز داخل کرکے جو چارلس کو خوفناک اور یاس آمیز نظر آیا وہ بولی ۔"مسٹر ہیٹ فیلڈ اطمینان رکھئے ۔میری بیٹی ہماری گفتگو میں مخل نہ ہوگی ۔ فی الحقیقت اس بات کا دارومدار کہ آپ آئندہ کبھی اس سے مل سکیں گے ۔ہماری اس ملاقات کے نتیجہ ہی پر ہے "

"میڈم از برائے خدا مجھے بتائیے ۔کیا میرے کسی فعل سے آپ کی دختر یا خود آپ کو کسی طرح کا رنج پہنچا ہے ؟" چارلس نے التجا کے لہجہ میں کہا ۔

بوڑھی عورت اب مصالحانہ لہجہ اختیار کرکے کہنے لگی ۔"نہیں مجھے کوئی خاص رنج تو نہیں پہنچا ۔مگر بعض باتیں ایسی ہیں ۔جن کا ہمارے درمیان طے ہو جانا ضروری ہے اور جیسا کہ میں نے پیشتر کہا ۔اس بات کا دارومدار کہ آپ پرڈیٹا سے دوبارہ مل سکیں آپ کے اپنے فیصلہ پر ہے ۔"

"تو میرا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ میں اس سے ملوں گا ۔" چارلس نے بڑے زور سے کہا اور اس کے بعد پھر اب آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کی گفتگو کو پوری توجہ سے سُننے کے لئے تیار ہوں ۔"

"اور کسی قدر صبر کے ساتھ بھی ۔" مسز فنٹز ہارڈنگ نے اپنے خشونت آمیز چہرہ پر ہلکی مسکراہٹ پیدا کرکے کہا "لیکن میں نہیں چاہتی کہ آپ کو زیادہ عرصہ انتظار میں رکھ کر آپ کے صبر پر جبر کروں ۔پس جیسا کہ میں نے کہا ۔میں پہلے ان معاملات کا ذکر کرتی ہوں ۔ جن کا تعلق آپ کی ذات سے ہے ۔اور میں یقین کرتی ہوں کہ میری زبان سے اپنے خاندان کے متعلق بعض عجیب وغریب حالات معلوم کرکے آپ کو تعجب ضرور ہوگا ۔"

"آہ!" چارلس نے چونک کر کہا۔ "اور غرض کیجئے مجھے ان اسرار کا آپ سے بھی زیادہ علم ہو۔"

"نہیں صاحب نہیں۔ یہ غیر ممکن ہے۔" پھر وہ کہنے لگی "بھلا ان اسرار میں سے کوئی ایسا بھی ہے جسے سوچ کر آپ کو ذہنی تکلیف ہوتی ہے؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس جوان کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھا۔ اور بولی "معاف فرمائیے میں نے اس قسم کا عجیب سوال پوچھا۔"

"آپ کو اس قسم کا سوال کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟" چارلس نے کسی قدر خفگی کے ساتھ کہا۔

"اس لئے کہ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ آپ کو اپنے خاندانی معاملات کے متعلق کس حد تک علم ہے۔"

چارلس ہیٹ فیلڈ تلخی کے لہجہ میں کہنے لگا "میڈم یقین جانئے مجھے اس سے بہت زیادہ حالات معلوم ہیں۔ جن کا آپ کو گمان ہو سکتا ہے۔"

"کیا آپ رینفورڈ کے نام سے واقف ہیں؟" بڑھیا نے سوال کیا۔ اور پھر اس سوال کا اثر معلوم کرنے کے لئے غور سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔

چارلس مضطرب ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پر رعب طریق پر مسز فسٹر ہارڈنگ کے قریب جا کر کہنے لگا "میڈم کیا آپ مجھے میری ولادت کے متعلق طعنہ دیا چاہتی ہیں؟ ظاہر ہے کہ آپ کو میرے خاندان کے بعض ناگوار حالات کا علم ہے۔ لیکن اگر آپ کا خیال وہی ہے۔ جو میں نے ظاہر کیا تو یقین جانئے۔ میں آپ کی دختر بیرڈیٹا کی محبت کے اتنا ناقابل بھی نہیں ہوں۔ جتنا آپ خیال کرتی ہیں۔ آپ کا ارادہ اس کی شادی ایک عمر رسیدہ امیر سے کرنے کا تھا۔ کیا یہ نامناسب ہوگا کہ ایک جوان امیر اس سے شادی کا خواستگار ہو؟"

"جوان امیر!" مسز فسٹر ہارڈنگ نے متعجب ہو کر کہا۔ اس کا تعجب اس وجہ سے تھا کہ بوڑھی جیسی عورت کی زبانی بہر قدر باتیں اس نے سنی تھیں۔ ان میں چارلس ہیٹ فیلڈ کے حق امارت کا کہیں ذکر نہیں آیا تھا۔ اور وہ یہی سمجھتی تھی کہ یہ جوان مسٹر ہیٹ فیلڈ عرف ٹامس رینفورڈ کا ہمشیرزادہ ہے۔

"ہاں میڈم ۔ جوان امیر" چارلس نے غیر معمولی جوش کیساتھ کہا ۔ اس لیئے کہ وہ سمجھتا تھا ۔ یہ مجھے ایک پھانسی پائے ہوئے رہزن کا بیٹا سمجھ کر اس وجہ سے ملامت کرنا چاہتی ہے کہ میں نے اس کی دختر سے شادی کا دم بھرا ۔ پھر وہ کہنے لگا "آپ شاید آپ کو میری بات سُن کر تعجب ہوا ہے ۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ میں غریب اور گُم نام چارلس ہیٹ فیلڈ نہیں بلکہ ارل آف ایلنگھم کی جائداد کا وارث اسکلے لارڈ وائیکونٹ مارسٹن ہوں ۔"

مسز فنسٹر ہارڈنگ نے اپنی حیرت کو بڑی دقت سے فرو کیا ۔ اور غیر معمولی جبر سے کام لے کر طبیعت کو سنبھالا ۔ پھر بڑی ڈھٹائی سے اس جوان کی طرف دیکھ کر وہ کہنے لگی "خیر مائی لارڈ میری گفتگو کا یہ اثر ہوا ۔ کہ آپ کو اپنا اصلی مرتبہ ظاہر کرنا پڑا ۔"

آہ! مائی لارڈ کا لفظ کتنا دل خوش ہوتا ہے ۔ اس وقت چارلس ہیٹ فیلڈ کو اس کی راحت میں یہ بات فراموش ہوگئی ۔ کہ میں ایک مصلوب رہزن کا بیٹا ہوں ۔ وہ بھول گیا کہ میرا باپ باضابطہ عدالت انصاف سے سزائے موت پا چکا ہے ۔ اس وقت صرف ان الفاظ کی گونج جن سے بوڑھی عورت نے اُسے مخاطب کیا تھا ۔ اس کے کانوں میں تھی ۔ اور اس کی راحت میں وہ اس درجہ محو ہوا ۔ کہ سمجھنے لگا ۔ میری خواہش عروج ایک حد تک پوری بھی ہوگئی ۔

بدقت اپنے دل کو سنبھال کر اور اس جوش پر قابو پاکر جو وحشت کا درجہ پیدا کر چکا تھا ۔ اس نے کہا "میڈم کیا آپ کو پہلے ہی معلوم تھا ۔ کہ میں خطاب امارت رکھتا ہوں ؟"

"بے شک تھا ۔" وہ عیارہ بظاہر صداقت آمیز لہجہ میں کہنے لگی "البتہ آپ کو اس حقیقت سے بے خبر سمجھ کر میں خود اس کا انکشاف کرنا چاہتی تھی ۔"

"اس سے معلوم ہوا کہ آپ میری نسبت سارے حالات سے باخبر ہیں" اور یہ کہتے ہوئے چارلس نے اپنی خوشی میں اس بات کو محسوس نہیں کیا ۔ کہ میرے لیئے اس قسم کا مبہم سوال پوچھنا کتنا فضول ہے ۔

مسز فنسٹر ہارڈنگ کہنے لگی "ہاں مائی لارڈ سارے حالات سے" یہ بات قابل ذکر ہے ۔ کہ اس عیار عورت نے "مائی لارڈ" کا خطاب عمداً اس وجہ سے دوبارہ استعمال کیا کہ وہ جانتی تھی ۔ اس سے اس سادہ لوح جوان کے دل میں غیر معمولی خوشی پیدا ہوتی ہے

"عجیب ... نہایت عجیب بات ہے۔" چارلس نے بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کسی قدر بلند آواز میں کہا۔ "کیونکہ میں خود اس غرض سے آیا تھا۔ کہ سارے حالات آپ کی دختر پیوٹیا کے روبرو بیان کروں۔ اور پھر اس کے ذریعہ سے آپ ان سے خبردار ہوجائیں۔ لیکن اب مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ آپ پہلے ہی ان تمام پراسرار واقعات سے باخبر ہیں۔" پھر وہ یکایک اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ "لیکن میڈم میں پوچھتا ہوں۔ آپ کو یہ بات کیونکر معلوم ہوئی۔ کہ مسٹر ہیٹ فیلڈ میرے والد ہیں۔ اور حقیقت میں ارل آف ایلنگہم کا خطاب اور جائیداد انہی کا حق ہے۔ اور وہ ان کے جائز وارث ہیں۔"

مسز فشر ہارڈنگ کو دراصل ان معاملات کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ مگر انہیں سن کر اس نے کسی قسم کا تعجب ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ سرسری طور پر کہنے لگی۔ "مائی لارڈ طبیعت کو سکون دیجئے۔ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے متعلق جو باتیں قابل بیان ہیں آپ سے عرض کئے دیتی ہوں۔"

چارلس ہیٹ فیلڈ آرام کرسی پر بیٹھ کر بوڑھی عورت کی گفتگو سننے کے لئے ہمہ تن متوجہ ہوگیا۔

مسز فشر ہارڈنگ نے پوچھا۔ "کیا یور لارڈ شپ نے کبھی جیسی عورت میرانڈہ کا ذکر سنا ہے؟"

"ہاں میں نے حال ہی میں اکیٹو یا میسنرز کے حالات پڑھے تھے جس نے کونٹس آف ایلنگہم کا رتبہ حاصل کیا۔ اور جو رشتہ میں میری دادی تھی۔ جیسی عورت جس کا آپ ذکر کرتے ہیں اس اکیٹو یا میسنرز کی وفادار سہیلی تھی۔ مجھے معلوم نہیں یہ عورت میرانڈہ اب زندہ ہے یا نہیں لیکن اگر وہ زندہ ہے تو یقیناً بہت بوڑھی ہوگی۔"

مسز فشر ہارڈنگ کہنے لگی۔ "بیشک یہ عورت اب تک زندہ ہے یا کم از کم کچھ عرصہ پہلے تک زندہ تھی اور اسی کی زبانی مجھے آپ کے خاندان کے سارے حالات کا علم ہوا تھا۔"

"مگر اسے یہ معلوم نہ ہوگا کہ مرحوم ارل آف ایلنگہم نے ستم رسیدہ اکیٹو یا میسنرز سے شادی کرلی تھی۔" چارلس نے کہا۔ "اور مجھے یہ بھی قرین قیاس نظر نہیں آتا کہ وہ میرے والد کے حقیقی نسب

اور حیثیت سے باخبر ہو گی۔"

"معاف فرمائیے آپ کا قیاس غلط ہے۔ کیونکہ وہ ان سارے حالات سے خبردار تھی۔" معمر رسیدہ عورت نے گفتگو کرتے ہوئے کہا "اگرچہ میں ثابت نہیں کر سکتی کہ اسے ان حالات کا کب سے اور کیونکر علم ہوا۔ جس وقت اس نے ساری داستان میرے روبرو بیان کی تو میں نے سمجھا تھا۔ کہ آپ اپنے جائز حقوق سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور چونکہ اتفاقیہ مجھے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ آپ طبعاً خلیق اور فیاض ہیں۔۔۔"

"آپ کو اس کا علم کس سے ہوا؟" چارلس نے چونک کر پوچھا۔

"افسوس ہے کہ میں تفصیلات میں داخل ہو کر آپ کا استعجاب رفع نہیں کر سکتی۔" مسز فنٹر لڈ فنگ نے کہا۔ "اور میری رائے میں آپ بھی یہی پسند کریں گے۔ کہ موجودہ ملاقات میں ہم صرف ضروری معاملات پر گفتگو کریں۔۔۔"

"بہتر ہے۔ کہنے جائیے۔ میں آپ کی گفتگو کو حتے الامکان قطع نہ کروں گا۔" نوجوان نے جواب دیا۔

بوڑھی عورت سلسلہ کلام جاری رکھ کر بولی "جیسا کہ میں عرض کر رہی تھی۔ میں نے اس بات کو نہایت شرمناک اور ظالمانہ سمجھا کہ آپ کو اپنی حقیقی حیثیت سے بے خبر رکھا جائے میں نے محض انصاف کی خاطر۔۔ کسی اور وجہ سے نہیں۔۔۔ اس بات کا ارادہ کیا۔ کہ آپ کو ان سارے حالات سے باخبر کر دوں۔ مگر میں دیکھتی ہوں کہ وہ آپ کو پہلے ہی معلوم ہیں۔"

چارلس کہنے لگا "میڈم ایمان کی بات یہ ہے کہ آج سے آٹھ دس دن پہلے تک میں ان تفصیلات سے بے خبر تھا۔ یہ حالات محض اتفاقیہ طور پر مجھے معلوم ہو گئے اور وہ اتفاق بھی اتنا عجیب تھا۔۔۔"

"کیا میں یہ معلوم کرنے کی جرأت کر سکتی ہوں کہ وہ عجیب اتفاق کیا تھا۔ جس کی بدولت آپ کو ان سارے حالات کا علم ہوا؟"

چارلس ہیٹی فیلڈ کہنے لگا "یقیناً آپ نے مجھ سے اس قدر عنایت اور صاف بیانی کا سلوک کیا ہے کہ میرے لئے کوئی بات آپ سے چھپا کر رکھنا نہایت بے جا ہو گا۔ مجھے اتفاقی طور پر بعض ایسے کاغذات مل گئے۔ جن سے ثابت ہوا کہ آکٹیویا میبرز کا بچہ

اُس وقت پیدا ہوا تھا جب اُس کی شادی ارل آف ابنگھم آنجہانی کے ساتھ ہو چکی تھی۔ اور میرا والد ہی جس کا موجودہ نام میسٹ فیلڈ ہے ۔ مگر جو بدنصیبی سے عرصہ دراز تک مینفورڈ کے نام سے مشہور رہا۔ وہ بچہ ہے جس کا میں نے ذکر کیا "

"مگر وہ کاغذات جن کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ آپکے قبضہ میں موجود ہیں؟" مسز فیٹزہارڈنگ نے پوچھا۔

"ہاں میں نے انہیں لارڈ ابنگھم کے مکان میں اپنے کمرہ کے میز کی دراز میں بڑی احتیاط کے ساتھ مقفل کر رکھا ہے"

"اور کیا اب آپ کو اپنے حقوق و خطابات حاصل کرنے میں کسی طرح کا تامل ہے؟ یا یوں کہنا چاہیئے کیا آپ اپنے والد کو اپنے حقیقی مرتبہ کے حصول پر اکسانا نہیں چاہتے؟" اُس عورت نے اُس جوان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

چارلس کے چہرہ پر ایک تاریک سا بادل چھا گیا۔ اُس کے ذہنی اضطراب کا خیال اس کی صورت سے ظاہر ہو رہا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا "میڈم آپ نے ایک نہایت رنجدہ ذکر چھیڑ دیا ہے۔ دراصل اب تک میں اس معاملہ میں کشمکش و پیچ کی حالت میں ہوں۔ ایک طرف تو میں اس قدم کو جسے ایک بار اٹھا کر پیچھے ہٹنا دشوار ہوگا۔ آگے رکھنے سے جھجکتا ہوں دوسری طرف یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اپنے سارے حقوق سے دست بردار ہو جاؤں خصوصاً اس لئے کہ میرے والدین کا سلوک میرے ساتھ اس قسم کا نہیں رہا۔ کہ میں اُن کی خاطر کوئی عظیم قربانی کروں۔ آج ہی صبح میرے والد نے اُن مظالم میں جو ہمیشہ مجھ سے ہوتے رہے ہیں۔ یہ اضافہ کیا۔ کہ بلاوجہ مجھے بڑی سختی بلکہ یہ کہنا چاہیئے۔ وحشیانہ طریق پر ملامت کی . . ."

عمر رسیدہ مکار عورت جو اس جوان کے دل میں کینہ آمیز خیالات کو ترقی دینا ہی اپنا فرض سمجھتی تھی۔ کہنے لگی "میں امید کرتی ہوں۔ آپ آبائی فرمانبرداری کے کسی بےجا خیال کو پیش نظر رکھ کر اپنے مستقبل کو تاریک نہ ہونے دیں گے۔ اپنی جوانی۔ وجاہت اور اس شاندار قابلیت پر غور کیجئے۔ جسے اگر صحیح مصرف میں لایا گیا۔ تو آپ کا نام یقیناً عالم میں مشہور ہو جائے گا . . ."

"آہ! یہ درست ہے" چارلس نے کہا "اور حقیقت یہ ہے کہ اس طریق کو اختیار

کرنے کے متعلق جسے عمل میں لانا میرا فرض ہے۔ مگر جس سے طاعت فرزندی مجھے روکتی ہے۔ میں سارے پہلوؤں پر غور کر چکا ہوں مگر افسوس . . .''

وہ اپنا فقرہ نامکمل ہی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اپنا ہاتھ گرم پیشانی پر پھیرا اور بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

''مائی لارڈ یہ جوش بے سود ہے'' مسز فنشر ہارڈنگ بولی ''اور اگر آپ مجھ ناچیز کو اپنا رفیق سمجھنے کی عزت بخشیں . . .''

''اوہ! اوہ!'' اُس جوان نے بڑے اشتیاق سے کہا ''میں آپ کو خوشی سے اپنا رفیق بناتا ہوں'' اور پھر اس کا استخوانی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ادائے شکرانہ کرتے ہوئے وہ بولا ''کیا آپ نے پہلے ہی کچھ کم حق رفاقت ادا کیا ہے؟ کیا یہ بات آپ کی طبعی فیاضی کی دلیل نہیں۔ کہ اجنبیت کی حالت میں آپ نے اس قسم کے اسرار مجھ پر ظاہر کرنا فرض سمجھا۔ جن سے آپ کے نزدیک میں لاعلم تھا۔ اور کیا اس وقت آپ نے جو مشورہ دیا ہے وہ میرے فوائد کے عین مطابق نہیں ہے؟''

مسز فنشر ہارڈنگ کہنے لگی ''خیر آپ مجھے اپنی دوستی کی عزت بخشتے ہیں۔ تو مجھے یہ مشورہ پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ کہ ایک طرف تو آپ کو اپنے حقوق سے دست بردار نہ ہونا چاہیئے۔ اور دوسری جانب سردست کوئی ایسا فعل بھی نہ کرنا چاہیئے جس پر پہلے پورے طور سے غور و خوض نہ کر لیا گیا ہو۔ مائی لارڈ اس بات کو سوچ لیجئے۔ کہ آپ کو اس کام میں کتنی دشواریوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ والد کی التجائیں۔ ماں کی منت و زاری۔ رشتہ داروں کے اعتراضات ان سب کے خلاف آپ کو سنگدل بننا ہوگا۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے چچا کی ایک خوبصورت بیٹی ہے۔ اس کی اشک آلود آنکھیں بھی آپ کی راہ میں مزاحم ہوں گی۔ کیا آپ ان سب کا مقابلہ کر سکیں گے؟''

چارلس ہیث فیلڈ کے دل میں درد اٹھا۔ اور اسے اپنی ذہنی تکلیف ناقابل برداشت نظر آنے لگی۔ ہاتھ مل کر بولا ''افسوس! اپنی ایک خواہش کی تکمیل کے لئے مجھے کتنے دل توڑنے پڑیں گے . . .''

مسز فنشر ہارڈنگ نے کہا ''بے شک مگر آپ جانیں کوئی کام مشکل کے بغیر نہیں ہوتا۔ آپ کے سامنے دو ہی رستے ہیں۔ یا تو یہ کہ آپ دوسروں کے جذبات کی پروا نہ

کرتے ہوئے اپنے حقوق کو افضل سمجھیں۔ یا ساری عمر سادہ چارلس ہیسٹ فیلڈ رہ کر ایک گمنام زندگی بسر کریں؟"

"میڈم آپ کا فرمانا درست ہے" اس جوان نے یکایک عزم صمیم سے کام لیتے ہوئے کہا "بلاشبہ میرے لئے دو ہی رستے ہیں۔ مگر میں استقلال اور جرأت سے کام لوں گا۔ میرا مقدر سے طے ہو چکا۔ اپنی منزل مقصود حاصل کرنے کے لئے مجھے دوسروں کے جذبات کو کتنا ہی ضرر پہنچانا پڑے۔ اس جدوجہد میں بے حساب دل توڑنے پڑیں تو بھی میں اپنے جائز حقوق سے دست بردار نہ ہوں گا" پھر ذرا رک کر وہ کہنے لگا۔

"میرے خیال میں سردست ہمیں اس سوال پر زیادہ بحث نہ کرنی چاہیے۔ اس لئے اب مجھے یہ معلوم کرنے کی اجازت دیجئے۔ کہ آپ کی حسین دختر کا رخ کیسا ہے؟"

"مائی لارڈ وہ میں عنقریب عرض کرتی ہوں۔ آپ کے اس سوال نے معاملات زیر بحث میں سے دوسرے کو پیش کر دیا ہے۔ جس کا میں خود ہی ذکر کرنا چاہتی تھی۔ ورجل پیرڈوبیا نے وہ ساری باتیں جو آپ کے اور اس کے درمیان ہوئیں۔ مجھ سے بیان کر دی ہیں۔۔۔"

"اور آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" چارلس ہیسٹ فیلڈ نے عمر رسیدہ عورت کے چہرہ پر پھر خشونت کے آثار پیدا ہوتے دیکھ کر اضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔

"نہیں مائی لارڈ میں ناراض تو نہیں۔" وہ کہنے لگی "البتہ اس مضمون کی طرف آتے ہوئے ڈرتی ہوں جس سے سیکڑوں مشکلات وابستہ ہیں"

چارلس نے کہا "میڈم اگر دل مضبوط ہو تو ساری مشکلات آسانی رفع ہو جاتی ہیں۔ آپ وہ مشکلات بیان کیجئے۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انہیں رفع کرنا میرا پہلا فرض ہوگا"

عیار عورت کہنے لگی "سب سے پہلی بات جو میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ یہ ہے کہ میری دختر کے ذہن میں شادی کے متعلق بعض عجیب و غریب خیالات جاگزیں ہیں۔ میں فرض کئے لیتی ہوں۔ کہ آپ کا جذبہ عشق دائمی ثابت ہوگا۔ اور آپ اس کے ساتھ منکوحہ کی طرح ہی سلوک کریں گے۔ پھر بھی دنیا تو یہی کہے گی۔ وہ آپ کی داشتہ ہے"

"لیکن میڈم میں شوق سے اس سے شادی کرنے کو آمادہ ہوں"

"مگر وہ آمادہ نہیں" بڑھیا نے جواب دیا "مائی لارڈ وہ ایک ضدی اور خود سر لڑکی

ہے اور اس کے ساتھ اس معاملہ میں بحث کرنا سراسر بے سود ہوگا۔ فرض کیجیے میں . . . اُس کی ماں لوگوں کے چرچا کی پروا نہ کرکے صرف اُس کی راحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کی عزت و شرافت پر بھروسہ کرکے رسم شادی کو نظر انداز کردوں، اور وہ آپ کے حوالہ کردی جائے۔ پھر کیا آپ اُسے ایک غریب عورت کی لڑکی سمجھتے ہوئے منظور کرنے پر آمادہ ہیں؟ مائی لارڈ وہ ایک بے جہیز لڑکی ہے . . .؟"

چارلس ہیتھ فیلڈ بولا "درست ہے میرے اپنے مالی وسائل محدود ہیں۔ لیکن جس وقت میں نے اپنے حقوق کو مشتہر کردیا . . ."

"تو ساری جائداد جو ارل آف الینگھم کے قبضہ میں ہے آپ کے والد کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ اور آپ پھر بھی اُس کی وفات تک تہی دست رہیں گے" مسز فشر ہارڈنگ نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے" چارلس نے یکایک معاملہ کی مشکلات کو دیکھ کر حالت اضطراب میں کہا۔

"لیکن" مسز فشر ہارڈنگ نے چند منٹ کے تامل کے بعد اس ایک لفظ پر خاص زور دیتے ہوئے کہا "لیکن مائی لارڈ اگر آپ فوراً ہی اپنے والد سے جھگڑا کرکے تصفیہ اُن حقوق اور جائداد پر قبضہ کرنے کے لئے مجبور نہ کریں۔ جو اس وقت اُس کے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میں ہے تو بھی بعض ذرائع اس قسم کے ہیں۔ جن سے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وہ حقوق اور جائداد انجام کار آپ ہی کے قبضہ میں آنے والی ہے آپ فوری ضروریات کے لئے روپیہ مہیا کرسکتے ہیں"

"میں سمجھ گیا۔ یہی دوسری ممکن صورت ہے" چارلس نے کہا "لیکن میں جانتا ہوں۔ والد مجھے قطعی طور پر عاق نہیں کردے گا۔ اور نہ وہ اپنی زندگی میں مجھے گذارہ لائق روپیہ دینا موقوف کرسکتا ہے"

بوڑھی عورت کہنے لگی "مائی لارڈ آپ نہیں جانتے۔ خاندانی جھگڑے کل کو کیا سے کیا صورت اختیار کرلیں۔ اس کے علاوہ آپ جو کارروائی کیا چاہتے ہیں۔ اُس سے ایک عظیم خانگی انقلاب ظہور میں آنا لازم ہے . . . معاف فرمائیے میں اس صفائی سے ان معاملات پر [illegible] کرتی ہوں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اپنا دیوانی مقدمہ

کی نسبت جو امید لگی ہوئی تھی۔ اُس کا اب بالکل خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور اگر میں نے ایک ہفتہ کے اندر اندر چند ہزار پونڈ کا انتظام نہ کیا۔ تو میرا دیوالی قید خانہ میں بھیجا جانا یقینی ہے"۔

"توبہ! توبہ!" چارلس ہیث فیلڈ نے گھبرا کر کہا "لیکن میڈم میں اس مشکل کو کیونکر آسان کر سکتا ہوں؟"

وہ بولی: "مائی لارڈ آپ مجھے طامع نہ خیال کریں۔ تو میں عرض کر سکتی ہوں"

"نہیں میڈم بالکل نہیں" نوجوان نے بے صبری سے کہا "اگر کوئی ذریعہ آپ کی فوری ضروریات کو رفع کرنے کے لئے روپیہ حاصل کرنے کا ہے تو بتایئے میں اُس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ میں پرڈیتا سے کس درجہ محبت رکھتا اور آپ کی کس قدر تعظیم کرتا ہوں"۔

مسز فشر ارڈنگ بظاہر اس نظارہ سے بہت متاثر ہوئی۔ اور کہنے لگی "میں آپ کی عنایات کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ آپ جیسے فیاض شخص کے زیر سایہ میری بیٹی یقیناً خوش و خرم رہے گی"۔ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر بولی "مائی لارڈ۔ میں جانتی ہوں۔ ہماری ملاقات پہلے ہی ضرورت سے زیادہ طویل ہو چکی ہے اور جس طرح آپ کسی کی صورت دیکھنے کو بیتاب ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی آپ کے فراق میں تڑپ رہی ہے۔ اس لئے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ذرا دیر پیشتر جو آپ نے بعض دستاویزات کا ذکر کیا تھا۔ جن سے آپ کے والد کے حقوق ولدیت کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر آپ ان کاغذات کو گرو رکھ کر اور اپنے دستخط سے قرض نیتا منظور کریں۔ تو آسانی اتنا روپیہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جو میری اور آپ کی مشترکہ ضروریات کے لئے کافی ہوگا"۔

چارلس جو اس ملاقات کو جلد تر ختم کرنے کے لئے بے چین تھا۔ کہنے لگا "میڈم میں وہ کاغذات آج ہی شام آپ کے حوالہ کر دوں گا"۔

مسز فشر ارڈنگ نے کہا "بہتر ہے۔ میں آج رات آٹھ بجے آپ کی تشریف آوری کا انتظار کروں گی"۔ اور اتنا کہہ کر وہ کمرہ سے چلی گئی۔

چارلس ہیث فیلڈ نے جو پرڈیتا سے ملنے کے لئے سخت ہی بے چین تھا اُس کے جانے پر شکر کا کلمہ پڑھا۔ پھر وہ اُٹھ کر قدِ آدم آئینہ کی طرف بڑھا۔ اپنے بالوں کو

درست کیا۔ اور صورت دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ کہ کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور پرڈیٹا داخل ہوئی۔

باب ۱۳۶ وارفتگی

اُس نازنین نے اس وقت بالکل سادہ لباس پہن رکھا تھا۔ اور شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ سابقہ دو ملاقاتوں کی نسبت اس موقعہ پر اُس کا لباس نسبتاً زیادہ حیا داری کا تھا۔ گلے میں سادہ گون چھاتی سے اوپر تک بنی ہوئی جس کے اندر اُس کا خوشنما جسم اور موزوں اعضا صرف ہلکی سی جھلک ظاہر کر رہے تھے۔ بال نہایت سادگی سے آراستہ اور چہرہ پر اس قدر الٹرپن اور حیا کا اظہار تھا۔ کہ چارلس اس حسینہ کے حیرت افزا حسن کا یہ نیا پہلو دیکھ کر بالکل ہی وارفتہ ہوگیا۔

اُسے آتے دیکھ کر وہ استقبال کے لئے بڑھا۔ پھر اُسے بازوؤں میں لے کر اس کے لبوں۔ رخساروں اور پیشانی پر پے در پے بوسے دیئے۔ معلوم نہیں حقیقت میں یا محض اس کے تصور میں وہ اس وقت پہلے سے بہت زیادہ خوبصورت نظر آتی تھی۔

"پیاری ... جان سے پیاری پرڈیٹا" اس نے بے اختیار ہو کر کہا۔ اور اس وقت اُس کے ذہن میں سوائے اُس حسینہ کے تصور کے دنیا کی اور کسی چیز کا خیال موجود نہ تھا۔

"چارلس ... مائی لارڈ پہلے یہ فرمائیے۔ آئندہ میں آپ کو کس نام سے مخاطب کیا کروں؟" اس نے اپنی نرم ترنم خیز آواز میں جو ندی کے بہاؤ کی طرح ہموار اور دلفریب تھی۔ کہا۔

وہ اس کی طرف پیار ... اور کسی قدر ملامت کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا "میری جان کیا میں پہلے ہی نہیں کہہ چکا۔ کہ تمہارے لئے میرا نام چارلس کے سوا اور کچھ نہیں" پھر وہ اُسے ایک نشست کے قریب لے جا کر اور اس کے قریب تر بیٹھ کر کہنے لگا "پرڈیٹا آج تمہاری ماں سے میری بہت لمبی ملاقات ہوئی۔ مگر اس کی باتوں سے میں آخر کار جس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اسے ہماری محبت پر کسی طرح کا

اعتراض نہیں۔"

"میں جانتی ہوں۔" اُس حسینہ نے اس انداز سے آنکھیں جھکا کر کہا کہ دیکھنے والا ضرور اس حیا کو اُس کی معصومیت پر محمول کرتا۔ پھر کہنے لگی "کیا تم خوش ہو کہ اس ملاقات کا نتیجہ تمہارے حسب مرضی نکلا ہے؟"

نوجوان بڑے پُرجوش لہجہ میں کہنے لگا "یہ سوال . . . اور مجھ سے؟ پرڈیٹا کیا اب بھی تمہیں میری محبت پر شبہ ہے؟ کیا اب بھی تم اپنے دل میں یہی خیال رکھتی ہو۔ کہ میرا مزاج نہایت متلون . . . سراسر ناپائدار اور بالکل غیر اُستوار ہے۔ اور یہ کہ جو بات میں کہتی ہوں۔ اُس پر دوسرے دن میرا پشیمان ہونا یقینی ہے؟"

"چارلس میں اس کے لئے تم سے معافی کی خواستگار ہوں۔" پرڈیٹا نے اُس کی طرف شوخی کے انداز سے دیکھ کر کہا "لیکن بات یہ ہے۔ والدہ نے ایک اُڑتی سی خبر سنی تھی . . . اگرچہ ممکن ہے وہ سراسر بے بنیاد ہو . . . "

"کہو پرڈیٹا وہ کیا خبر تھی؟" نوجوان نے بے صبری سے پوچھا۔

"یہ کہ تمہاری شادی لیڈی فرانسس انگھم سے ہونے والی ہے۔" پرڈیٹا نے اس طرح کپکپاتے ہوئے لہجہ میں کہا۔ گویا رقابت کی آگ اس قدر اس کے سینہ میں شعلہ زن ہے۔ کہ وہ اپنے خیالات کو الفاظ کی صورت نہیں دے سکتی۔

چارلس ہیث فیلڈ کی رنگت دفعتاً سرخ ہو گئی۔ اُدھر پرڈیٹا نے بھی آنسو بہانے شروع کر دیئے۔

پھر وہ بظاہر سخت اظہار الم کرتے ہوئے کہنے لگی "اوہ! تو کیا وہ خبر صحیح تھی؟ اور مائی لارڈ کیا آپ آج تک مجھے دھوکا ہی دیتے رہے ہیں؟" مگر جلدی ہی اُس نے یکایک اپنے جذبات پر قابو پا کر صوفہ سے اُٹھتے ہوئے پُروقار انداز اختیار کر کے کہا "وائیکونٹ ڈارشن اگر یہ خبر صحیح ہے تو بھی مضائقہ نہیں۔ میں آپ کے سامنے اس بات کا ثبوت مہیا کرنے کو تیار ہوں۔ کہ آپ سے میری محبت کتنی بے غرضانہ ہے۔ اگر آپ کو واقعی اُس خاتون سے جس کی نسبت میں نے والدہ کی زبانی سُنا ہے کہ وہ آپ کی عمزاد بہن ہے۔ سچی محبت ہے اور اگر آپ مجھ ناچیز پر حسین و جمیل فرانسس کو ترجیح دیتے ہیں۔ . . . کیونکہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہے۔ تو میں بڑے شوق سے آپ کو

اس قربانی سے آزاد کرتی ہوں۔ جو آپ نے مجھ سے کیا تھا اور میری طرف
سے آپ پر کوئی پابندی باقی نہیں۔ میں حقیقت میں شائق ہوں۔ کہ اپنی تنہائی میں آپ کی
پرڈیٹا ہر وقت خدائے دو جہاں سے یہی دعا کیا کرے گی۔ کہ آپ اس حسینہ کی محبت
پھلیں اور پھولیں۔ جو مجھ سے آپ کی محبت غصب کرنے میں کامیاب ہوگئی...“

”نہیں پرڈیٹا نہیں“ چارلس نے اس گفتگو سے جو کسی ناٹک کی ہیروئن کے کلام
کی طرح نہایت دلفریب اور حقیقت سے معرا بعید تھی۔ بہت متاثر ہو کر کہا۔ ”یقین جانو
مجھے فرانسس سے بالکل محبت نہیں۔ سچ تو یہ ہے میری اپنے والدین سے محض اس
لئے تکرار ہوگئی۔ کہ وہ اصرار کرتے تھے۔ میں اس سے شادی کروں پرڈیٹا...
جان سے پیاری پرڈیٹا میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں... خدا جانتا ہے کس قدر سچے
دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ تم نے اتنے زبردست ایثار کا ثبوت دیا۔ سچ یہ ہے کہ تمہارے
اس ایثار اور فیاضی نے میرے دل میں تمہاری محبت کو دوچند کر دیا ہے“

”اور چارلس کیا تم مجھے معاف کر دو گے کہ میں نے جوش رقابت کے زیر اثر...“

”معاف!“ بیوقوف اور سادہ لوح جوان نے اس حسینہ کو بازوؤں میں لیتے
ہوئے کہا اور پھر بڑے جوش سے اپنے سینہ سے لگا کر کہنے لگا ”پرڈیٹا وہ کونسی بات
ہے جس کے لئے تم معافی چاہتی ہو۔ کیا اس لئے کہ تمہیں مجھ سے غیر معمولی محبت ہے؟
میں جانتا ہوں حسد اور رقابت صرف بڑھی ہوئی محبت کے باعث ہی پیدا ہوتے ہیں اس
کے علاوہ پرڈیٹا اگر تم کو میرے لئے کوئی وجہ شکایت ہو تو کیا میں اظہار رقابت سے
قاصر رہ سکتا ہوں؟ میری اپنی محبت اتنی پرجوش ہے کہ اگر مجھے تمہارے خلاف شکایت
پیدا ہوئی۔ تو میرا غصہ خوفناک اور ناقابل برداشت ہوگا... لیکن میری رائے
میں ہمارے لئے یہ بحث سراسر غیر ضروری ہے۔ کیونکہ ہم کسی حالت میں دوسرے
کو رشک وحسد کا موقع نہیں دیں گے...“

”کم از کم میری طرف سے آپ ہر طرح اطمینان رکھ سکتے ہیں“ جوان عورت نے اپنے
آپ کو آہستگی اس کے بازوؤں سے چھڑا کر دوبارہ صوفہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر مسکرا کر
کہنے لگی ”مائی لارڈ اب یہ فرمائیے۔ وہ وقت کب آئے گا۔ جب آپ کوئی خوشنما کوٹھی
حاصل کر کے اسے ہر قسم کے سامان آرائش سے آراستہ کرنے کے بعد مجھے اپنی ملکی

کی حیثیت میں وہاں سے چلیں گے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آپ ان شرطوں کو جن پر میں آپ کی دلہن بننا منظور کرتی ہوں قبول کر چکے ہیں۔"

چارلس نے کہا "میری پیاری پرڈیٹا میری طرف سے اس کام میں ایک دن ... ایک لمحہ کی بھی غیر ضروری تاخیر نہ ہوگی۔" اور یہ کہتے ہوئے ان دلفریب خیالات کے زیر اثر جو اس سوال نے اس کے دل میں تازہ کر دیئے تھے۔ اس کے رخساروں پر سرخی چھا گئی۔ آنکھوں میں سرور پیدا ہو گیا۔ اور اپنے بازو اس حسینہ کی کمر کے گرد ڈال کر وہ پھر اس ساحرہ کو اپنی طرف کھینچنے لگا۔

جس وقت اس نے اپنے لبوں کو اس حسینہ کے گرم اور تابناک رخساروں سے لگا رکھا تھا۔ تو وہ کہنے لگی "چارلس ... تم کتنے خوبصورت ہو۔ یقین جانو مجھے تم سے اس درجہ محبت ہے۔ کہ کبھی کسی عورت کو اس سے پیشتر نہیں ہوئی۔ لیکن میں التجا کرتی ہوں۔ سردست ... مجھے چھوڑ دو۔ ایسا نہ ہو ... میری ماں واپس آ جائے اور ... اوہ ... اوہ! چارلس تم کس زور سے مجھے دبا رہے ہو ..."

اس جوان کے سینہ میں مجنونانہ لذات پیدا کر کے وہ بد قت اس کے بازوؤں سے علیحدہ ہوئی۔ جب ذرا پرے ہٹ گئی۔ تو چارلس نیم ملامت کے لہجہ میں کہنے لگا "ظالم پرڈیٹا کیا بات ہے۔ کہ آج تم کل کی نسبت زیادہ پرے پرے ہٹ رہی ہو۔"

"یا یوں کہو۔ کل میں تمہاری محبت پر قبضہ پا لینے کے یقین سے اتنی سرشار تھی اور میرے سینہ میں راحت عشق کی ایسی لذت موجود تھی۔ کہ مجھے اپنی ذات پر کچھ بھی اختیار باقی نہیں رہا تھا۔" اس حسینہ نے جواب دیا۔

چارلس کہنے لگا "تو اب میری محبت حاصل ہونے کے یقین کے بعد یہ الٹا اثر کیا ہوا کہ تم سرد مہری کا سلوک کرنے لگی ہو۔"

وہ پر ملامت لہجہ میں بولی "تمہیں بتاؤ۔ کیا تم اس عورت کو پسند کرو گے جس کے اندر دوشیزگی کی حیا ذرا سی بھی باقی نہ ہو ... پیارے چارلس اپنی پرڈیٹا کو اس قہر آلود نگاہ سے نہ دیکھو۔"

"نہیں نہیں" اس نے اس حسینہ کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا کر اس وارفتگی کے عالم میں کہا گویا اس کی اپنی قوت ارادی قطعاً سلب ہو چکی ہے۔ اور وہ ہر حالت میں اسی

کی مرضی پر چلنے کو تیار ہے۔

پرڈیتا ہنستے ہوئے یوں کہنے لگی "چارلس اب تم کتنے مہربان اور نیک ہو۔ تمہاری یہی باتیں میرے دل کو بھاتی ہیں" پھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر وہ کہنے لگی "ہر چند کہ طے شدہ شرطوں کے مطابق ہماری رسم شادی ادا نہ ہوگی۔ تاہم ضروری ہے کہ شادی کا ایک دن مقرر کر کے اسے دھوم دھام کے ساتھ منایا جائے۔ اس لئے چارلس جس وقت تم میرے اور والدہ کے لئے اس قسم کے مکان کا انتظام کر لو گے۔ جہاں تم مجھے اپنی دلہن کی حیثیت میں لے جانا چاہتے ہو۔ تو پھر میں شوق سے تمہارے ساتھ چلوں گی اور پھر ہمارے تعلقات ہر معاملے میں زن و مرد کے ہو جائیں گے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا خوبصورت چہرہ جس پر سرخی چھا رہی تھی نیچے کو جھکا لیا۔

"بہت اچھا پرڈیتا جس طرح تمہاری مرضی" نوجوان نے کہا "میں ہر بات میں تمہارے فرمان پر عمل کرنا ہی فرض سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میرے دل میں تمہاری محبت پرستش کی حد تک پہنچی ہے۔ میں تمہیں فرشتہ حسن سمجھتا ہوں۔ تمہارے انداز نہایت دلفریب ہیں۔ تمہاری آواز نغمہ دلکش کی مشابہت رکھتی ہے۔ اور تمہاری نگاہوں میں زاہدان گوشہ نشین کی عبادت کو بھی توڑنے کا اثر موجود ہے۔"

"یہ اچھی خوشامد ہے" اس حسینہ نے گردن اٹھا کر چارلس کے رخساروں کو چھو کر کہا "مگر میں پوچھتی ہوں۔ کیا تم ہمیشہ مجھے ایسا ہی سمجھتے رہو گے؟"

"ہاں ہمیشہ! ہمیشہ!" چارلس نے جو اس ساحرہ پر بالکل مفتون تھا۔ بڑے زور سے کہا "اور اب میری جان تم یہ بتاؤ۔ تم اپنا خوشنما مقام سکونت لندن کے کس حصہ میں منتخب کرتی ہو؟"

پرڈیتا کہنے لگی "جس قدر تنہائی کا مقام ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ مجھے نہ ہمسایوں کی صحبت پسند ہے نہ ملاقاتیوں کی آمد و رفت۔ جس وقت تم میرے پاس ہو تو میرے دل میں اور کسی کی گنجائش نہیں۔ اور جب تم موجود نہ ہو تو تمہارا تصور کافی ہے۔ میں نے سنا ہے۔ مالووے کے نواحات میں کئی خوشنما تعمیر مکانات ہیں ۔ ۔ ۔"

"مالووے!" چارلس نے کہا "تمہارا مطلب اس مقام سے ہے جو [illegible] واقع ہے۔ جہاں پرنس آف مونٹو کی سکونت پذیر ہیں؟"

"تم پرنس سے واقف ہو؟" پرڈیٹا نے سوال کیا۔ "میں خیال کرتی ہوں کہ تم ضرور اُسے جانتے ہو گے کیونکہ آج ہی صبح کے اخبار میں فیشنیبل خبریں پڑھتے ہوئے میں نے دیکھا تھا۔ کہ پرنس موصوف کو کل ارل آف انگہم کے قصر واقع پال مال میں ایک جلسہ دعوت دیا گیا۔"

"اوہ پرڈیٹا پرنس ایک بڑا ہی نیک اور قابل عزت شخص ہے۔" چارلس نے کہا اور یہ کہتے ہوئے اُس کے رخساروں پر جوش کی سرخی نمودار ہو گئی۔

"مگر یقیناً وہ تمہارے برابر خوبصورت نہیں۔" پرڈیٹا نے نیم سوالی نیم ناقی لہجہ میں کہا

وہ بولا بعمیری جان یوں تو وہ دیکھنے میں بھی بہت خوبصورت ہے۔ مگر جو باتیں اس کی شہرت کو چار چاند لگانے والی ہیں۔ وہ اُس کے فیاضانہ کارنامے اُس کی عزیزانہ طبیعت اُس کی انتہائی نیک دلی اور حقوق انسانی کے متعلق اس کی سچی امداد ہیں۔ یہ ایسی صفات ہیں کہ اگر کسی بدنما شخص میں بھی موجود ہوں۔ تو وہ فرشتہ جنت کی طرح قابل پرستش سمجھا جا سکتا ہے۔"

پرڈیٹا کہنے لگی "پیارے چارلس تمہارے اندر بھی تو یہ ساری صفات موجود ہیں کیا تم نہایت خوبصورت نہیں ہو؟ کیا تمہیں ایک نہایت شاندار خطاب حاصل نہیں ہے؟ اور کیا مستقبل قریب میں تم دارالامرا میں اپنی فصاحت سے لوگوں کو مسحور نہ کیا کرو گے؟ چارلس اس بات کا مجھے کامل یقین ہے کہ تمہاری فصاحت عالمگیر شہرت حاصل کر سکے گی۔ اور وہ وقت کتنا راحت افزا ہو گا جب وفادار پرڈیٹا تمہاری اُس شہرت کو سنے گی۔ سچ یہ ہے کہ تمہارے ایسے لائق اور خوبصورت مرد کے ساتھ کسی ادنیٰ درجہ کی جھونپڑی یا تنہا مکان میں رہنا بھی موجب عزت و باعث فخر ہو سکتا ہے۔"

"اوہ پرڈیٹا کیا تم بھی یہ خیال کرتی ہو کہ میں دنیا میں ایسی شہرت حاصل کر سکوں گا؟" نوجوان نے اُس حسینہ کی طرف خوشی اور حیرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بے شک چارلس مجھے تم سے سچی محبت ہے وہ پاک محبت جو آغاز سے میرے دل میں یہی کہہ رہی ہے۔" اُس حسینہ نے اپنی دلفریب و رسیلی آواز سے کہا۔

"آہ! اب میں اس بات کو سمجھا کس طرح شہزادی اسابیلا کا تصور رچرڈ مارکہم کو ان عظیم کارناموں پر اکساتا تھا جن کی بدولت اُس نے موجودہ قابل فخر

عروج حاصل کیا ہے" چارلس نے کہا۔ اور پھر سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا "بیشک اب اول مرتبہ میں نے یہ جانا ہے۔ کس طرح زمانہ شجاعت کے بہادر لوگ اپنے محبوب کی خوشنودی کے لئے ہر قسم کے خطرات کی پروا نہ کرتے ہوئے داد شجاعت دیتے تھے۔ پرڈیٹا آئندہ کے لئے میں تمہیں اپنی پرنسس اسابیلا سمجھونگا میں اُن قدیم بہادروں کی طرح تمہارے ہی اشارہ پر ہر کام کروں گا۔ اور تمہاری خوشنودی سے جرأت پاکر دنیا میں عظیم شہرت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا"۔

پرڈیٹا کہنے لگی "چارلس میری دلی خواہش ہے۔ کہ میں تمہیں انتہائی عروج پر پہنچوں دارالامرا میں تمہاری فصیح تقریریں سنکر مجھے ناقابل بیان راحت حاصل ہوگی" پھر یکایک رُک کر وہ کہنے لگی "سنتے ہو۔ دو بج گئے۔ اس وقت مجھے اپنی ماں کے ساتھ شہر کو جانا ہے"۔

"کیوں؟ کیا وہ وکیل کے ہاں جارہی ہے؟" چارلس نے تشویش ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

پرڈیٹا نے جواب دیا "ہاں" اور پھر چند منٹ اُسے مضطرب اور پریشان رکھنے کے بعد وہ اپنے بازو اس جوان کی گردن میں ڈالکر کہنے لگی "چارلس کیا تمہیں اتنا رشک پیدا ہوگیا ہے۔ کہ اب میرا وکیل کے ہاں جانا بھی گوارا نہیں کرتے؟۔ شاید تم نے یہ خیال کیا۔ میں وکیل مذکور کے ہاں اس عمر رسیدہ امیر سے شادی پر رضامندی ظاہر کرنے جارہی ہوں۔ جو دیوانی مقدمہ میں ہمارا مخالف ہے۔ مگر میں یقین دلاتی ہوں کہ میرا وکیل مذکور کے ہاں جانے کا مدعا اس کے برعکس اور ایسا ہے جسے تم ضرور پسند کروگے۔ وہ مدعا یہ ہے کہ میں وکیل مذکور کو اپنی زبانی یہ کہہ دوں کہ میں اس شادی سے قطعاً انکار کرتی ہوں"۔

"میری نازنین... دلنواز پرڈیٹا" چارلس نے بڑے جوش سے اُس حسینہ کو اپنی چھاتی سے لگا کر کہا۔

"یہ اس لئے" اس حسینہ نے بھولے پن کے اظہار... یا شاید شوخی کی راہ سے کہا "کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ وکیل مذکور کو اس بات کا یقین نہیں آتا کہ مجھے ایسی اچھی شادی سے انکار ہے۔ وہ معاملہ کی حقیقت میری اپنی زبانی معلوم کرنا چاہتا ہے اور

اسی لیے میں اُس کے دفتر کو جا رہی ہوں۔"

"اور بالفرض پرڈیٹا اُس نے تمہیں دلائل کی مدد سے یا زور دیکر اُس شادی پر آمادہ کر لیا" چارلس نے اُس مبہم خوف کے زیر اثر مضطرب ہو کر پوچھا جسے وہ حسینہ اس غرض سے اس کے دل میں پیدا کر رہی تھی۔ کہ وہ اور بھی شیدا و گرویدہ ہو جائے۔

پرڈیٹا بڑی دلکش آواز اور خاص انداز دلفریبی سے کہنے لگی "کیا تمہیں اُس بڈھے امیر کے خلاف جس کی صورت سے بھی میں نا آشنا ہوں۔ اُس سے بھی زیادہ جوش رقابت ہے۔ جتنا مجھے لیڈی فرانسس کے خلاف ہونا چاہیئے۔ جو خوبصورت اور اُسی مکان میں رہتی ہے۔ جس میں تم آباد ہو؟"

چارلس نے اشتیاق آمیز لہجہ میں کہا "میری جان میں اس بدگمانی کیلئے تم سے معافی کا خواستگار ہوں۔"

عیار حسینہ اپنے گرم رخسار کو اُس کے رخسار سے اس طرح پر لگا کر دونوں کے بال آمیز ہو گئے کہنے لگی "اس معاملہ میں میری طرف سے معافی کی اُسی طرح کوئی ضرورت نہیں۔ جیسے ذرا دیر پیشتر تم نے اپنی طرف سے کہا تھا۔

چند منٹ تک دونوں اسی حالت میں رہے۔ پھر جب اُس جوان کے سینہ میں جذبات راحت کا ہجوم ناقابل برداشت ہونے لگا۔ تو وہ یکایک اُس کے بازوؤں سے نکل کر شوخی سے کہنے لگی "چارلس اب اس بات کو طے کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری شادی کا دن کونسا ہو؟"

وہ کہنے لگا "اے کاش اس معاملہ میں تمہیں بھی میری طرح بے صبری ہوتی۔"

اس کے چند منٹ بعد چارلس اس سے رخصت ہوا اور جیسا کہ ان ملاقاتوں کے بعد اس کا معمول تھا تھوڑی دیر کے لئے سیر کرنے اور پرڈیٹا کی صحبت کی لذتوں کو یاد کرنے باغ میں چلا گیا۔

اُس کے رخصت ہونے کے ذرا دیر بعد مسز فشر ہارڈنگ اس کمرہ میں داخل ہوئی اور ایک کرسی پر بیٹھ کر جو اس صوفہ کے بالمقابل تھی جس پر پرڈیٹا لیٹی ہوئی تھی کہنے لگی "شکر ہے۔ کہ اُس جوان کے متعلق ہماری ساری تجاویز حسب منشا کامیاب

ہو رہی ہیں"

"مگر اماں میں اب تک اس معاملہ میں تمہاری حکمت عملی کو پوری طرح نہیں سمجھ سکی" پرڈیشیا نے کہا
"مثلاً کس معاملہ میں؟" اس عجوزہ نے پوچھا۔

"اس بارہ میں ہی کہ میرے اور چارلس کے درمیان کیسے تعلقات ہونے چاہئیں"

پرڈیشیا نے کہا "میں مانتی ہوں کہ جس وقت تک ہمیں معلوم نہ تھا۔ وہ حقیقت میں ایک وائیکونٹ ہے۔ اور عنقریب ارل کا درجہ حاصل کرے گا۔ اس وقت تک میرا اس کی داشتہ بننے پر آمادہ ہونا ایک بات تھا۔ مگر اب کہ تم نے اس کی زبانی یہ سب باتیں معلوم کر لی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اُسے صرف ریاکاری اور ظاہری محبت کے دام میں قابو رکھنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے ساتھ زیادہ مستقل اور پائدار تعلق پیدا نہ کئے جائیں۔ تم ذرا اس بات پر غور کرو۔ وہ کس طرح یکایک مجھ پر فریفتہ ہو گیا ہے۔ پھر کیا یہ بات یقینی نہیں کہ جب ایک بار اس کی خواہشات پوری ہو گئیں۔ تو اس کا جوش اسی طرح جلد فرو بھی ہو جائے گا۔ جس تیزی سے نمودار ہوا تھا"

"بیوقوف لڑکی!" مسز فٹنر ہارڈنگ نے مضطرب ہو کر کہا "معلوم ہوتا ہے خود تمہیں اس سے محبت پیدا ہو چکی ہے"

"ہاں۔ نصف سے زیادہ میں اس کو تسلیم کرتی ہوں" پرڈیشیا نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

"حالانکہ چند دن پیشتر تم اسی منہ سے کہہ رہی تھیں۔ کہ میں نہیں چاہتی۔ ایک کی ہو کر رہوں۔ اس وقت تمہارے الفاظ یہ تھے۔ کہ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو مجھ پر کبھی ایسی قدرت حاصل نہیں کر سکتا جیسی وہ بسا اوقات کمزور اور سادہ مزاج عورتوں پر حاصل کر لیتا ہے"

پرڈیشیا بدستور سکون کے ساتھ بولی "ہاں بے شک میرے اس وقت کے الفاظ یہی ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ تھی" اس نے طنز آمیز طریق پر گویا وہ اپنی ماں کی پریشانی سے بہت خوش ہو رہی تھی کہا "کہ اس وقت تک میں نے چارلس ہیسٹ فیلڈ کو دیکھا نہیں تھا"

مسز فٹنر ہارڈنگ نے کہا "پرڈیشیا اس وقت ہی میں نے تم سے کہا تھا کہ تم

اس معاملہ میں غور نہ کرو۔ اور اب پھر تم سے کہتی ہوں کہ تم اُس جوان سے شادی کرنے کے خیال کو دل سے نکال دو۔ فی الحقیقت تم اس سے پیشتر اس کے سامنے بھی منہ سے شادی کی اتنی مذمت کر چکی ہو کہ اب اپنے الفاظ کو واپس لینا غیر ممکن ہوگا۔"

"بالکل نہیں" پرڈینا نے شگفتہ لہجہ میں کہا "جس طرح میں نے چاہا اس کا پورا پورا نقشہ تیار کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ وہ باتیں اس سے کہیں جو اس کے ماننے کی نہ تھیں۔ اسی طرح میں تھوڑے سے عرصہ میں ذرا سی شرح یا کاری کو کام میں لا کر اسے شادی پر بھی رضامند کر لوں گی۔ اور اُس سے کہوں گی کہ جو کچھ میں پہلے کہتی تھی وہ محض تمہاری محبت آزمانے کی غرض سے تھا۔"

مسز فشر ارڈنگ بیٹی کے الفاظ کو سنکر بہت بے چین ہو گئی اور کہنے لگی "نہیں پرڈینا خبردار ایسی خطرناک حرکت نہ کرنا۔"

"مگر میں پرڈینا تو ارادہ کر چکی ہوں کہ میں اُس کے متعلق جیسا میرا جی چاہے گا کروں گی۔"

"کیا تم میری نصیحت پر چلنے سے انکار کرتی ہو" مسز فشر ارڈنگ نے سوال کیا "پرڈینا تم کیوں نہیں سمجھتی ہو کہ میں نے وہ تمام وعدے جو لندن آنے کے وقت کئے تھے۔ پورے کر دیئے ہیں۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ لندن پہنچ کر تمہارے لئے دولت افزا اور آسائش کی زندگی مہیا کر دوں گی۔ اور وہ جوان تمہارے متعلق ہوں میں وفا اور محبت کا خواستگار رہے گا۔ بتاؤ یہ سب باتیں تم بغیر میری مدد کے تنہا کر سکتی تھیں؟"

پرڈینا کہنے لگی "میں اس کا دعوےٰ نہیں کرتی۔ مگر کیا میں زندگی بھر تمہارے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہی بنی رہوں۔ کیا میری رائے کی کچھ بھی اہمیت نہیں ہے۔ کیا ایسے موقعوں پر بھی جب مجھے تمہاری رائے قابل اعتراض نظر آئے مجھے تعرض کا حق حاصل نہیں ہے؟"

مسز فشر ارڈنگ لحظہ بہ لحظہ زیادہ گرم ہوتی جا رہی تھی۔ کہنے لگی "کیا اب گدائی سے امیری حاصل کر کے تمہیں میری کارروائیوں پر اعتراض کرنے کی سوجھی ہے؟"

"ہاں" پرڈینا نے زور اور استقلال کے ساتھ کہا۔ اور اپنی خوشنما آنکھیں مخالفانہ انداز سے ماں کے چہرہ پر گاڑ دیں۔ پھر وہ کہنے لگی "میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں۔

کہ اگر میں ایک معمولی شخص . . . ایک سادہ چارلس ہیث فیلڈ کو ہی اپنے دام محبت میں لانے میں کامیاب ہوتی جس کے وسائل محدود ہوتے ۔ تو یقیناً اس کے ساتھ دائمی تعلق قائم کرنا مناسب ہوتا ۔ مگر اب جبکہ ہمیں اس بات کا کامل یقین ہو چکا ہے کہ وہ ایک خطاب یافتہ امیر اور دولتمند شخص ہے ۔ تو اُس کے ساتھ ناقابل شکست تعلق پیدا نہ کرنا سراسر دیوانگی و حماقت ہوگا ۔ یہ ایک ایسا موقعہ ہے جسے حاصل کر کے اُسے محفوظ بنانے کی فکر کرنی چاہیئے ۔ تاکہ ہماری ساری زندگی اطمینان سے بسر ہو ۔ اس کے علاوہ کیا تم سمجھتی ہو کہ میرے اپنے دل میں ذرا سی بھی خواہش موجود نہیں ہے ؟ کیا میرے لئے جو تمہاری دختر ہوں ۔ مسز ڈسٹ وائیکونٹس ارسٹن اور زمانہ آئندہ میں کونٹس آف انگلیمر کہلانا موجب فخر نہ ہوگا ؟ یہ سارے خیالات میرے ذہن میں اب چارلس کے رخصت ہونے پر یکایک پیدا ہوئے ہیں ۔ ورنہ یقیناً میں اُس حماقت آمیز فعل کے اثرات کو جو ہیں نے تمہاری ترغیب میں آکر کیا ۔ ابھی سے باطل کرنے لگتی ۔ میں نے اُس سے وہ سب شرطیں منوائیں ۔ جن پر ہمارا تعلق مبنی ہونا تھا ۔ پھر کیا اس سے مزید چند شرطیں منوانا غیر ممکن ہوگا ؟" پھر وہ سلسلۂ کلام جاری رکھ کر جبکہ اُس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے ۔ کہنے لگی " مجھ سے بڑھکر بیوقوف اور کون ہوگا ۔ کہ تاج امارت میری رسائی میں ہے ۔ اور میں اُسے حاصل نہیں کرتی ۔ . . ایک مالدار امیر یا ایسا شخص جو عنقریب مالدار بن جائے گا ۔ مجھ سے شادی کا خواہشمند ہے ۔ اور میں رضامند نہیں ہوتی ۔" پھر وہ اور زیادہ جوش میں بھر کر کہنے لگی " اماں اگر تم یہی خیال دل میں رکھتی ہو ۔ تو یقیناً تم مجھے ایک بے وقوف پگلی اور دیوانی لڑکی سمجھتی ہو ۔ جو میں نہیں ہوں "

مسز فٹنر ہارڈنگ کا چہرہ جس پر اب اثرات زمانہ نے کئی قسم کی تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں ۔ جوش غضب سے سپید ہو گیا ۔ اور وہ کہنے لگی " اگر تم نے میری تجاویز کی مخالفت کی ۔ یا میری نصیحت کے خلاف عمل کرنے کی کوشش کی ۔ تو میں یقیناً تمہیں ایک بیوقوف پگلی اور دیوانی لڑکی ہی سمجھوں گی "

پرڈیٹا کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا ۔ اور وہ کہنے لگی " اماں میں سمجھتی ہوں تم اپنی تجاویز کی تہ میں ضرور کوئی فاسد ارادہ رکھتی ہو ۔ ورنہ ہرگز ممکن نہ تھا ۔ کہ تم

ایک ایسی تجویز کی مخالفت کرتیں۔ جسے کوئی دوراندیش شخص ناپسند نہیں کرسکتا۔ جس وقت میں نے بے تحاشا کہہ دیا تھا۔ کہ چونکہ عشق مجھ پر اثرانداز نہیں ہوسکتا۔ تو اُس وقت تم نے جو الفاظ کہے وہ یہ تھے۔ کہ تمہارے شادی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں تو یہ چاہتی ہوں۔ تم کسی امیر اور اعلیٰ خاندان کے سادہ لوح نوجوان یا کسی عمر رسیدہ بیوقوف عیاش کو اپنے دام میں پھنسا لو۔ تم نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ جو فائدہ ایک داشتہ کی حیثیت میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وہ شادی شدہ بیوی کی حیثیت میں حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ فی الحقیقت تمہارا مشورہ یہ تھا۔ کہ میں اس لئے آزاد اور شادی کی غیر پابند رہوں۔ کہ جب ایک چاہنے والے کی دولت لٹائی جاسکے۔ تو پھر بآسانی دوسرے کو اپنے قابو میں لے لیا جائے ؟"

"بے شک میری یہی خواہش تھی اور میں کہہ سکتی ہوں کہ اس وقت تمہیں جو نصیحت کی وہ بہترین تھی"۔ اُس کی ماں نے وحشیانہ لہجہ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی طرف ایسی قہر آلود نگاہ سے دیکھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ شیرنی کی طرح اپنی بیٹی پر جھپٹ کر اُسے اپنے ناخنوں سے پھاڑ ڈالنا چاہتی ہے۔

گمر پرڈیٹا لاپروائی سے بولی "اوہ! تم نے جو مشورہ دیا۔ وہ خاص حالات کے لئے تو موزوں تھا۔ مثلاً اس صورت میں جبکہ مجھے مسلسل طور پر ایک نہ ایک چاہنے والا ملتا رہتا۔ مگر اُس میں یہ بات مفہوم تھی۔ کہ وہ صرف کم حیثیت لوگ ہوں گے۔ جن میں سے ایک کا سرمایہ ختم ہوگیا۔ تو اُسے الگ کردیا گیا۔ مگر اب حسن اتفاق سے مجھے شروع میں ہی ایک ایسا مالدار جوان مل گیا ہے جس کی دولت کو کتنی بھی فضول خرچی میں لٹایا جائے ختم نہیں ہوسکتی۔ اُس کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ ہمارے انتہا سے بڑھے ہوئے اخراجات بھی اُس میں کمی پیدا نہیں کرسکتے۔ ان حالات میں تمہیں بتاؤ میں اس شاندار موقعہ سے جو میری رسائی میں ہے۔ فائدہ حاصل نہ کروں۔ تو کیا میری حالت اُس بیوقوف کی سی نہ ہوگی۔ جس کے ہاتھ میں سونے کا ڈلا ہو۔ اور وہ اُسے دریا میں پھینک دے۔ یا اُسے کہیں سے چمکدار الماس دستیاب ہو اور وہ اُس کو تاریک غار میں پھینک دینا بہتر جانے ؟"

بوڑھی عورت نے بدقت اپنے جوش کو فرو کیا اور کہنے لگی "بیٹی دیکھو میں پھر

خدمت کہتی ہوں ۔ میری مرضی پر چلو گی تو سکھ پاؤ گی ۔ اور میری مرضی یہ ہے کہ چارلس ہیٹ فیلڈ یا وائیکونٹ مایسٹن کے ساتھ تمہارا تعلق صرف ایک داشتہ اور آشنا کا ہونا چاہیئے ۔ اس صورت میں میں اس فرض کو اپنے ذمہ لیتی ہوں کہ تمہیں جس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی ۔ مہیا کروں گی ۔ اور جس وقت اُس کا روپیہ ختم ہو چکے گا " یہ کہتے ہوئے بڑھیا نے چاپلوسی کا لہجہ اختیار کر لیا " تو اُس صورت میں میری عزیز بیٹی تم بڑی آسانی سے دوسرا چاہنے والا پیدا کر سکو گی "

" مگر مجھے یہ تجویز منظور نہیں " پرڈیٹا نے باصرار جواب دیا " میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اسی طریق پر چلوں گی ۔ جو میرے نزدیک بہتر ہے ۔ اور جس پر حقیقت میں کسی بھی سمجھدار شخص کو اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے تمہارا یہ جھگڑا سراسر بے سود اور لاحاصل ہے "

" جھگڑا ! " مسز فنٹر بارڈنگ نے جس کا چہرہ فرط غضب سے سپید ہو گیا تھا اور جس کا سارا بدن نمایاں طور پر کانپ رہا تھا ۔ زور سے چلا کر کہا " گستاخ لڑکی میں تجھ سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتی ۔ مگر یاد رکھ ۔ اگر تو اپنی بہتری چاہتی ہے ۔ تو اس معاملہ اور اس کی طرح ہر ایک معاملہ میں تجھے میری ہی مرضی پر چلنا ہوگا ۔ اگر تجھے یہ منظور نہیں تو میری طرف سے جواب سمجھ ۔ پھر تو ہے اور وہی چیتھڑے ۔ وہی مفلسی وہی احتیاج "

" واہ وا ! مجھے اور مفلسی سے واسطہ ! " پرڈیٹا نے نخوت سے کہا " جب تک مجھے دولت حسن حاصل ہے ۔ میری جوتی کو بھی احتیاج کی فکر نہیں " اور یہ کہتے ہوئے اُس نے اپنے چہرہ کی طرف اطمینان کی نظر سے دیکھا ۔ جو بالمقابل قد آدم آئینہ میں منعکس تھا ۔

" بیوقوف لڑکی یاد رکھ دنیا میں صرف خوبصورتی ہی دولت کمانے کا ذریعہ نہیں " عمر رسیدہ عورت نے بیٹی کی طرف شیطانی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا " ہاں گو تو میری اپنی اولاد ہے ۔ مگر تو نے میری مرضی کے خلاف چلنے پہ کمر باندھی ہے تو آج سے مجھے اپنا سب سے سفاک اور خطرناک دشمن سمجھ ۔ میرا انتقام وہاں تک پہنچے گا ۔ جہاں تو ساتویں پردوں میں بھی پوشیدہ ہوگی ۔ میں تمہاری تمام سازشوں کو

خاک میں ملا دونگی۔ اور کسی تجویز کو کامیاب نہ ہونے دوں گی۔ نہ صرف یہ بلکہ میں ایسا انتظام کرونگی کہ تیرے چاہنے والے تجھے حقارت کے ساتھ نظر انداز کر دیں۔ کیونکہ میں علانیہ طور پر کہہ دونگی کہ وہ پرڈیٹا جس پر تم وارفتہ ہو جیلیں نیوگیٹ میں ایک سزا یاب عورت کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔ وہاں سے اس کی ماں اسے ایک تعزیری نوآبادی میں لے گئی۔ جہاں وہ تیرہ سال کی چھوٹی عمر میں ہی منزل اخلاق اور درجۂ عصمت سے گر گئی۔ حتیٰ کہ اس کی یہ حالت ہوئی کہ سڈنی کی قلعہ نشین فوج کا ہر ایک سشکیل جوان افسر اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ اس نے اس کے باغ حسن کی بہار لوٹی۔ ۔ ۔ ۔"

پرڈیٹا نے اس کے جواب میں ایک زوردار حقارت آمیز قہقہہ لگایا۔ وہ ایسی قسم کا قہقہہ تھا۔ جو اس کی ماں کو صدہا سخت گالیوں اور دشنام سے بھی زیادہ خوفناک معلوم ہوا۔ اس قہقہہ کا مطلب اگر لفظوں میں ادا کیا جائے تو یہ تھا "بیوقوف بڑھیا میں تیرے ان الفاظ کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتی ہوں"

"تو پچھتائیگی۔ ۔ ۔ نافرمانبردار لڑکی تو ان افعال کے لئے بہت جلد پچھتائیگی"۔ مسز فلنر ہارڈنگ نے پرڈیٹا کے قریب جا کر اس کی طرف وحشیانہ نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے کتنے بھی خطرات پیش آئیں۔ اور کتنی ہی بدنامی اٹھانی پڑے۔ لیکن اگر تو نے میری بے خلاف مرضی کوئی کام کیا تو یاد رکھ میں ستیہ ضرور برپا کر دوں گی۔ اس لئے شریر لڑکی اب بھی اس سادہ لوح جوان سے شادی کے خیال سے باز آ۔ اس صورت میں ہمارے تعلقات آئندہ بھی ویسے ہی اچھے رہیں گے۔ جیسے آجتک رہے ہیں۔ لیکن اگر تو نے ضد کی۔ تو تیری گور ہے اور میری یہ ہیں ہمیشہ کے لئے تیری جانی دشمن بن جاؤنگی اور میرا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ چارلس ہیڈ فیلڈ کے مکان پر جا کر اس بات کی معافی مانگوں کہ میں نے اس کے خلاف سازش میں حصہ لیا۔ اور اس کے بعد پرڈیٹا میں تیرے حالات اس پیرایہ میں بیان کروں گی۔ کہ تیرے ساتھ تعلق رکھنے کے خیال سے ہی اُس کا خون منجمد ہونے لگے گا۔ تیری حالت کا وہ نقشہ جو تیری اپنی ماں کھینچ کر دیگی اتنا خوفناک۔ ۔ ۔ اتنا خوفناک ہوگا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس لئے اب بھی دوراندیشی سے کام لے۔ اپنی ہٹ سے باز آ۔ ۔ ۔"

پرڈینا نے اس طویل تقریر کے دوران میں غیر معمولی سکون قائم رکھا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ جانتی تھی۔ اس مجادلہ میں انجام کار کامیابی مجھی کو حاصل ہو گی۔ اب وہ کہنے لگی ”اماں تم نے جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا۔ اب ذرا میری بات بھی سنو۔ تم نے بہت دھمکیاں دیں۔ مگر یہ نہیں سوچا۔ کہ تمہارے اور میرے درمیان اگر جھگڑا ہو گیا۔ تو اُس کا انجام کیا ہو گا۔ اور اُس میں آخری کامیابی کسے حاصل ہو گی۔ ایک طرف تو ہے۔ بوڑھی ۔۔۔ جو ۔۔۔ سے زیادہ بدنام۔ یہاں تک کہ تیرے لئے کاسۂ گدائی ہاتھ میں لیکر بھیک مانگنے کے سوا گذارہ کی کوئی صورت نہیں۔ دوسری طرف میں ہوں۔ جوان خوبصورت اور کافی دنیاوی تجربہ رکھنے والی اور کچھ نہیں تو میں کسی سادہ لوح مالدار کو ضرور اپنے دام میں لاسکتی ہوں۔ تم میری کتنی ہی بدنامی کرو میرے لئے ایسا آدمی تلاش کرنا غیر ممکن نہیں۔ جسے نیک نامی کی بجائے حسن کی زیادہ قدر ہو۔ اس صورت میں میرے لئے عیش نہیں تو آسائش۔ اور تیرے لئے احتیاج اور گدائی یقینی باتیں ہیں۔ میرے لئے عیش و راحت کی زندگی کا آغاز ہے اور تیرا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اب تیرا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ تو کسی محتاج خانہ میں یا گوبر کے ڈھیر پر تڑپ کر جان دے۔ اماں میں اس صاف بیانی کے لئے معافی کی خواستگار رہوں“ اس عبارہ نے اب اپنی تلخی کو مصالحت کی چاشنی دیتے ہوئے کہا ”لیکن میرے لئے تمہاری صاف کلامی کے بعد اس کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ اس مضمون کو چھوڑنے سے پہلے میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ تم خود ایسی ہی پاکباز عورت نہیں ہو کہ مجھے میرے عیبوں پر ندامت دلاسکو۔ خدا ہی جانتا ہے۔ تم نے اپنے عہد شباب میں کیسی کیسی عیاشیاں کیں۔ اور کن کن جرائم کا ارتکاب کیا۔ البتہ تم نے ظاہرداری کے لئے ہمیشہ ایک عابدہ عورت کا جامہ پہنے رکھا۔ بے شک پیاری اماں تمہاری یہ کارروائی قابل تعریف تھی“ اور یہ کہتے ہوئے پرڈینا نے زور کا قہقہہ لگایا جس کی ولولہ بھی گونج سارے کمرہ میں پیدا ہو گئی ”ذرا غور کرو کہ تم ۔۔۔ تم کس زمانہ میں ایک عابدہ عورت ہوا کرتی تھیں؟ لیکن اماں اس وقت تو تمہاری صورت بہرحال عابدوں کی سی نہیں ہے۔ اور نہ اُس وقت تھی۔ جب تم کالے پانی میں ایک نوآبادکار کی داشتہ ہو کر رہتی تھیں“

"پرڈیشا... پرڈیشا" بدنصیب مسز فشر ہارڈنگ نے ان تلخ الفاظ سے زخمی سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے اور سر سے پاؤں تک تشنجی انداز سے کانپتے ہوئے کہا "تم یقیناً مجھے دیوانہ بنا دوگی"

"آہ! میری پیاری اماں کیا تمہارے اندر اتنا احساس ہے کہ تم میرے سخت الفاظ سے دیوانگی تک پہنچ جانے کا اندیشہ رکھتی ہو؟" جوان عورت نے اُس کی طرف حیرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "شاید تم نے یہ سمجھا تھا کہ تمہاری بیٹی ان احساسات سے عاری ہے۔ جن کو مجروح کرنا سہل ہے۔ اور مندمل کرنا سخت مشکل لیکن میں درگذر کرتی ہوں۔ ورنہ میں اس سلسلہ میں اس زمانہ کا بھی ذکر کرنا چاہتی تھی جب میں ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اور تم سر ہنری کورٹنی کی داشتہ کی حیثیت رکھتی تھیں۔ جس کا نام تم نے ایک دن بڑے اطمینان کے ساتھ جعلسازی کے طور پر ایک چیک پر لکھ دیا تھا..."

"خاموش! پرڈیشا خاموش!" مسز فشر ہارڈنگ نے گھگھیائی آواز میں دونوں ہاتھوں کو تشنجی انداز سے جوڑتے ہوئے کہا "مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے تمہیں ناراض کیا۔ مگر دیکھو۔ بیٹی کو ماں کے ساتھ اس قسم کا سلوک نہ کرنا چاہیئے۔ پرڈیشا تم نے مجھ سے بہت زبردستی کی ہے۔ اور میں... میں..."

اتنا کہہ کر اس عجوزہ نے زار زار رونا شروع کر دیا۔ یہ رونا فرضی یا دکھاوے کا نہیں تھا۔ بلکہ یہ تلخ آنسو ان جگرخراش دلسوز طعنوں اور طنزآمیز کلمات کا نتیجہ تھے جن سے اُس کی بیٹی نے اُسے ناقابل بیان بے دردی اور بے رحمی سے مخاطب کیا تھا۔

وہ دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ پرڈیشا نے بھی اُسے جی بھر کر رونے دیا۔ اور روکنے کی بالکل کوشش نہ کی۔ کیونکہ جس قدر رنج اور ذہنی تکلیف اُس بڑھیا کو بیٹی کے الفاظ سے ہوئی تھی۔ اتنی ہی پرڈیشا کو اُس کے کلمات سے ہو چکی تھی۔

اس طرح ہر دو کچھ دیر بالکل خاموش رہیں۔ اس عرصہ میں صرف مسز فشر ہارڈنگ کی سسکیاں لینے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جس کا چہرہ اس غم و الم کی حالت میں اور بھی بد نما نظر آتا تھا۔ اور پرڈیشا جس کی آنکھیں انتشار غیظ سے پھولے ہوئے رخساروں

پر سرخی چھائی ہوئی اور چھاتی بزور تنا طم تھی۔ صوفہ پر شاہی رعب سے لیٹی ہوئی اپنے نوکدار سنگ اور نفیس بوٹ سے لاپروائی کے ساتھ قالین کو ٹھکراتی رہی۔

ایک عرصہ کے بعد آخر اس عمر رسیدہ عورت نے کہا "بیٹی پڑ تم جب کیا سمجھوں کیا ہم آئندہ کے لئے دوست ہیں یا دشمن؟"

خودسر لڑکی نے جواب دیا "اس کا انحصار تمہارے طرز عمل پر ہے۔ میں تم سے دب کر رہنا نہیں چاہتی۔ نہ ایسی دھمکیاں برداشت کرسکتی ہوں جیسی آج تم نے دیں۔ وہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تم اپنے کسی جانی دشمن کو گالیاں دے رہی ہو۔ ورنہ کیا باعث تھا۔ کہ تم نے اپنی بیٹی کے ساتھ جس نے تمہیں باقی زندگی کے لئے آسائش مہیا کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس قسم کا سلوک کیا؟"

"جو کچھ بھی ہوا۔ پرڈیٹا آئندہ کے لئے ہمارے تعلقات دوستانہ رہنے چاہئیں" مسٹر فنتشر ہارڈونگ نے کہا۔

"خیر تمہاری یہ مرضی ہے تو یونہی سہی" بیٹی نے جواب دیا "لیکن میں پھر یاد دلاتی ہوں۔ چارلس ہیٹ فیلڈ یا وائیکونٹ ارسٹن کے متعلق میری اپنی مرضی کے مطابق ہی عمل کیا جائے گا . . ."

اُس کی ماں قطع کلام کرکے کہنے لگی "دیکھو میں اس جھگڑے کو پھر تازہ کرنا نہیں چاہتی۔ مگر ہم نے شروع میں جو انتظام سوچا تھا۔ اُس کی یہ صریح خلاف ورزی مجھے ہرگز منظور نہیں۔ کیا ہمارے درمیان یہ بات صاف طور پر طے نہ ہو چکی تھی کہ شادی کا سوال قطعاً خارج از بحث ہے۔"

"ٹھیک ہے" پرڈیٹا نے کہا۔ اور اب وہ اپنی ماں کی اس زوردار مخالفت کی وجہ کو بھی کسی قدر سمجھنے لگ گئی تھی "مگر ہمیشہ حالات ہی معاملہ کی صورت کو بناتے یا بگاڑتے ہیں۔"

"ان دلیلوں کو جانے دو" مسٹر فنتشر ہارڈونگ نے پھر تندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "یاد رکھو۔ آج رات کو تمہارا عاشق زادہ تمام دستاویزات میرے حوالہ کر دیگا۔ جن میں اُس کے باپ کے ارل آف اینگھم کے خطاب اور حقوق کا وارث ہونے کی شہادت موجود ہے۔"

"پھر کیا تم ان دستاویزات کی مدد سے مجھے اپنا مطیع کرنے کی کوشش نہ کرو گی؟" پرڈیتا نے پرسکون لہجہ میں پوچھا۔ اگرچہ اُس کی نگاہوں سے پھر شدید مخالفت کا اظہار ہو رہا تھا۔

"نہیں بیٹی میں یہ نہیں کہتی" بڑھیا نے بہ دقت اپنے غصہ کو فرو کر کے کہا "مگر یاد رکھو جب تک میری امداد سے اُن کاغذات کی بنا پر روپیہ وصول نہ کیا جا سکے۔ اُن کا عدم وجود برابر ہے"

"بیشک یہ دلیل قابل تسلیم ہے" پرڈیتا نے جواب دیا "مگر دوسری طرف چارلس کے ساتھ تمہاری واقفیت بھی اس وقت تک بے سود ہے۔ جب تک میری اپنی ذات شامل حال نہ ہو۔ اور اب جبکہ یہ بحث چھڑ گئی ہے میں تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں۔ کہ جن مقاصد کو پیش نظر رکھ کر تم اس شادی کی مخالفت کرتی ہو۔ میں نے انہیں بھی سمجھ لیا ہے۔ تم یہ خیال کرتی ہو کہ اُس کی وابستہ ہونے کی صورت میں میں تمہاری تابع فرمان رہوں گی۔ تم مجھے اپنا غلام بنا کر رکھ سکو گی۔ اور میرے سر پر ہر وقت یہ خطرہ سوار رہے گا کہ اگر تم نے بغرض انتقام میرے خلاف ایک لفظ بھی چارلس ہیٹ فیلڈ سے کہہ دیا تو وہ متنفر ہو کر چلا جائے گا۔ تم مجھ پر حکومت کرنے کے لیے اس اختیار کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہو۔ اور تمہارا مدعا یہ ہے کہ تمہیں چارلس اور میری اپنی ذات پر کلی اختیارات حاصل ہوں۔ اخراجات تمہاری مرضی کے مطابق ہوا کریں۔ اور سارے سیاہ وسفید کی مالک تم ہی رہو۔ دوسری طرف تمہارا خیال یہ ہے . . . دیکھو مہربانی سے میری طرف ایسی قہر آلود نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ حقیقت میں ہم ایک دوسرے کے سامنے چند تلخ صداقتیں ہی بیان کر رہی ہیں . . ."

"کمبخت چالاک شریر لڑکی" مسز فشر ہارڈنگ نے غصہ سے کانپتے اور دم گھٹتے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"دوسری طرف" جوان عورت نے بڑے پرسکون لہجہ میں سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہا "دوسری طرف تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر ایک بار میری شادی جائز طور پر چارلس ہیٹ فیلڈ سے ہو گئی۔ اور اگر اس نے نیک نیتی کی پروا نہ کر کے ایک بار مجھ سے رشتہ مناکحت قائم کر لیا۔ تو پھر تمہارے اختیارات قطعاً سلب ہو جائیں گے کیونکہ چاہے اگر تم نے میرے خلاف

کوئی بات ظاہر کی بھی۔ تو اگرچہ ممکن ہے میں اس کی محبوب اور منظور نظر رہوں تاہم تا تو تاپھر بھی اُس کی بیوی ہی کہلاؤں گی جس سے تمہیں اپنی اہمیت خاک میں مل جانے کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ پھر تمہارا درجہ صفر کے برابر ہو جائے گا۔ اور تم روزمرہ کی خوراک کے لئے بھی ہماری دست نگر ہو گی۔ تمہیں نہ ہماری ذات اور نہ امور خانگی پر کسی قسم کا اختیار رہیگا۔۔۔"

مسنز فشنر ہارڈنگ یہ دیکھکر کہ اُس کی بیٹی نے اُس کے ذہنی خیالات کا نقشہ بالکل صحیح الفاظ میں کھینچا ہے۔ حیرت زدہ ہو گئی۔ اور سخت اضطراب کی حالت میں کہنے لگی "فرض کرو میرے اندیشے یہی ہوں۔ اُس صورت میں میرے پاس اس کی کیا ضمانت ہے۔ کہ جو کچھ تم اس وقت کہہ رہی ہو۔ وہ تمہارے آئندہ ارادوں کا صحیح نقشہ نہیں ہے؟"

اُس نے جواب دیا "میں تمہیں فقط اسی قدر اطمینان دلا سکتی ہوں کہ اگر میرے ساتھ تمہارا سلوک خاطر خواہ رہا۔ تو تمہارے ساتھ میرا سلوک بھی ضرور اچھا رہیگا۔ اور جب تک کسی خاص معاملہ میں تم میری منشا کے سراسر خلاف چلنے کی کوشش نہ کرو گی میں تمہیں ہر معاملہ میں حتی الامکان اپنی مرضی کے مطابق چلنے کا موقعہ دوں گی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اگر تم نے مجھے اپنی لونڈی بنا کر رکھنے کی کوشش نہ کی۔ تو میں ہر ایسے معاملہ میں جس سے ہماری مشترکہ بہتری کا تعلق ہو۔ تم سے مل کر کام کرنے کی کوشش کروں گی۔"

"پرڈیٹا کیا تم دیانتداری سے اس کا وعدہ کرتی ہو؟" اُس کی ماں نے بڑا اشتیاق لہجہ میں پوچھا۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی۔ جس طرح بھی ممکن ہو اس معاملہ کو مصالحت کے ساتھ طے کر لیا جائے۔ خصوصاً اس لئے کہ اُس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ تکرار کی صورت میں کامیابی پرڈیٹا ہی کو حاصل ہونی یقینی ہے۔

بیٹی نے کہا "اماں یقین رکھو۔ میں فطرتاً لڑائی جھگڑے کو ناپسند کرتی ہوں۔ آئندہ بھی اگر کبھی جھگڑے کا کوئی موقعہ پیش آیا۔ تو اس میں قصور سراسر تمہارا اپنا ہوگا۔"

مسنز فشنر ہارڈنگ کہنے لگی "پرڈیٹا میں خود جھگڑا کرنا نہیں چاہتی اس معاملہ میں بھی میں تمہاری جیت اور اپنی ہار مانتی ہوں۔ چارلس ہیٹ فیلڈ یا وائیکونٹ مارسٹن تمہارا ہے۔ اور تم اس کی ہو۔ میری طرف سے تمہیں اُس کے ساتھ شادی کی اجازت ہے اور چونکہ جھگڑے کی بنا یہی تھی اس لئے اس کو طے شدہ سمجھنا چاہیئے۔"

"مجھے منظور ہے" پرڈیٹا نے کہا "اور اب تم یہ بتاؤ۔ چارلس آج رات کو جو دستاویزات لائیگا۔ اُن کی بنا پر تم کس طرح کہاں اور کس شخص سے روپیہ وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟"

مسنر فشنر ہارڈنگ کہنے لگی "دو کئی دن گذرے جب میں چارلس کے انتظار میں پال مال کے چکر کاٹا کرتی تھی۔ تو ایک روز اتفاقاً میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوگئی جس سے میں سالہا سال پیشتر واقف تھی۔ اور جس نے مجھے ایک موقعہ پر نہایت شرمناک دھوکا دیا تھا۔ اب اس کی صورت بالکل بدل چکی ہے لیکن میں نے جس وقت اُس کا چہرہ بازار میں لگے ہوئے لمپ کی روشنی میں دیکھا۔ تو اُسے فوراً پہچان لیا۔ میں نے اُس سے مل کر اپنی شخصیت ظاہر کی۔ اور اس دھوکا دہی کے لئے بزور ملامت کی۔ وہ نرمی اور مصالحت کے انداز سے پیش آیا۔ اور اس لئے ہماری گفتگو نے جلد ہی دوستانہ رنگ اختیار کرلیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اُس نے اپنا نام بدل لیا ہے۔ اُس نے مجھے اپنا موجودہ پتہ بتایا اور کہنے لگا کسی روز مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں نے اُن نواحات میں جہاں وہ رہتا ہے۔ لوگوں سے اُس کے متعلق تحقیقات کی۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت مالدار لیکن حد سے زیادہ بخیل ہے۔ اب وہ ساہوکارہ کرتا ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں یہ شخص میری ضروریات کے عین مطابق ہوگا۔ میں امید کرتی ہوں۔ اس سے روپیہ حاصل کرنے کے معاملہ میں کامیاب رہونگی۔ چنانچہ آج رات میرا ارادہ اسی سے ملنے کا ہے۔"

پرڈیٹا درخواست کے لہجہ میں نہیں بلکہ تحکمانہ انداز سے کہنے لگی "اماں میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی"

بڑھیا نے جواب دیا "تمہاری یہی مرضی ہے تو مجھے کیا انکار ہے"

اور اس طرح گفتگو کے بعد جس میں اُسے سرا سر نیچا دیکھنا پڑا اس کے لئے انکار کی گنجائش ہی کیا تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ اگر میں نے کسی بھی معاملہ میں بیٹی کے خلاف مرضی کام کیا تو اس میں میری اپنی خرابی ہے۔

باب ۱۳۷　اتفاقی ملاقات

جس روز کے واقعات سطور بالا میں قلمبند کئے گئے ہیں اُسی کی رات کو آٹھ بجے

کا عمل تھا۔ کہ ایک عمر رسیدہ شخص لندن کے شمالی حصہ سے آتا ہوا پنٹو تولی کے مضافی قصبہ کی راہ سے مذکورہ مقام میں داخل ہوا۔

اُس کی عمر ۶۰ سال سے اوپر تھی۔ قد کا لانبا دُبلا پتلا اور بدنی اعتبار سے کمزور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ پائی جاتی تھی۔ رنگت لاش کی طرح زرد۔ چہرہ ہیبت ناک نکرست۔ اور اتنا بدنما تھا کہ دیکھ کر نفرت پیدا ہوتی تھی۔ کپڑے پھٹے پرانے اور گرد آلود بوٹوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ وہ طویل فاصلہ پیدل چلکر آرہا ہے۔ لیکن اس ظاہری کراہت اور لباس کی کنگگی کے باوجود اُس شخص میں ایک ایسی جھلک نمودار تھی جس سے اُس کی نسلی شرافت کا پتہ چلتا تھا۔ ہمارا مطلب یہ کہنے سے واضح ہو جائے گا۔ کہ کوئی شخص اُسے سرسری نظر سے دیکھتا تو کہہ دیتا۔ یہ کوئی تباہ حال بھلا انس ہے۔

ماڈل جیلخانہ کے پاس سے گذرنے کے بعد وہ شارع عام سے ہٹ کر ان کھیتوں کی طرف ہولیا۔ جہاں اب جابجا عمارات تیار ہو رہی ہیں۔ ہماری مراد اُس قطعہ اراضی سے ہے جو بارنسبری روڈ اور لورپول روڈ کے درمیان واقع ہے۔

لیکن اس کی چال سے پھر بھی ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ بغیر کسی مدعا کو پیش نظر رکھنے کے یونہی آوارہ پھر رہا ہے۔ اُس کا کوئی گھر نہیں۔ جہاں پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ کھیتوں میں داخل ہونے سے بظاہر اُس کا مدعا فقط یہ تھا کہ لمبی گھاس میں چلنے سے ایک تو بوٹوں کی گرد صاف ہو جائیگی۔ دوسرے میں کسی تنہا مقام پر چند منٹ آرام کر سکوں گا۔

تھوڑی دیر ایک علیحدہ مقام پر بیٹھنے کے بعد آخر وہ پھر اٹھا اور اُن چھوٹے چھوٹے مکانات اور جھونپڑیوں کی طرف ہولیا۔ جو کیلیڈونین روڈ کے قریب واقع ہیں۔

چلتے چلتے وہ سڑک کے کنارے ایک لمپ کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا اور نقدی نکال کر گننے لگا۔ مگر وہ اتنی زیادہ نہ تھی۔ کہ اُس کے گننے کو عرصہ درکار ہوتا۔ سب ملا کر صرف دو شلنگ اور چند ہاف پنس نکلے۔

اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ وہ اس سے کم از کم آج رات کے کھانے اور ... سکے کمرہ کا کرایہ تو چل جائیگا۔ اس کے بعد کل میں اُن کے پاس جاؤں گا جنہوں ... عرصہ ... تک میری خبر نہیں لی"۔

... عمر رسیدہ شخص جو دن بھر پیدل سفر کرنے کے بعد اب نہایت تھکا ماندہ تھا۔

آہستہ آہستہ بادقت قدم اٹھا کر چلنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا۔ وہ عرصہ دراز تک صدر مقام سے غیر حاضر رہا ہے۔ کیونکہ اگرچہ کسی زمانہ میں وہ اس علاقہ سے اچھی طرح واقف تھا۔ تاہم اب یہاں اتنی عظیم تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔ کہ وہ اپنے گرد حیرت کی نظر سے دیکھ رہا تھا جن مقامات پر کسی زمانہ میں ویران کھیت ہوا کرتے تھے۔ اب وہاں بازار مکانوں کی قطاریں اور باغ نظر آتے تھے۔

رفتہ رفتہ وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں مکانات نسبتاً فاصلہ پر بنے ہوئے تھے۔ سڑک پر بجری بچھی ہوئی تھی۔ اور اُس کی درستی عمل میں آ رہی تھی۔

رات کے نو بجے تھے۔ لیکن جولائی کی شام نہایت خوشنما تھی۔ اور ابھی تک کامل تاریکی نہیں پھیلی تھی۔ لیاڈے شب کی سیاہی صرف کہیں کہیں سایہ میں اپنا اثر قائم کرنے لگی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اگرچہ سڑک پر قریب تر کوئی لیمپ موجود نہ تھا۔ تاہم عمر رسیدہ شخص کو راہرووں کی صورت پہچاننے میں کسی طرح کی دقت پیش نہیں آتی تھی

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ راستہ چلتے لوگوں کی صورتوں کو خاص توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ بہرحال اتنا ضرور ہے کہ جو شخص لندن میں اول مرتبہ داخل ہو۔ یا جو عرصہ دراز تک غیر حاضر رہنے کے بعد واپس آئے۔ وہ ہر چیز یا ہر شخص کی صورت کو ضرور غور کی نظر سے دیکھتا ہے۔

عمر رسیدہ شخص دو چھوٹے مکانات کے پاس سے گذر رہا تھا۔ جو حقیقت میں ایک ہی عمارت کے دو حصے اور سڑک سے ذرا فاصلے پر بنے ہوئے تھے کہ وہ ایک شخص کی صورت دیکھ کر ٹھٹکا۔ ایسا معلوم ہوا کہ وہ اسے پہچانتا ہے۔ اس کے لمحہ بھر بعد روشنی کی ایک لہر اُس کے ذہن میں پھر گئی۔ اور وہ اپنے دل سے کہنے لگا "ضرور وہی ہے" اور پھر اپنا ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھ کر بولا "مسٹر ہارڈ خوب ملے۔ اگرچہ ہماری ملاقات اُنیس سال کے طویل عرصہ کے بعد ہوتی ہے"

شخص مذکور جو بجائے خود سال خوردہ اور عمر میں ساٹھ ستر سال کے درمیان نظر آتا تھا۔ مضطرب ہو کر پرے ہٹ گیا۔ اور کہنے لگا "صاحب میرا نام ہارڈ نہیں اور نہ میں آپ کو جانتا ہوں۔ چھوڑیئے میں ایک ضروری کام پر جا رہا ہوں"

عمر رسیدہ شخص نے زوردار لہجہ میں کہا "اگر میں حالت نزع میں ہوتا تو بھی حلفاً

کہہ سکتا تھا۔ کہ تمہارا نام اگر اب نہیں تو کسی زمانہ میں ضرور ہاورڈ تھا۔ اور تم لندن میں ایک وکیل تھے۔ ایک دن تم ہزارہا شخصوں کو برباد کرکے اور اُن کا روپیہ لے کر فرار ہو گئے۔

"کیوں صاحب یہ گستاخی کیا معنی رکھتی ہے؟" شخص مذکور نے غصہ اور حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا "جائیے آپ کا راستہ وہ ہے مجھے اپنے کام پر جانے دیجئے۔"

بڈھا آدمی تندی سے غرا کر کہنے لگا "ہرگز نہیں اس وقت تک نہیں کہ میں تم سے اپنا روپیہ یا انتقام نہ لے لوں۔ بدمعاش آدمی تمہیں معلوم نہیں اس روپیہ کی خاطر میں نے ایک ناشستہ اور بدکردار عورت مسز سلنگسبی کے ساتھ شادی کرنا منظور کیا تھا مگر جس وقت وہ روپیہ تمہارے پاس جمع کر دیا گیا۔ تو تم اُسے لیکر فرار ہو گئے۔ اُس روپیہ کے ہاتھ سے جاتے رہنے کے باعث میری مصیبتوں میں وہ چند اضافہ ہو گیا! اب تم جان گئے ہو گے میں کون ہوں میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں اور یہ غیر ممکن ہے کہ تم مجھے نہ پہچانو۔"

شخص مذکور نے کہا "آپ نے بعض ایسی باتیں میرے روبرو کہی ہیں جو میرے فہم میں نہیں آسکتیں۔ اور ایسے نام زبان سے ادا کئے ہیں جن سے میں قطعاً واقف نہیں ہوں۔ اور آپ نے بعض ایسے حالات کا ذکر کیا ہے جن کا مجھے بالکل علم نہیں . . ."

"جھوٹا۔ دروغ گو!" مسٹر ٹارنز نے . . . کیونکہ حقیقت میں وہ عمر رسیدہ شخص جو پیشو تولی کے مکانات میں داخل ہوا۔ وہی تھا۔ زوردار لہجہ میں کہا۔ اور پھر اُسے گریبان سے پکڑ کر وہ چلا کر کہنے لگا "بدمعاش آدمی میں ابھی شور و غل کرکے تمہیں حوالہ پولیس کرتا ہوں۔ کیونکہ اگرچہ تمہارے جرم کو ۱۸ سال کا عرصہ ہو چکا ہے تاہم چونکہ اس کی سزا تمہیں آج تک نہیں ملی۔ اس لئے تمہارا زیر حراست آنا یقینی ہے . . ."

"آہستہ! میرے دوست آہستہ!" شخص مذکور نے جس کے اطوار سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اب بہت خوف زدہ ہو گیا ہے۔ قطع کلام کرکے کہا "میرے ساتھ آؤ۔ جو کچھ بات کرنی ہو علیحدہ گلی میں چل کے کر لو۔ یوں سر بازار چلانے سے [illegible] ہے۔"

"نہیں" مسٹر ٹارنز نے کہا "میں ہرگز تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا کیا معلوم تم مجھے کسی خرابات خانہ میں لے جاکر میری زبان بند کرنے کے لیے زندگی کا ہی خاتمہ کر دو۔"

"بیوقوف!" دوسرے شخص نے آہستگی سے کہا "تم مجھے قاتل سمجھتے ہو؟"

ٹارنز کو ان لفظوں سے جو اگرچہ دبی زبان میں کہے گئے تھے۔ تاہم اس کے کانوں تک پہنچ گئے۔ بہت غصہ آیا۔ اور وہ جوش میں بھر کر کہنے لگا "تم سے کوئی بھی فعل بعید نہیں۔ مگر یاد رکھو جب تک تم میرا روپیہ کوڑی پیسے سے بیباق نہ کر دو گے۔ یا جب تک میری سالہا سال کی تکالیف کا معقول معاوضہ نہ دو گے میں اس وقت تک تمہیں نہ چھوڑوں گا۔ یہ بات کہ تم میرا روپیہ ادا کر سکتے ہو۔ تمہاری صورت سے ظاہر ہو رہی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے حریصانہ نگاہ سے اس طلائی زنجیر کی طرف دیکھا۔ جو شخص مذکور کے لباس پر نمودار تھی۔

وہ کہنے لگا "مسٹر ٹارنز تم چونکہ میرے متعلق اس قدر یقین کا اظہار کر رہے ہو اس لیے میں بھی زیادہ انکار نہ کرتے ہوئے تسلیم کرتا ہوں کہ میں وہی ہاورڈ ہوں جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ لیکن میں التجا کرتا ہوں۔ خدا کے لئے مجھے برباد نہ کرو۔ کسی کے سامنے میرا راز ظاہر کرنے سے میں تباہ ہو جاؤں گا۔ اور تمہیں کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ یہ میرا مکان ہے"۔ اُس نے اس عمارت کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کر کے کہا جس کے سامنے یہ گفتگو ہو رہی تھی "میرے ساتھ چلو وہاں ہم اطمینان کے ساتھ گفتگو کر سکیں گے۔"

"خیر میں چلتا ہوں" مسٹر ٹارنز نے مختصر لفظوں میں کہا "میرے ساتھ آؤ۔"

مسٹر ہاورڈ نے جیب سے ایک چھوٹی سی کنجی نکالی۔ اور اُس کی مدد سے وہ آہنی پھاٹک کھولا جو مکان کے باہر بنا ہوا تھا۔ ٹارنز اس کے پیچھے پیچھے صحن میں داخل ہوا اُسے عبور کر کے مسٹر ہاورڈ نے اُس تاریک اور سنسان مکان کا صدر دروازہ کھولا۔ کوئی نوکر نمودار نہ ہوا۔ اور وکیل مذکور نے کمرہ میں داخل ہو کر تاریکی میں ہی ادھر اُدھر دیا سلائیوں کا بکس ٹٹولنا شروع کیا۔ اس عرصہ میں ٹارنز باہر کھڑا رہا۔ آخرکار ہاورڈ نے ایک شمع روشن کر کے ٹارنز کو اندر داخل ہونے کے لئے کہا۔ اندر جاکر دیکھا تو اُسے دھندلی شمع کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کمرہ میں نہایت ناکافی سامان موجود ہے۔ مکان کی یہ بے رونقی دیکھ کر ٹارنز کو کچھ

اس امید پر اوس سی پڑگئی۔ کہ میں اس شخص سے روپیہ کی وہ رقم جس کا غبن اس نے انتیس سال پیشتر کیا تھا۔ بآسانی اگلوا لوں گا۔

ایک کرسی پر بیٹھ کر جس کی طرف ہاورڈ نے اشارہ کیا تھا۔ اس نے پوچھا "کیا تم یہاں تنہا رہتے ہو؟"

"بالکل تنہا" اس نے جواب دیا "میں اتنا غریب ہوں کہ نوکر رکھنے کی استطاعت نہیں"

"غریب!" مسٹر ٹارنز نے اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ اور اس کا دل سینہ کے اندر بیٹھنے لگا۔

"ہاں میں بالکل غریب ہوں" ہاورڈ نے پریشانی کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ گویا اسے اندیشہ تھا۔ کوئی اور میری بات نہ سن لے "آخر میرے پاس روپیہ کہاں سے آتا؟ جس وقت سے مجھے غیر معمولی واقعات اور فوری مصائب کی وجہ سے لندن سے فرار ہونا پڑا۔ اسی وقت سے میری زندگی سخت جدوجہد میں بسر ہوتی ہے اور اگرچہ چند سال پیشتر میں جرأت کر کے عدن مقام کو واپس آگیا ہوں اور یہاں میں نے اس چھوٹی سی جھونپڑی میں جو نئی تعمیر ہوئی تھی۔ اور اس لئے ارزاں کرایہ پر مل گئی۔ سکونت اختیار کر لی ہے۔ تاہم میری مالی حالت میں کوئی اصلاح واقع نہیں ہوئی۔ میں بہت غریب ہوں۔ ۔ ۔ بہت ہی غریب ہوں"

"لیکن تمہارے گذارہ کی کچھ تو صورت ہو گی۔ ۔ ۔ تم نے کوئی کام تو اختیار کر رکھا ہو گا۔ ۔ ۔ کوئی تو ذریعہ معاش ہو گا۔ ۔ ۔"

"بالکل نہیں" ہاورڈ نے جلدی سے کہا "میں نے اپنا نام بدل دیا ہے۔ اور اب میں پرسیول۔ ۔ ۔ غریب پرسیول کے نام سے مشہور ہوں۔ اس علاقہ کے سب لوگ میرے افلاس سے خبردار ہیں"

ٹارنز کہنے لگا "جو لوگ غریب ہوں انہیں اس قسم کی احتیاطیں عمل میں لانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسی تم نے کر رکھی ہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے کھڑکی میں لگی ہوئی مضبوط آہنی سلاخوں کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر ہاورڈ۔ ۔ ۔ یا پرسیول کی طرف جیسا کہ ہم آئندہ اسے کہا کرینگے۔ استہزا کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا "مجھے خیال آتا ہے کہ جس وقت تم نے صدر دروازہ کھولا۔ تو ایک بھاری زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ بھی سنائی دی

تھی ۔ یہ سارے حالات ظاہر کرتے ہیں کہ تم اپنے مکان کی حفاظت کے لئے غیر معمولی
احتیاطیں عمل میں لاتے ہو"

پرسیول نے پوچھا "پھر اس سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟ یہ کہ میں مالدار ہوں ۔ اور
بخیل بن گیا ہوں؟" یہ کہتے ہوئے اُس نے ایک غیر معمولی قہقہہ لگایا "اور اگر تمہارا
خیال ہے ۔ جن زنجیروں اور سلاخوں کا تم ذکر کرتے ہو ۔ وہ تو اُس شخص نے لگوا رکھی تھیں
جو مجھ سے پہلے اس مکان میں رہا کرتا تھا"

ٹارنر نے بڑھتی ہوئی بے اعتباری سے مسکرا کر کہا "ابھی تم نے کہا تھا کہ مجھے
یہ مکان اس لئے ارزاں کرایہ پر مل گیا ۔ کہ نو تعمیر تھا ۔ پھر تم سے پہلے اس میں کسی کے
رہنے کا کیا مطلب؟"

"بیشک میں نے کہا تھا کہ یہ مکان نو تعمیر ہے ۔ لیکن یہ الفاظ تو میں نے ہرگز نہیں
کہے ۔ کہ سب سے پہلے میں نے ہی اس میں سکونت اختیار کی تھی" پرسیول نے جاری رکھتے
کہا ۔ گویا وہ اپنے دونوں بیانات کے اختلاف کو رفع کرنا چاہتا تھا ۔ اور اُس کا مدعا یہ تھا
کہ ٹارنر کے دل پر اس اختلاف بیان سے جو مضر اثر پڑا ہے وہ رفع ہو جائے ۔

مگر ٹارنر کہنے لگا "مسٹر ہاورڈ ۔ ۔ ۔ یا پرسیول ۔ ۔ ۔ یا جو کچھ بھی تمہارا نام ہے ۔
اس قسم کی بہانہ سازیاں میرے لئے کچھ اثر نہیں رکھتیں ۔ تمہارے پاس روپیہ ہے اور
اس کے باوجود تم غریب بنتے ہو ۔ حالانکہ غریب میں ہوں جس کے پاس رات کے کھانے
اور سونے کے لئے بھی خرچ نہیں ۔ یہ سچ ہے ۔ کہ میری بیٹی اور داماد لندن میں رہتے ہیں
اور یہ بھی صحیح ہے کہ میں نے ضروریات سے مجبور ہو کر انہی سے امداد طلب کرنے کو لندن کا
رخ کیا ہے ۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ نو سال تک ان کے لئے میرا وجود مُردوں کے برابر
رہا ہے ۔ نو سال سے انہیں میرا کچھ علم نہیں ۔ کیونکہ اس عرصہ میں میں دنیا کے مختلف
حصوں میں اس بات سے لاپروا ہو کر گشت کرتا رہا ہوں ۔ کہ کوئی مجھے زندہ سمجھے یا مردہ
اس عرصہ میں میری اپنی خواہش یہ تھی کہ میری بیٹی جو مجھے سخت مجرم سمجھتی ہے ۔ ۔ ۔ اور میرا
داماد جو میرے جرائم سے حقیقتاً واقف ہے دونوں مجھے مردہ تصور کریں ۔ فی الحقیقت میں
نے جو ایک سخت ہی بدنصیب شخص ہوں ۔ عمداً انہیں اپنے متعلق عرصہ دراز سے اس لئے
کوئی اطلاع نہیں دی ۔ کہ وہ جان لیں ۔ میں مر چکا ہوں ۔ لیکن اب جس وقت میں تم سے

ملا ہوں۔ میں انتہائی احتیاج سے مجبور ہو کر اُنہی کی طرف جا رہا تھا۔ کل صبح میرا ارادہ اُس بیٹی سے ملنے کا تھا۔ جس سے مجھے ہرگز محبت نہیں۔ اور اُس کے شوہر کے پاس جانے کا جس سے مجھے اس لئے نفرت ہے۔ کہ وہ خود نیک ہے اور مجھے بُرا جانتا ہے۔" پھر وہ تلخی کے لہجہ میں سلسلہ کلام جاری رکھکر کہنے لگا "مگر اب جبکہ تم مجھے مل گئے ہو یہ ضروری ہے کہ تم میری مالی امداد کر کے مجھے ان دونوں کے پاس جانے کی ذلت اور تکلیف سے بچاؤ۔ دیکھو مسٹر پرسیول میں نے سارے حالات بالکل راست بیان کر دیئے ہیں۔ کوئی بات تم سے چھپا کر نہیں رکھی۔ اب مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھو۔"

"کس معاملہ میں؟" شخص مذکور نے پوچھا۔

"اپنی مالی حالت کے معاملہ میں" ٹارنر نے جواب دیا۔ "دیکھو میں تم پر غیر معمولی سختی کرنا نہیں چاہتا۔ تم نے میرا جس قدر روپیہ غبن کیا تھا۔ وہ سارا نہیں اُس کا تھوڑا سا حصہ مجھے دے دو۔ پھر میں تم سے رخصت ہو جاؤں گا۔"

پرسیول کہنے لگا "تمہارے الفاظ رنجدہ اور بے سود ہیں۔ اس لئے کہ میرے پاس ایک چھدام کا سکہ بھی موجود نہیں جسے میں اپنا سرمایہ خیال کروں۔" پھر وہ استہزا کے انداز سے مسکرا کر کہنے لگا "لیکن اگر میں تمہیں روپیہ نہیں دے سکتا۔ تو اُس کے بدلے ایک خوشگوار خبر دے سکتا ہوں۔"

"خوشگوار خبر!۔۔۔ مجھے!" ٹارنر نے متعجب ہو کر کہا۔

"ہاں تمہیں۔ بھلا تم یہ سن کر کتنے خوش ہو گے کہ تمہاری پیاری بیوی اس وقت لندن میں موجود ہے۔ اور اُس نے مسز ہارڈنگ کا اپنا نام اختیار کر رکھا ہے۔"

"میری بیوی!" ٹارنر نے ان الفاظ کو سن کر حالت اضطراب میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ "نہیں یہ غیر ممکن ہے۔ اگر مجھے تو شیطان کے حوالے کوئی مجھے ہزاروں پونڈ بھی دے تو میں اُس سے ملنا منظور نہ کروں گا۔"

پرسیول کہنے لگا "اس صورت میں تمہارے لئے یہاں سے جلدی رخصت ہو جانا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اگر تم تھوڑی دیر اور ٹھہر گئے تو ضرور اُس سے تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔ آج ہی شام مجھے اُس کی طرف سے ایک رقعہ موصول ہوا تھا جس میں اُس نے مجھے اپنی

ملاقات سے سرفراز کرنے کی اطلاع دی ہے" یہ کہتے ہوئے اُس نے ٹارنز کے چہرہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ گویا اپنے الفاظ کا اثر معلوم کرنا چاہتا تھا۔

"بدمعاش! اناہنجار! تم چاہتے ہو میں اس بہانہ یہاں سے رخصت ہو جاؤں" ٹارنز نے جس کے منہ سے غصہ کے مارے جھاگ بہ رہے تھے۔ کہا۔

پرسیول کا چہرہ کسی زمانہ میں خوشنما تھا۔ مگر اب اثرات زمانہ اور بُرے چال چلن کی وجہ سے بالکل مکروہ ہو چکا تھا۔ وہ اس پر شیطانی مسکراہٹ پیدا کر کے بولا "کیا تم اپنی بیوی کی تحریر پہچان لو گے؟ ہرچند کہ اب وہ ایک سالخوردہ عورت ہے۔ اور صورت کے لحاظ سے بھی نہایت بدنما ہو چکی ہے۔ تاہم اس کی تحریر میں وہی شان روانی پائی جاتی ہے جو کسی زمانہ میں اُس سے مخصوص تھی"

یہ کہکر پرسیول نے ایک رقعہ جو معطر کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ پاکٹ بک سے نکال کر ٹارنز کے سامنے پیش کیا۔

اُس نے اُسے جلد جلد پڑھا۔ لکھا تھا۔

مسز فشر ہارڈنگ کی طرف سے مسٹر پرسیول کی خدمت میں گذارش ہے کہ میں آپ سے ایک نہایت ضروری کام کے لئے آج رات نو اور دس کے درمیان ملوں گی۔ امید ہے آپ مہربانی سے وقت معینہ پر گھر ہی ٹھیریں گے۔

"اب تو تمہارا اطمینان ہو گیا؟" پرسیول نے جو ٹارنز کے چہرہ کی تبدیلیوں کو دیکھ کر جان چکا تھا کہ اُس نے دستخط پہچان لئے ہیں۔ کہا۔

ٹارنز بے صبری سے کہنے لگا "وہ آخر وہ بدذات کس لئے تم سے ملنا چاہتی ہے؟"

"میں اس کا کیا جواب دے سکتا ہوں؟ تم خود دیکھ سکتے ہو کہ اُس نے صرف مبہم طریق پر کسی خاص کام کا ذکر کیا ہے جس کا مجھے قطعاً علم نہیں۔ چند دن پیشتر میری اُس سے اتفاقیہ طور پر ملاقات ہو گئی تھی۔ اُس کے بعد میں نے دوبارہ اُس کی صورت بھی نہیں دیکھی"

"اور اب وہ نو اور دس بجے کے درمیان آنے کو لکھتی ہے" ٹارنز نے بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا "اور اس وقت دس کا عمل ہو چکا ہے۔ مگر کچھ ہو جائے۔ میں اُس کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کا ملعون چہرہ دیکھ کر میری ساری تکالیف

کی یادوں میں تازہ ہو جائے گی ۔ ۔ نہیں نہیں" اس نے جلدی ہی اپنا قطع کلام کر کے کہا "تو پھر کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہنے لگا "میں اُس سے ہرگز نہیں ملوں گا ۔ ۔ میں اُس سے ملنا نہیں چاہتا"

پرسیول جو خود اس کا خواہشمند تھا کہ یہ شخص جلد تر مکان سے رخصت ہو جائے بولا "اس صورت میں بہتر ہے کہ تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ"

"ٹارنز بولا "بیشک اس کے سوا چارہ کار نہیں لیکن مجھے تھوڑا سا روپیہ تو دیا دو ۔ ۔ ۔ یا میری محبت نہ کرو تم جانتے ہو میں سخت تنگ آ چکا ہوں"

عین اُس وقت باہر کے دروازہ پر کسی کے زور سے دستک دینے کی آواز سنائی دی۔

پرسیول کہنے لگا "سنتے ہو یہ تمہاری بیوی ہی کی آواز ہے"

"خدا کے لیے مجھے کہیں چھپا دو ۔ ۔ ۔ یا مجھے کسی طرح باہر نکال دو" ٹارنز نے سخت خطرہ کی حالت میں کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے اس عورت کی ملاقات سے جس سے اُسے کسی وجہ سے نفرت تھی سخت ہی خوف ہے۔

پرسیول کہنے لگا "ادھر آؤ۔ میں تمہیں عقبی دروازہ کی راہ سے نکالتا ہوں" اور پھر شمع ہاتھ میں لے کر وہ ٹارنز کو جو بڑی پریشانی کی حالت میں تھا۔ ساتھ لے کر چپ سیڑھیوں سے نیچے اُترا۔ اور وہاں سے ایک دروازہ کی طرف گیا جس سے پرے مکان کے پچھلی طرف ویرانہ تھا۔

اتنے میں صدر دروازہ پر پھر دستک کی آواز سنائی دی۔ اب کی مرتبہ یہ آواز زیادہ زور دار تھی۔ اور اس میں بے صبری کی جھلک پائی جاتی تھی۔

"شب بخیر مسٹر ٹارنز" پرسیول نے جس کے لہجہ میں طنز کی بو پائی جاتی تھی کہا۔

"شب بخیر" مسٹر ٹارنز نے وحشیانہ انداز سے جواب دیا "میں کل صبح پھر تم سے ملنے آؤں گا"

پرسیول نے جھٹ دروازہ بند کر دیا۔ گویا وہ اس اطلاع کو سننا نہیں چاہتا تھا۔ اور اس کے بعد صدر دروازہ کی طرف جا کر اس نے پردہ ہٹایا اور اس کی ماں کو مکان کے اندر داخل کیا۔

باب [illegible] مسٹر پیبول کا مکان

مسٹر ڈورس [illegible] نے اسی وقت [illegible] چپٹا ہوا تھا جس [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہو گئی تھیں [illegible] کی روشنی [illegible] کے چہرے پر [illegible] پیبول [illegible] گیا۔ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] پر [illegible] اور [illegible] سے [illegible] ہے۔ جہاں [illegible] ہوتا [illegible]

[illegible] دروازہ کو جلدی سے بند کرکے پیبول دونوں ملاقاتیوں کو نشست گاہ میں لے گیا۔ جو اس کمرہ کی نسبت جس میں اُس کی [illegible] سے ملاقات ہوئی تھی۔ زیادہ فراخ اور بہتر آراستہ تھی۔ اس کمرہ کی کھڑکیاں بھی دوسرے کمرہ کی طرح آہنی سلاخوں سے محفوظ تھیں۔ اور مسٹر پیبول نے اُن کے دروازوں میں [illegible] کی شکل کے سوراخ بنا رکھے تھے۔ تاکہ اگر کسی وقت چور ان کے کسی حصہ کی راہ سے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں۔ تو بندوقوں میں سے ہی فوراً [illegible] کا فیر کیا جاسکے۔

اس جگہ یہ بات قابلِ ذکر ہے۔ کہ جیسا پیبول نے مارٹن سے کہا تھا وہ اس مکان میں تنہا ہی رہتا تھا۔ نواحات میں وہ ایک بخیل آدمی مشہور تھا اور حقیقت میں بھی ایسا ہی تھا۔ عہدِ شباب میں اُس نے بہت فضول خرچی کی تھی۔ اور جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ اب عمر کے آخری حصہ میں اُس نے دوسری انتہا اختیار کرلی تھی۔ چنانچہ جس وقت وہ قرضخواہوں کا روپیہ دے کر فارغ ہوگیا اُسی وقت سے اُس نے روپیہ کوڑی کوڑی احتیاط سے جمع کرنا شروع کیا تھا۔ غرضکہ وہ ایک دور دراز قصبہ میں چھپا ہوا تھا جہاں وہ چھپ چھپ کر قوم [illegible] بھاری سود پر چلایا کرتا تھا۔ اس طرح رفتہ رفتہ اُس کی دولت میں اضافہ اور بخل میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ بخل کا مرض ایسا ہے۔ جو ترقی عمر کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ چنانچہ پیبول . . کیونکہ ہم اب اسے اسی نام سے یاد کرتے رہیں گے۔ آخرکار اتنا کنجوس ہوگیا جتنا کسی داستان یا تاریخ کا مشہور

تحصیل ہو سکتا ہے۔ اس وقت اُس نے یہ سوچکر کہ لندن میں روپیہ کی مدد سے دیہات کی نسبت زیادہ اچھا کاروبار کیا جا سکتا ہے۔ واپس معہد مقام میں آنیکی جرأت کی اُس نے سوچا۔ اثرات زمانہ نے بیری صورت میں کافی تبدیلی پیدا کر دی ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنا نام بدل کر وہ اس منسبتاً تنہا مقام میں آباد ہو گیا جس میں ہم اس وقت اُسے موجود دیکھتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ اس نے کئی وسائل اپنے روپیہ کو غیر معمولی شرح سود پر لگانے کے تلاش کر لئے۔ جو شخص ایک بار اس سے قرضہ لیتا۔ وہ اپنے ملنے والے کسی دوسرے شخص کا پتہ بتا دیتا تھا جس سے اس کے موکلوں یا مربیوں یا جو کچھ بھی ہمارے ناظرین اس کے قرضخواہوں کو کہنا چاہیں۔ کی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اُس کے وقت کا بڑا حصہ گھر پر ہی صرف ہوتا تھا کسی سے اس کی دوستی نہ تھی۔ اور کاروبار میں وہ ہمیشہ اختصار عمل و کلام کو مقدم رکھتا تھا۔ سوائے بہترین ضمانت کے وہ کسی کو روپیہ قرض نہیں دیتا تھا۔ اور اگر اتفاق سے کوئی رقم ڈوبنے لگتی۔ تو وہ ایک وکیل کی معرفت نالش دائر کرا دیتا تھا۔ جو اس بہانہ سے اپنی طرف سے نالش دائر کرتا کہ شخص مذکور کی ہنڈی میں نے خرید لی ہے۔ ڈانٹام کی ایک عمر رسیدہ بیوہ عورت پاس کے مکان میں رہتی تھی۔ اور اُس کے ذمہ یہ فرض تھا۔ کہ وہ مسٹر پرسیول کے لئے کھانا تیار کرے۔ اور اُس کے مکان کو صاف ستھرا رکھے۔

ان ضروری تفصیلات کو قلمبند کرنے کے بعد ہم پھر اُسی عقبی نشست گاہ کی طرف آتے ہیں۔ جہاں پرسیول اور اُس کی دونوں ملاقاتی عورتیں بیٹھی تھیں۔ پرسیول کی پشت کھڑکی کی طرف تھی۔ لیکن مسز فشر ہارڈونگ اور پرڈینا جو اُس کے بالمقابل بیٹھی تھیں اُن دونوں کا منہ اس کی طرف تھا۔ آتشدان پر شمع جل رہی تھی۔ اور اگر کوئی شخص کھڑکی کے بند دروازوں میں بنے ہوئے سوراخوں کے راستہ باہر کھڑے ہو کر اندر کی طرف جھانکتا تو وہ اس شمع کی روشنی میں اُن کے چہروں کو صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔

مسٹر پرسیول نے حسین پرڈینا کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "میڈم میرے خیال میں یہ آپ کی دختر ہیں"۔

بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ "اور عنقریب اس کی شادی ایک نوجوان سے ہونے والی ہے جسے حقوق امارت حاصل ہیں۔ اور جو کچھ عرصہ میں اُن حقوق کی بنا پر

اپنا اصلی رتبہ حاصل کر سکے گا۔ لیکن فوری ضروریات کے لئے اس نوجوان کو روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ میں آپ سے اس کام میں مدد لینا چاہتی ہوں۔ اس لئے اس وقت آپ کے پاس آئی ہوں۔"

"بہت اچھا۔ ۔ بہت اچھا مسنز ۔۔" مسٹر پسیول نے کہا۔ "اگر ضمانت معقول ہوئی ۔۔۔"

"ضمانت کافی سے زیادہ معقول ہے" مسنز فشر ہارڈنگ نے جواب دیا۔ "وہ نوجوان بلاشک وشبہ ایک وسیع جائداد کا وارث ہے۔ اس لئے اس کا دستخطی تمسک ۔۔۔"

"یہ ضمانت کافی ہوگا" پسیول نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا "وہ بھی اس صورت میں کہ وہ اس وقت بالغ ہو ۔۔۔"

مسنز فشر ہارڈنگ کہنے لگی "وہ اس کی عمر اس وقت ۲۲ سال کی ہے۔ مگر اس کی اپنی اور اس کے خاندان کی تاریخ نہایت عجیب اور حیرت خیز ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے، آپ اس کے والد کے نام سے لاعلم بھی نہیں ہوں گے۔ کیونکہ غالباً آپ ہی نے مسٹر کرسٹو فر بنٹ آنجہانی کی نقدی لوٹنے کے مقدمہ میں نامی چور ٹامس رینفورڈ ڈیرا نہرلی کا الزام عاید کیا تھا ۔۔۔"

پسیول غیر معمولی تعجب کا اظہار کرکے کہنے لگا "میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس نامی چور کا اس نوجوان امیر سے جس کا آپ ذکر کرتی ہیں اور جو روپیہ قرض حاصل کرنا چاہتا ہے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟"

مسنز فشر ہارڈنگ بولی "اگر آپ صبر سے سنیں تو میں سارے حالات بیان کرتی ہوں۔ درحقیقت یہ شخص ٹامس رینفورڈ آنجہانی ارل آف انگھم کا سب سے بڑا بیٹا اور اس کی جائز اولاد ہے۔ وہ ایک عورت آلتھیا مینرز کے بطن سے پیدا ہوا تھا جس کی شادی خفیہ طور پر امیر مذکور سے ہو گئی تھی۔ اس وقت جو شخص ارل آف انگھم کے لقب اور جائداد کا مالک ہے وہ دراصل اس دوسری شادی سے پیدا ہوا تھا۔ جو ارل آنجہانی نے آلتھیا مینرز کے بعد ایک اور امیر خاتون سے کی۔ اس سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ارل اور رینفورڈ دونوں سوتیلے بھائی ہیں۔ ان تمام واقعات کی تصدیق ان کاغذات سے ہوتی ہے جو ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کاغذات میں سے ایک ارل کے آلتھیا مینرز کے ساتھ شادی

کرنے کی [illegible] ہے۔ دوسری [illegible] کے جیٹھ سٹیفنسن کی لکھی ہوئی [illegible] تیسری [illegible]
کی لکھی ہوئی یادداشت ہے جس سے اس سارے معاملہ پر بخوبی روشنی پڑتی ہے
اسی طرح بعض اور تحریریں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ارل [illegible] آف [illegible] کا
[illegible] تھا جیسا [illegible] مشہور ہوا [illegible]
ہے کہ اس رشتہ کو بحیثیت وارث [illegible] ارل کے لقب اور جائداد کے حقوق حاصل
ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بتا دینا چاہتی ہوں کہ ارل [illegible] کی [illegible]
چارجیا [illegible] ہیسٹ فیلڈ کے ساتھ شادی ہو چکی ہے۔ اور اس کے شوہر نے اس کا اپنا نام
ہیسٹ فیلڈ اختیار کر لیا ہے۔ اس شادی سے جو اولاد ہوئی۔ وہ وہی نوجوان ہے جس کا
ذکر میں آپ سے کر چکی ہوں یعنی جو آپ سے قرض حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور جس کا نام
مسٹر [illegible] چارلس ہیسٹ فیلڈ مشہور ہے۔ چونکہ اس کا باپ ارل آف [illegible] کے لقب
اور جائداد کے اصلی حقوق رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا بیٹا چارلس ہیسٹ فیلڈ یعنی وہی نوجوان
اس وقت حقیقت میں وائیکونٹ مارسٹن کے لقب سے ملقب ہے۔ اور آگے چل کر
ارل کے لقب اور جائداد کا وارث وہی ہے . . !"

پرسیول جو اس داستان کو سنتے ہوئے اپنے دل میں یہ سوچتا رہا تھا کہ ایک ایسے
نوجوان سے جو عنقریب دولتمند بننے والا ہے۔ اور جس کی نسبت وہ خیال کرتا تھا۔ کہ
اکثر امیرزادوں کی طرح وہ بھی یقیناً فضول خرچ ثابت ہوگا۔ کتنا بھاری نفع حاصل کیا جا
سکتا ہے۔ کہنے لگا "میڈم آپ کی بیان کردہ کہانی اگرچہ عجیب ہے۔ مگر اس کے
صاف اور واضح ہونے میں کلام نہیں۔ اور یہ آپ کہہ چکی ہیں کہ میرے پاس ان تمام
بیان کردہ عجیب واقعات کے تحریری ثبوت موجود ہیں . . ؟"
"مکمل اور اطمینان بخش ثبوت" مسز فشر ہارڈونگ نے زوردار لہجہ میں کہا۔ اور پھر وہ
اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "تم ذرا وہ کاغذات مسٹر پرسیول کو دکھا دو"
یوڈیتا استقلال اور سکون کے لہجہ میں کہنے لگی "جب تک یہ اس بات کا اقرار نہ
کرلیں کہ ان تحریروں کے اطمینان بخش ثابت ہونے پر یہ رقم مطلوبہ بطور قرض پیش کرو دینگے
اس وقت تک دستاویزات دکھانا فضول ہے"
ماں کو یہ سوچکر کہ بیٹی مجھ سے بہت زیادہ محتاط ثابت ہوئی۔ سخت ندامت ہوئی۔

اُس نے اپنا ہونٹ کاٹا۔ اور پھر بخیل ساہوکار سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "درست ہے
آپ نے مس فیشر ہارڈنگ سے کوئی اتفاق نہیں کیا ہے"

"ہاں ہاں" مسٹر پرسیول نے جواب دیا "میرا گمان غالب یہ ہے کہ ہمارا معاملہ طے ہو جائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ قطعی جواب دینے سے پیشتر میرے لئے معاملہ کے ہر پہلو سے باخبر ہونا ضروری ہے"

"اور ہم یہ بتا سکتے تو یہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کا فیصلہ کن جواب حاصل کئے بغیر اُن اہم دستاویزات کو ظاہر نہ کریں۔ جو بطور امانت ہمارے سپرد کی گئی ہیں" پرڈیٹا نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں" بخیل مذکور نے جواب دیا جسے اس وقت دوگونہ پریشانی تھی ایک اس لئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے فائدہ کا ایسا اچھا موقعہ نہیں کھونا چاہتا تھا۔ دوسرے اس لئے کہ اسے یہ ظاہر کرنا منظور نہ تھا۔ کہ میرے پاس اتنا روپیہ موجود ہے کہ میں فوراً ہی رقم مطلوبہ ادا کر سکوں گا۔

مگر اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ پرسیول کو مسز فیشر ہارڈنگ کی طرف سے بھی مسٹر ازنگی طرح سابقہ رقم کی بازیابی کے تقاضا کا اندیشہ تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ بحالت موجودہ اسے پبلک کی نظروں میں کچھ اہمیت حاصل نہیں۔ میری طرح اس نے بھی ایک فرضی نام اختیار کر رکھا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے اس نے میرا یہ راز فاش کر دیا۔ کہ یہی مفرور وکیل ہاورڈ ہے۔ تو میں اس کے جواب میں فوراً ہی یہ مشہور کر سکوں گا۔ کہ اس کا صحیح نام مسز سکنبج یا مسز ہارٹوپ ہے۔ اور یہ وہی عورت ہے۔ جسے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی تھی۔

نہیں مسٹر پرسیول کو مسز فیشر ہارڈنگ کی طرف سے اس قسم کا خوف مطلق نہیں تھا لیکن کچھ تو فطرتاً اس کا مزاج شکی تھا۔ کچھ حریص اور بخیل آدمیوں کا قاعدہ ہی ہوتا ہے کہ روپیہ کا ذکر چھیڑا جائے۔ تو اُن کی طبیعت میں وہم اندیشے پیدا ہونے لگتے ہیں۔ یہی باتیں تھیں جو پرسیول کے ہاں یا نہ کہنے میں مانع آ رہی تھیں۔ آخر جب وہ کچھ دیر اپنی کرسی پر خاموش بیٹھا اضطراب کے ساتھ ہاتھ پاؤں ہلاتا رہا۔ تو پرڈیٹا نے پوچھا "صاحب آپ کا آخری فیصلہ کیا ہے؟ آپ روپیہ دینا چاہتے ہیں یا نہیں؟"

وہ کچھ سوچ کر کہنے لگا "مس صاحب اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آپ سے

دوست کو کس قدر روپیہ کی ضرورت ہے ؟"

مسز فشر ہارڈنگ بولی "اس سوال کو ہم خود طے کریں گی۔ چنانچہ ہماری خواہش ہے کہ پہلی قسط پانچ چھ ہزار پونڈ کی ہو۔۔۔"

"جس میں سے ایک ہزار پونڈ علیحدہ بطور معاوضہ آج ہی رات ادا کر دیئے جائیں" پرڈیٹا نے فقرہ کو مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"ایک ہزار پونڈ!۔۔۔ آج ہی!" انجیل نے گھبرا کر کہا "مگر یہ کیونکر ممکن ہے؟ اگر روپیہ یہاں پر موجود ہو تو بھی کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟" اس نے فکر مند لہجہ میں تشویش کے ساتھ ادھر اُدھر دیکھ کر کہا "کیونکہ وہ نوجوان جس نے تمسک لکھ دیا ہے یہاں موجود نہیں"

پرڈیٹا کہنے لگی "آپ کے اس اعتراض کو رفع کرنے کا ہم نے پہلے ہی انتظام کر لیا تھا۔ دراصل وائیکونٹ مارسٹن یہ کاغذات کسی کے ہاتھ بھیجنے کی بجائے خود دینے آئے تھے۔ اور اس وقت ایک ہزار پونڈ کی رسید لکھ کر میرے حوالہ کر گئے۔۔۔ صرف میرے" پرڈیٹا نے اپنی ماں کی طرف فاتحانہ انداز سے دیکھتے ہوئے کہا "چنانچہ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک ہزار پونڈ کی رسید میرے پاس موجود ہے۔۔۔"

پرسیول نے مسکرا کر بوڑھی عورت کی طرف دیکھا۔ پھر کہا "میڈم میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ کی دختر مس فشر ہارڈنگ کاروباری معاملات میں خوب ہی ہوشیار نظر آتی ہیں"

پرڈیٹا جو بتدریج اپنی ماں کو پیچھے ہٹا کر خود اس معاملہ میں نمایاں حصہ لینے لگی تھی بولی "اب یہ معاملہ جلد طے ہو جانا چاہیئے"

بوڑھی عورت اپنی بیٹی کی بڑھتی ہوئی اہمیت کو دیکھ کر بمشکل غصہ کو فرو کر سکی۔ مگر جب اسے صبح کے واقعات یاد آئے۔ تو اس نے چپ رہنا ہی بہتر جانا۔ اور وہ ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔ اس نے جان لیا کہ اصلی اختیار اب میرے ہاتھ سے بالکل جاتا رہا ہے اور اس کی بحالی اتفاقات زمانہ پر ہی منحصر سمجھنی چاہیئے۔

پرڈیٹا کے خوبصورت چہرہ کو تعریفی نظر سے دیکھتے ہوئے انجیل نے کہا "پھر کیا اب آپ کا ارادہ یہ ہے کہ میں ایک ہزار پونڈ کی وہ رقم فوراً ہی آپ کو دے دوں؟"

پرڈیٹا نے جواب دیا "ہاں اس سے ہمارا اطمینان ہو جائیگا۔ کہ آپ اس عجیب اور پراسرار

جس کا فضول خرچ ثابت ہونا یقینی ہے کس قدر فائدہ اٹھایا جا سکے گا۔ اسلئے اس بات کی مطلق پروا نہ تھی۔ کہ مسز فٹنز ہارڈنگ اور پرڈیٹا لے اسے کیونکر اپنے دام میں پھنسایا کس طرح اس سے یہ کاغذات حاصل کئے۔ یا اس روپیہ کو جو وہ قرض لینا چاہتی ہیں۔ کیونکر صرف کیا جائے گا۔

جب وہ سارے کاغذات پڑھکر پرڈیٹا کے سپرد کر چکا۔ تو کہنے لگا "بجا لات ظاہر معاملہ ہر طرح تسلی بخش ہے۔ ان تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اصلی ارل آف ایلنگھم وہی قورٹ ہی ہے۔ مگر اس کی کوئی شہادت موجود نہیں۔ کہ تمہارا چارلس ہیسٹ فیلڈ اس کا بیٹا ہے"

مسز فٹنز ہارڈنگ کہنے لگی "ہمیں اس کا کامل یقین ہے"

پرسیول جسے اس کا مطلق علم نہیں تھا۔ کہ چارلس ہیسٹ فیلڈ پہلے اپنے والدین کا ہمشیرزادہ مشہور تھا۔ اور اب بھی دنیا اسے ایسا ہی سمجھتی ہے۔ کہنے لگا "خیر یہ بات قابل تسلیم ہے۔ مگر ایک سوال اور ہے۔ جسے پورے طور پر حل کر لینا چاہیئے" اور وہ سوال یہ ہے۔ کیا وہ اپنے والدین کی جائز اولاد ہے؟ کیونکہ وہ ارل کے لقب اور جائداد کا اسی صورت میں وارث ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا جائز بیٹا ہو۔۔۔"

"واہ کتنا فضول سوال ہے" مسز فٹنز ہارڈنگ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "یہ ایک سمجھی ہوئی بات ہے۔ کہ جب تامس ریٹفورڈ کو سزائے موت دی گئی۔ تو اس سے عرصہ دراز پیشتر اس کی شادی خفیہ طور پر لیڈی جارجیانہ سے ہو چکی تھی۔ ورنہ اسے کیا ضرورت تھی کہ کوشش کر کے امیر الامرا سے اس کے لئے معافی نامہ حاصل کرتی؟"

پرسیول کہنے لگا "مجھے یہ واقعہ یاد ہے۔ اور جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں۔ اس میں غالباً کسی شک کی گنجائش نہیں۔ خیر میں سردست آپ کو ایک ہزار پونڈ کی رقم ادا کرتا ہوں مگر اس میں شرط یہ ہو گی۔ کہ بقایا رقم کی وصولی سے پیشتر آپ مجھے اس امر کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ کہ چارلس اپنے والدین کی جائز اولاد ہے"

"یقیناً ایسا کر دیا جائے گا" پرڈیٹا نے جواب دیا "چارلس کو اس قسم کا ثبوت مہیا کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ آپ کو ایسی شہادت درکار ہے کہ جس سے ثابت ہو جائے کہ وہ ان کا جائز بیٹا ہے جس کا نام اس وقت مسٹر اور لیڈی جارجیانہ ہیسٹ فیلڈ

مشہور ہے؟"

بجنیل کہنے لگا "مجھے شہادت کی پروا نہیں۔ مجھے تو اُن کی شادی اور بچی کی ولادت کی سندات مطلوب ہیں . . . مگر وہ رسید لائیے جس کی بنا پر آپ ایک ہزار پونڈ لینا چاہتی ہیں"

پرڈیٹا نے رسید پیش کی۔ اور اب تھوڑی دیر تک اس سوال پر بحث ہوتی رہی۔ کہ شرح سود کیا ہو۔ مسز فشر ہارڈنگ اس بات پر آمادہ تھی۔ کہ بجنیل ساہوکار کی اپنی غاصبانہ شرطیں منظور کر لی جائیں۔ مگر پرڈیٹا بڑی گرمجوشی سے تخفیف کے لئے بحث کرتی رہی۔ خدا خدا کرکے فریقین میں سمجھوتہ ہوا۔ اور بجنیل نے ۷۵ پونڈ بطور سود پیشگی وضع کر لئے۔ پرڈیٹا نے باقی رقم وصول کر لی۔ مگر جس وقت عمر رسیدہ عورت نے یہ دیکھا۔ کہ اس نے روپیہ میرے حوالے کرنے کی بجائے خود اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ تو اُس کے چہرہ پر غیر معمولی غصہ کے آثار نمودار ہو گئے۔ یہ غصہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ خوفناک تھا کہ اُسے مجبوراً اُسے دبانا پڑا۔

لیکن پرڈیٹا اس سے پہلے ایک معاملہ میں بڑھیا پر جو کامیابی حاصل کر چکی تھی اُسے برقرار رکھنے پر تلی ہوئی تھی۔ اُس کی خواہش یہ تھی کہ ہر قسم کا اختیار صرف میرے ہاتھ میں رہے۔ اگرچہ اُس نے اس بات کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ عمداً میں کوئی ایسی بات نہ کہوں گی جس سے اُسے اظہار خشم کا موقعہ ملے البتہ اس بات کا وہ مصمم کر چکی تھی کہ آئندہ ہر بات میں میرا ہی عمل دخل ہوگا۔ غور سے دیکھا جائے۔ تو شریر النفس بڑھیا نے جو سازشی تجاویز سوچی تھیں اُن کا خمیازہ خود ہی اُسے مل گیا۔

کاغذات کا پلندہ اور نقدی جیب میں ڈال کر پرڈیٹا اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور کہنے لگی۔ "ہمیں اب رخصت ہونا چاہئے"

پرسیول کو یکایک ایک خیال پیدا ہو گیا۔ اور وہ مسز فشر ہارڈنگ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "میڈم ایک بات اور سنتے جائیے۔ اس کاروبار کے جھگڑے میں میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینا بھول گیا۔ وہ ایسی خبر ہے جو آپ کو ضرور متعجب کر دے گی"

مسز فشر ہارڈنگ جو پرڈیٹا کے طرز عمل سے بہت کچھ جل بھن چکی تھی۔ متکبرانہ کہنے لگی "فرمائیے کیا بات ہے؟"

اُس نے کہا: "جس وقت آپ نے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔"

"ہاں اُسی وقت۔۔" بوڑھی عورت نے بے صبری سے پوچھا۔

"ایک شخص میرے پاس تھا۔۔"

"اور وہ شخص۔۔" مسز تھیٹر ہارڈنگ نے بڑی بے چینی سے اس طرح پوچھا گویا وہ سمجھتی تھی۔ اس سوال کا جواب کیا ہوگا۔

"آپ کا شوہر تھا" سیسل نے جواب دیا۔

مسز تھیٹر ہارڈنگ کے چہرے پر خوف، غصہ اور نفرت کے اشتراک سے کریہہ علامات پیدا ہو گئیں۔ اور وہ اس طرح لڑکھڑا گئی۔ گویا زمین پر گرا چاہتی ہے۔

لیکن جلدی ہی اپنے جذبات پر قابو پا کر وہ سیسل سے ہمکلام ہونے کی طرف بڑھی۔ اور غصے میں خراش۔ گھبرائی آواز میں کہنے لگی: "کیا اسے میرے لندن میں موجود ہونے کا علم ہے؟۔۔ کیا وہ جانتا ہے میں انگلستان میں آگئی ہوں؟ اور اس وقت میرا نام تھیٹر ہارڈنگ ہے؟۔۔"

"نہیں نہیں" سیسل نے جلدی سے جواب دیا کیونکہ اس نے بڑھیا کے انداز سے معلوم کر لیا تھا۔ کہ اگر میں نے اسے بتایا۔ کہ میں تم سے تمہارے متعلق سارے حالات سے خبردار کر چکا ہوں۔ تو وہ ضرور غضبناک ہو جائے گی۔

"مگر کیا آپ یقینی طور پر ایسا کہتے ہیں۔۔ کیا آپ کو اس کا کامل یقین ہے؟" بوڑھی عورت نے باصرار پوچھا۔ اب وہ نسبتاً زیادہ اطمینان سے سانس لینے لگی تھی۔

بڑھیا یہ دیکھ کر کہ رات گذری جاتی ہے۔ واپس جانے کے لئے بہت بے چین تھی وہ بولی: "ہاں جب ایک بار تم نے کہہ دیا۔ کہ میں نے اس سے تمہارا ذکر نہیں کیا۔ تو پھر بار بار اصرار کرنے سے حاصل؟"

بوڑھی عورت کہنے لگی: "حاصل یہ ہے کہ وہ خوفناک سانپ جو میں نے آسٹریلیا میں دیکھے تھے۔ ان میں سے کوئی دو چار نمودار ہو جائیں تو اس کا مجھے اتنا ڈر نہیں۔ جتنا اس شخص سے ملنے کا ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے لیکن اس سے مجھے سخت نفرت ہے۔۔"

یہ کہہ کر بڑھیا نے بے صبری سے تیوری کا اشارہ کیا اور بولی: "اچھا! اب چلتی ہوں۔ مسٹر سیسل

کو تمہاری اس نفرت اور حقارت سے کیا کام ہے؟"
"وہ ٹھیک کہتی ہو" مسز ٹیڈر ہارڈنگ نے کہا "لیکن مجھے ایک بات اور پوچھ لینے
دو" پھر وہ پرسیول سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "یہ بتائیے کیا وہ ... میرا شوہر" یہ
الفاظ کہتے ہوئے اس کا گلا رکتا سا معلوم ہوتا "کیا وہ خوشحال ہے یا مفلس اور غریب؟"
بخیل ساہوکار نے جواب دیا "اس کی حالت نہایت زار تھی یاں تک کہ وہ مجھ سے
مدد مانگنے آیا تھا لیکن میں نے ... " "اسے ایک کوڑی بھی نہیں دی" اس نے ایک لمحہ
کے تامل کے بعد کہا۔
پروڈیشیا کے چہرے پر لیکن خوشنما ہونٹوں پر انداز حقارت سے ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ اور
وہ مسکرا کر کہنے لگی "یہ بالکل بجا۔ ہاں اب ہمیں چلنے کو تیار رہنا نہیں؟"
پرسیول نے کہا "چلیے میں آپ کو دروازہ تک چھوڑ آؤں" چنانچہ شمع ہاتھ میں
لے کر وہ مربیانہ طریق پر ان دونوں کے آگے آگے دروازہ کی طرف ہو لیا۔
اس نے صدر دروازہ کھولا۔ اور پروڈیشیا شب بخیر کہہ کر تیزی سے مکان سے باہر
نکل گئی۔ کیونکہ اسے بخیل کے بے رونق مکان میں دم گھٹتا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے
پیچھے بوڑھی عورت آہستہ آہستہ باہر نکلی جس وقت وہ پرسیول کے پاس سے گذر رہی
تھی۔ اور وہ شمع ہاتھ میں لئے ہوئے دروازہ کی دہلیز کے قریب کھڑا تھا۔ تو شمع کی روشنی
بڑھیا کے بدنما چہرہ پر پڑی۔ اور مسز ڈاشیٹی اس بیوہ عورت نے جو ساتھ والے مکان
میں رہتی تھی۔ اور اس وقت کسی ہمسایہ کے گھر سے واپس آ رہی تھی۔ اسے دیکھ لیا۔
نیک دل بیوہ عورت کو اس کی صورت دیکھ کر خیال آیا۔ کہ میں نے ایسا مکروہ اور نفرت
انگیز چہرہ آج تک نہیں دیکھا۔ لیکن چونکہ وہ بخیل کے مکان پر اکثر عجیب وغریب آدمیوں
کو آتے دیکھا کرتی تھی۔ اس لئے اس صورت کا بھی اس کے دل پر کوئی خاص اثر نہ ہوا
اس نے سرسری طور پر بخیل کو شب بخیر کہا اور اپنے مکان میں داخل ہو گئی۔
مسز ٹشر ہارڈنگ کے چلے جانے پر پرسیول نے بھی اپنے مکان کا دروازہ بند
کر لیا۔ اور بوڑھی عورت تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی بیٹی سے جا ملی۔ جو ذرا فاصلہ پر کھڑی
تھی۔ پھر یہ دونوں شہر کے راستہ شہر کی طرف ہو لیں۔ جہاں انہوں نے [illegible]
تک پہنچنے کے لئے ایک گھوڑا گاڑی کرایہ پر حاصل کر لی۔

باب ۹ ۱۳ ایک رات کے واقعات

پرسیول نے صدر دروازہ کو بڑی احتیاط کے ساتھ بند کر کے زنجیر لگا دی۔ اور سامنے والے کمرہ میں داخل ہو کر ساری کھڑکیوں کا بغور معائنہ کیا۔ تاکہ ان میں سے کوئی کھلی نہ رہ گئی ہو۔

اس کے بعد وہ چھوٹے کمرہ میں جا کر ایک میز کے قریب بیٹھ گیا۔ اور صندوقچی کھول کر نقدی گننے لگا۔

اس نے اس رسید کو غور سے دیکھا جو پیچھے چھوڑ دی گئی تھی۔ اور جس پر مارسٹن کے دستخط تھے۔ کیونکہ مسٹر فشر مارٹن لانگ کے کہنے پر بیوقوف چارلس ہیٹ فیلڈ نے جس پر عشق کا جن سوار تھا اسی نام کے دستخط کر دیئے تھے۔ اور وہ ابھی سے اپنے آپ کو اس نام کا حقدار سمجھنے لگا تھا۔

بخیل نے رسید دیکھی۔ تو پہلے ایک ہزار پونڈ کی ادائیگی کا اقرار دیکھ کر اس کے دل میں احساس مسرت پیدا ہوا کیونکہ اس نے سوچا۔ مجھے اس سودے میں معقول نفع حاصل ہوا ہے۔ اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر میں نے بغیر محنت کے ۷۵ پونڈ کما لئے ہیں۔

لیکن فوراً ہی اس کے چہرہ پر افسردگی کا تاریک بادل چھا گیا۔ کیونکہ اسے خیال آیا میں نے اس معاملہ میں غیر معمولی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ ممکن ہے ان عورتوں نے بعض کاغذات کے متعلق جعلسازی کی ہو اور حقیقت میں چارلس ہیٹ فیلڈ یا وائیکونٹ مارسٹن نام کا کوئی شخص ہی موجود نہ ہو۔

—

اپنے دل کو تسلی دینے اور ان ناگوار خیالات کو خارج کرنے کی غرض سے وہ جلدی ہی کہنے لگا۔ میں کتنا بیوقوف ہوں کہ اس قسم کے خیالات کو دل میں جگہ دیتا ہوں۔ تمام یورپ کے امراء اور شرفاء کسی خاص قسم کی جائداد کے حقدار ہونے میں عجیب بات کیا ہے۔ دنیا میں اس سے عجیب تر واقعات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ حقیقت میں امیر موصوف کا بڑا بھائی ہے تو اس کے بیٹے کے اس لقب و جائداد کا وارث ہونے میں ذرا بھی تعجب کی بات نہیں۔ سارا معاملہ صاف اور واضح ہے اس کے علاوہ ان کاغذات میں آنجہانی ارل لیور اگلیڈیا اسپنسر کی شادی اور ان کے بچہ کی پیدائش کی سندات موجود تھیں۔

پھر جب یہ فرض کر لیا جائے کہ چارلس ہیٹ فیلڈ یا انگلو تھامارسن کا حقیقت میں
کچھ وجود ہے تو لیا تصویر جیسی خوبصورت کا تعین اکیس نشتر شاید ایک سے درست
جبلد سے عشق کر لینا ذرا بھی تعجب خیز نہیں۔ عورت تھی بھی خوبصورت . . . بڑی ہی
خوبصورت ہے۔ اس سادہ لباس میں بھی جو اس نے بڑا مرا اپنی اصلی صورت کو
چھپانے کے لیے پہن رکھا تھا کیسی دلفریب نظر آتی تھی کیسی خوبصورت آنکھیں . . .
کتنی خوبصورت ناک . . . کیسے سپید دانت اور کس قدر ملائم بال ہیں۔ اے کاش میں اس وقت
جوان ہوتا۔ اے کاش میری عمر کی ۵۰ منزلیں طے شدہ نہ ہوتیں۔ اس صورت میں میں حقیقۃً
وانگلو تھامارسن کا رقیب بننے کی کوشش کرتا . . . مگر نہیں نہیں یہ صورت ایک غیر
ممکن کوشش تھی۔ کیونکہ اس کی جوانی انگلیاں روپیہ گننے سے انقلاب پر آمادہ ہو چکی
ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اس تصویر والی کی جو اس میں ہے یہ چال ہو چکا ہے۔ یہ کیسی
وانگلو بچس میں ہوتی جاتی ہے۔ اس میں حلقۂ فیشن سے تعلق رکھنے والی خواتین کی سی
شان و دلفریبی۔ وقار اور رعب پایا جاتا ہے۔ قدرت نے اسے تلخ اور ادائیں پڑھنے کے
لئے ہی بنایا ہے۔ اس کے اطوار تو وہ اب سپید لوگوں کے سے ہیں . . . آہ یہ اندھی تمنا

وہ جلدی سے اپنی صندوقچی بند کر کے کھڑا ہو گیا۔

اس نے کان لگا کر سنا۔ مگر کوئی آواز سنائی نہ دی۔

دل سے کہنے لگا یونہی واہمہ کا اثر تھا اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

لیکن جو کچھ بھی ہو اس واقعہ نے اس کے خیالات کو جو حسن و عشق کی رو میں بہہ رہے
تھے . . . کیونکہ پڑھیا کی خوبصورتی نے اس کے دل پر گہرا اثر کیا تھا۔ یکایک روک دیا
اور جیسا بہشت تک اس کی توجہ سونے کے انبار سے ہٹ کر اپنے پرستاروں کیلئے غیر معمولی
دلفریبی رکھتا ہے۔ اس آواز کی طرف لگی رہی۔

اس آواز نے خواہ وہ فرضی تھی۔ یا حقیقی اس کے خیالات کو حسن و عشق کی
باتوں سے پلٹ دیا اس نے نقدی کی صندوقچی کو احتیاط کے ساتھ مقفل کیا۔ اور پھر اسے آہنی
صندوق میں بند کر کے کنجی اپنی جیب میں ڈال لی شمع ہاتھ میں لے کر وہ ایک بار پھر صدر
دروازہ سے ملنے والا کمرہ کی کھڑکیوں اور عقبی دروازہ کی دیکھ بھال کرنے کے لیے نکلا۔
وہ احتیاطاً باورچی خانہ میں بھی گیا جس میں کبھی کسی ملازم نے کام نہیں کیا۔ اور جس کے

چولہے میں صرف شاذ و نادر آگ جلتی تھی۔ یہ کمرہ کھڑکیوں کے قریب ہونے پر بھی اکثر بے رونق نظر آتا تھا جس کھڑکی سے یہ ورجی تھا اس میں روشنی داخل ہوتی تھی۔ اُس میں اور اُس کے برابر کے برآمدے میں آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ کمرہ گویا ہر طرف سے پوری طرح محفوظ تھا۔

بخیل ساہوکار نے اشتیاق کے ساتھ ان تمام رقموں کا حساب ختم کیا۔ پڑھیا کی تصویر دل سے مٹ چکی تھی۔ زر۔۔۔ زر۔۔۔ قیمتی زر ہی اُس کے سارے خیالات پر حاوی تھا۔

مگر بہیں زر کی موجودگی کے ساتھ ایک اندیشہ اُس کی حفاظت کا بھی لگا ہوا تھا۔ دنیا میں کوئی زردار شخص ایسا نہیں گزرا۔ جسے ہر وقت اپنی دولت کے گم ہو جانے کا اندیشہ نہ رہتا ہو۔ اس وقت پر بچھل کے دل میں اپنے روپیہ کے متعلق طرح طرح کے مبہم اندیشے اور نامعلوم خوف پیدا ہو رہے تھے۔

ذرا دیر پیشتر اُسے جو آواز سنائی دی تھی۔ وہ رہ رہ کر بے چین کئے دیتی تھی۔ اُس کی یاد کسی خوفناک ڈراؤنے خواب کی طرح اُس پر چھا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُس نے اُس کے دل پر ایک قسم کا بوجھ ڈال دیا ہے۔

وہ جانتا تھا کہ میں اس مکان میں اکیلا ہوں۔ اور پاس والا مکان بھی تنہا ہے۔ بوقت ضرورت اس سے کسی قسم کی امداد نہیں مل سکتی۔ کیونکہ عمر رسیدہ بیوہ عورت کے مکان میں دو تین کرایہ دار عورتوں کے سوا اور کوئی نہ رہتا تھا۔ اس لئے اس مکان کا قرب بھی اُس کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔ اور نہ اُس کی وجہ سے اُسے اپنے احساس تنہائی میں کسی قسم کا فرق معلوم ہو سکتا تھا۔

مگر پھر اُس نے سوچا کہ میرا اپنا مکان بڑی حفاظت کے ساتھ بند ہے۔ کھڑکیوں میں سلاخیں اور دروازوں میں زنجیریں لگی ہوئی ہیں۔ اُس نے ان احتیاطوں پر کھلے دل سے روپیہ صرف کیا تھا۔ اور جب سے اُسے بخل کی عادت پیدا ہوئی۔ مکان کے حفاظتی لوازمات اُس کے لئے ہر قسم کے خرچ سے زیادہ اطمینان بخش ثابت ہوتے رہے تھے۔

یہ درست ہے۔ اُس کا مکان بڑی حفاظت کے ساتھ بند تھا۔ دروازوں کی زنجیریں اور کھڑکیوں کی سلاخیں بھی ہر لحاظ سے مضبوط اور محفوظ تھیں۔ مگر اس کے باوجود معلوم نہیں کیا بات تھی کہ پرسیول کا دل بیٹھا جاتا تھا۔

کی آواز سنائی دی۔ گو یا کوئی شخص دروازہ کو آہستگی سے کھول رہا ہو وہ اس پر واقف سے تو ذرا خوف زدہ ہوا کہ بدن پر رعشہ سا پڑ گیا۔ شروع شروع ... پر کچھ ہی اوقات تھے۔

دفعتاً اسی قسم کی آواز سنائی دی۔ گویا کوئی شخص تیزی سے چلتا ہوا عقبی دروازہ سے گذر کر نشست گاہ میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کے لمحہ بعد کسی نے پرسیول پر تاریکی میں پیچھے سے زور کا وار کیا۔ ایک چھوٹا سا ڈنڈا اُس کے سر پر لگا۔ اور وہ تیورا کر فرش زمین پر گر پڑا۔ اس صدمہ سے وہ بالکل بے ہوش تو نہیں ہوا پھر بھی اُس کے حواس تو اس قدر معطل ہو گئے کہ منہ سے آواز نہ نکل سکی۔ مگر وہ ہمت کر کے اُٹھا اور قاتل کو گلے سے پکڑ لیا۔ اب دونوں میں زور کی جدوجہد ہونے لگی۔ مگر حملہ آور میں اگرچہ طاقت زیادہ نہ تھی۔ تاہم اس کا ارادہ شیطان کی طرح مضبوط تھا۔ اُس نے ہنگیل کو وہ اِدھ فرش زمین پر گرا کر اُس پر ڈنڈے سے اس زور کا وار کیا کہ وہ تو اسی دم بے حس و حرکت ہو کے رہ گیا۔

قتل کی یہ خوفناک واردات اگرچہ تاریکی میں ہوئی تھی۔ تاہم اس سے نہ تو قاتل کو خوف ہوا۔ اور نہ اُس کے اوسان خطا ہوئے۔ غالباً وہ جانتا تھا۔ کہ ہنگیل کا زر مکان کے کس حصہ میں پوشیدہ ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تفصیلی حالات اُسے پورے طور پر معلوم تھے۔ کیونکہ ہنگیل کے قتل کے بعد اُس نے جھٹ کر اسی جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں پرسیول اُس کیابٹ کی کنجی رکھتا تھا جس میں لوہے کی پیٹی محفوظ تھی۔ پھر اندھیرے میں راستہ ٹٹولتا ہوا کیابٹ تک پہنچا۔ اُسے اور اُس کے اندر رکھی ہوئی لوہے کی پیٹی کو کھولا۔ اور وہ تین کی صف و تجی نکالی جس میں ہنگیل کا سونا اور نوٹ موجود رہتے تھے۔ اُس کا ڈھکنا توڑ کر بدمعاش نے تمام سکے نوٹ اور کاغذات اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔ اور پھر اُسی طرح تاریکی میں راستہ ٹٹولتا عقبی دروازہ کی راہ سے باہر نکل گیا۔ جسے اُس نے باہر جا کر احتیاط کے ساتھ بند کر دیا۔

اگلے دن صبح کو ساڑھے سات بجے ہنگیل کی ہمسائی مسز ڈابرٹ نے اُس کے مکان پر دستک دی۔ اور جب پانچ منٹ تک اندر سے کسی نے جواب دیا۔ تو وہ بہت حیران ہوئی۔

اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "آج وہ غیر معمولی سویا ہے۔ خیر میں تھوڑی دیر

بھی ... تک پہنچ کر ... کی تو ... دیکھ کر وہ اپنے مکان کی طرف چلی گئی۔

لیکن دروازہ نہ کھلنے کے باعث اُس کے دل میں ایک مبہم سا خوف ضرور پیدا ہو گیا تھا۔ جسے باوجود بڑی کوشش کے وہ رفع نہ کر سکی۔ اُس کی طبیعت پر افسردگی طاری تھی۔ اور اُس کی حالت اس قسم کی تھی جس کے متعلق وہی لوگ کہا کرتے ہیں کہ وہ کسی نقصان عظیم کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ اُس نے رات کے وقت کسی قسم کا خواب دیکھا تھا۔ اُس کے شبہ کی کوئی اور معقول وجہ بھی نہ تھی۔ جو احساس اُس کے دل میں پیدا ہوا۔ وہ کسی نامعلوم اور ناقابل بیان سبب سے تعلق رکھتا تھا۔ گذشتہ پانچ چھ سال کے عرصہ میں جب سے وہ مسٹر پیبول کی خدمت کرتی تھی۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ وہ صبح کو اس کے مکان پر دستک دینے گئی۔ اور اُس نے بخیل کو بیدار اور لباس پہنے ہوئے تیار نہ دیکھا۔

تھوڑی دیر تک اپنے گھر کا کام دھندہ کرنے کے بعد مسز ڈائر نے جس کا اضطراب اب تک ترقی پر تھا۔ پھر بخیل کے دروازہ پر دستک دی۔

مگر اب بھی اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ مکان کے اندر بالکل خاموشی رہی۔

اب بیوہ عورت کو اور زیادہ خوف محسوس ہونے لگا۔ اپنے مکان پر واپس آکر اُس نے ان عورتوں کو جو اس کے ہاں کرایہ دار تھیں۔ بتایا۔ کہ میں نے مسٹر پیبول کو جگانے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ اب تک بیدار نہیں ہوا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی غیر معمولی حادثہ پیش نہ آیا ہو۔ اس پر وہ تینوں عورتیں جو اُس کے مکان میں رہتی تھیں۔ اور جن سے اُس نے یہ ذکر کیا تھا۔ اُس کے ساتھ بخیل کے مکان کی طرف روانہ ہوئیں اور چونکہ اب تک مکان میں کامل سناٹا تھا۔ اس لئے وہ اس نیت سے عقبی دروازہ کی طرف گئیں۔ کہ وہاں سے کھڑکیوں کے بند دروازوں کے راستہ جن کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اُن میں دل کی شکل کے کئی سوراخ بنے ہوئے تھے۔ اندر کی طرف دیکھیں۔ لیکن مسز ڈائر نے عقبی دروازہ کو ہاتھ لگایا۔ تو وہ اُسے کھلا دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئی۔ اس پر وہ باقی عورتوں کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئی۔ اور اب اُن کی توجہ جو شبہات کے باعث تیز تر ہو گئی تھی۔ اس حقیقت کی طرف مبذول ہوئی۔ کہ دروازہ کا ایک حصہ باہر سے ایسے طریق پر کٹا ہوا ہے۔ کہ اُسے بآسانی کھولا جا سکتا ہے۔ چار و

عورتیں یہ نظارہ دیکھ کر بہت مضطرب ہو گئیں۔ مگر جب انہیں قفل کھلا ہوا اور لوہے کا ایک چھوٹا سا کھڑا اندر پڑا ہوا نظر آیا۔ جو اس بات کی یقینی علامت تھا۔ کہ قفل کو کسی غیر شخص نے توڑا ہے تو ان کا خوف پہلے سے زیادہ ہو گیا۔

اگر اس وقت ان عورتوں میں سے کوئی آگے قدم بڑھانے میں تامل کرتی تو باقی سب یقیناً پیچھے ہٹ جانے کو تیار تھیں۔ مگر ایک دوسرے سے حوصلہ پکڑ کر وہ سب خاموشی کی حالت میں سہمی اور ایک دوسرے سے لگی ہوئی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی نشستگاہ کی طرف بڑھیں۔

اس کمرہ کا دروازہ بند تھا اور جس وقت ایک عورت نے اُسے پورے طور پر کھولنے کی کوشش کی۔ تو وہ کسی ایسی چیز کی رکاوٹ کے باعث کھل نہ سکا۔ جو بظاہر نہ میز، کرسی اور نہ لکڑی کی بنی ہوئی کوئی اور شے تھی۔

بہرحال وہ آہستگی سے اندر داخل ہوئیں۔ مگر اندر قدم رکھتے ہی ان کی زبان جواب دے بیٹھی۔ انتہائے خوف سے کھل گئی۔ یکایک ان کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں کیونکہ اس روشنی میں جو بند کھڑکیوں کے اندر سے چھن کر کمرہ میں داخل ہو رہی تھی۔ انہیں اپنے سامنے مقتول نخیل کی خون آلودہ لاش اور اس کا بگڑا ہوا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔

وہ چند منٹ تک اس ہیبت ناک نظارہ کو دیکھتی رہیں۔ ایک دوسرے سے لگی ہوئی رعشہ بر اندام وہ سب خوف اور اضطراب کی حالت میں اس شخص کی لاش کی طرف دیکھ رہی تھیں جسے کل انہوں نے جیتا جاگتا اور صحت مند دیکھا تھا۔ آخرکار سب سے پہلے وہ عورت جو دروازہ سے قریب تر تھی سنبھلی۔ ایک اور چیخ مار کر وہ تیزی سے ڈرتی ہوئی کمرہ سے باہر نکل گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے وہ عورتیں بھی جو ساتھ تھیں دوڑنے لگیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ڈرتی ہیں کہیں مقتول کی لاش ہاتھ بڑھا کر سب سے پچھلی عورت کا کپڑا نہ پکڑ لے۔

افسوس! فانی انسان کی بے جان اور بے حرکت لاش اس کے ہم جنسوں میں کتنا خوف پیدا کر دیتی ہے۔ انصاف یہ ہے کہ ایسا خوف صرف کمزور اور نازک ہستیوں تک محدود نہیں۔ وہ بہادر بھی جو تیز سنگینوں کے وار کا بے ہراس مقابلہ کر سکتا ہے۔

وہ تنہیں ہندوستان کے لق ودق جنگلوں میں درندوں کا شکار کرتے وقت بھی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ اپنے ہم جنس کی لاش کے قریب ایک لمحے کے لیے ٹھیرنا گوارا نہیں کر سکتے۔

بجنبل پرسیول کے قتل کی وحشتناک خبر جلد ہی سارے ہمسایہ میں مشہور ہو گئی۔ اور جیسا کہ قاعدہ ہے۔ پولیس بھی موقع پر آموجود ہوئی۔

لاش دیکھنے میں نہایت خوفناک تھی۔ صورت اتنی بگڑ گئی تھی کہ پہچانی نہ جاتی تھی۔ اور سر میں کئی مقامات پر زخم تھے۔ لاش کے قریب ایک ہتھوڑا پڑا تھا۔ اور چونکہ وہ خون آلود تھا۔ اور مقتول کے سر کے چند بال خون کی وجہ سے اُس کے ساتھ چپکے ہوئے تھے اس لیے یہ جاننا ذرا بھی مشکل نہ تھا۔ کہ قاتل نے اسی کی مدد سے وار کیا۔ قریب ہی فرش پر بجھی ہوئی شمع پائی گئی۔ کتابیں اور آہنی پیٹی کھلی تھی۔ اور ہمین کا بکس بالکل خالی ایک طرف پڑا ہوا تھا۔

بیوہ عورت یا اُس کی کرایہ دار عورتوں کے خلاف کسی کو ذرا سا شبہ بھی نہ ہو سکتا تھا تاہم انسپکٹر پولیس نے اس نیت سے اُن سے سوالات پوچھے۔ کہ شاید اس پُراسرار اور خوفناک معاملہ پر کچھ روشنی پڑ سکے۔

مسز ڈوائر نے بیان دیا کہ مجھے رات کے وقت کوئی ہنگامہ سنائی نہیں دیا۔ اور یہی بات اُس کی کرایہ دار عورتوں نے بیان کی۔

بیوہ عورت نے کہا "میں پہلی رات اپنی ایک سہیلی کے ہاں گئی ہوئی تھی۔ اسی کے ہاں میں نے کھانا کھایا۔ میں تقریباً ساڑھے گیارہ بجے مکان پر واپس آئی۔ اُس وقت مسٹر پرسیول اپنے مکان کے باہر چند ملاقاتیوں کو رخصت کر رہا تھا۔۔۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ وہ دو عورتیں تھیں۔ ایک بظاہر جوان اگرچہ میں نے اس کی صورت غور سے نہیں دیکھی کیونکہ وہ پھاٹک کے قریب کھڑی تھی"

"اور دوسری عورت؟" انسپکٹر پولیس نے پوچھا۔

بیوہ نے جواب دیا "وہ بوڑھی اور نہایت بدنما تھی۔ میں نے اُس کا چہرہ اُس شمع کی روشنی میں جو مسٹر پرسیول کے ہاتھ میں تھی غور سے دیکھا۔ اور اُس وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ میں نے اتنا بدنما اور بدوضع چہرہ آج تک کبھی نہیں دیکھا۔ اُس عورت کی نگاہیں ایسی

[illegible] گئی تھی "

ناممکن تھا [illegible] کے ساتھ کوئی عورت [illegible]

شہر میں [illegible] دونوں [illegible] عورت [illegible]

[illegible] ہم کو علی الصبح [illegible]

مکان کا دروازہ [illegible] تو مسٹر [illegible] کے مکان کا دروازہ [illegible]

[illegible] اس وقت تک میں نے اس [illegible]

انسپکٹر پولیس [illegible] ضروری ہے کہ ان دونوں [illegible] کا سراغ چلایا جائے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ آخری ملاقاتی تھے جن سے مقتول کی اپنی زندگی میں ملاقات ہوئی۔

اس پر [illegible] اس بڑھی عورت کا حلیہ اس قدر تفصیل کے ساتھ جو اس کیلئے ممکن تھا۔ بیان کیا۔ انسپکٹر پولیس نے اپنے دو ماتحتوں کو مکان کی نگرانی پر مامور کیا۔ اور خود اس خوفناک واقعہ کی خبر افسر مرگ تک پہنچانے چلا۔

باب ۱۴ قصر ابلنگھم میں ایک نظارہ

جس وقت پیٹر تولی میں چیپل ساہوکر کے قتل کا واقعہ زیر تحقیقات تھا۔ ایک اور ڈرامہ نما سوزل آف ابلنگھم کے مکان واقع پال مال میں ظہور میں آرہا تھا۔

چارلس بیسٹ قریباً ساری رات بے چین رہ کر علی الصباح بیدار ہوا۔ وہ منہ ہاتھ دھو کر بادل ناخواستہ اس سوال پر غور کر رہا تھا۔ کہ صبح دسترخوان پر مجھے کس قسم کا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور اس کا باپ اندر داخل ہوا۔

کل صبح سے لیکر جب چارلس کا اپنے والدین کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ اب تک ان کی دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ دن بھر گھر سے دور دور رہا۔ اور نہ شام کو اور نہ رات کے وقت دسترخوان پر دکھائی دیا۔ ان حالات میں وہ اس نئی ملاقات کے لئے سراپا ناتیار تھا کیونکہ اس نے مستقبل کی نسبت ابھی تک کوئی خاص طرز عمل نہیں سوچا تھا۔

مسٹر بیسٹ نے بیٹے کے قریب پہنچ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہنے لگا۔ "میرے

عزیز کی ماں کی ... [illegible] کی شخصیت میں ... [illegible]

اس بات ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنی نگاہ ... [illegible]

تم صرف چند منٹ ... [illegible]

اس سے پہلے ... اپنے والدین سے ... [illegible]

کس درجہ محبت ہے۔ اور اگرچہ ... [illegible]

فرزندی ... [illegible]

... تمہاری غلطیاں معاف کر سکتے ہیں ... [illegible]

چارلس کہنے لگا ”آپ میرے طرزِ عمل کو ... [illegible] ذمہ داری ... [illegible]

قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا سب سے پہلے آپ ہی نے ... [illegible]

آزردہ ... کیا؟ اگر ... کے جواب میں میں نے ... [illegible] والدین ...

خلافِ فطرت سلوک کرتے رہے ہیں ...“

”پہلے یہ بتاؤ تم ان اسرار کے کیوں اس قدر پیچھے پڑے ہو جنہیں معقول و مناسب وجوہ کی بنا پر تمہارے والدین نے پوشیدہ رکھا؟“ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا ”جہاں تک میرا خیال ہے۔ خلافِ فطرت سلوک کی تم جو شکایت کرتے ہو اس کا تعلق محض اس بات سے ہے کہ ہم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ تم سردست اپنے آپ کو ہمارا ہمشیرزادہ ہی ظاہر کیا کرو ...“

چارلس نے کہا ”آپ نے مجھے اس بات کا یقین دلایا تھا کہ میں جائز اولاد ہوں اور میری ولادت پر کسی طرح کا داغِ ندامت نہیں۔ اس صورت میں کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتے؟ غور کیجئے۔ آپ مجھ سے ان فرائض کی تو امید رکھتے ہیں جن کا رشتۂ فرزندی سے تعلق ہے لیکن مجھے اپنا بیٹا تسلیم کرتے ہوئے آپ کو اب تک عار ہے۔ پھر میں یہ بھی آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ مجھے آپ کا بیٹا ہونے کا علم محض اتفاقیہ طور پر ہوا تھا، ورنہ شاید میں اب تک اس سے بے خبر ہی رہتا۔“

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے زیادہ سنجیدہ اور موثر لہجہ اختیار کر کے کہا ”چارلس جو کچھ بھی ہو۔ آخر

اس معاملہ کا اس اقرار شادی سے کیا تعلق ہے جو تم نے لیڈی فرانسس الینگھم سے کیا
تھا؟ تمہارے ہمارے درمیان جس بات پر یہاں تک نوبت پہنچی۔ وہ یہی تھی کیا میں سمجھوں کہ میرا بیٹا
ایک ایسی شادی سے بچنے کی خاطر جو اس کے لئے ہر طرح موجب عزت ہے۔ اپنے والدین سے
گستاخانہ سلوک کا کوئی بہانہ تلاش کر رہا ہے؟.. کیا میں اس سے یہ نتیجہ اخذ کروں کہ تم
ہماری اس دلی آرزو کو پورا کرنے اور اس بارہ میں ہماری مرضی کے خلاف چلنے کے لئے اور
اور حیلوں کی فکر کر رہے ہو؟"

"نہیں بالکل نہیں" نوجوان نے جس کے دل کو ان شبہات سے سخت صدمہ پہنچا تھا
جواب دیا۔ "سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے لیڈی فرانسس بلنگھم کے ساتھ اس سے زیادہ
محبت نہیں جتنی ایک بھائی کو بہن سے ہو سکتی ہے۔۔۔"

"کیوں؟" مسٹر ہیث فیلڈ نے قطع کلام کر کے اپنی آنکھیں چارلس کے چہرہ پر گاڑ دیتے
ہوئے کہا "کیا اس لئے کہ تم نے کوئی ایسا تعلق پیدا کر لیا ہے۔ جسے تم خود باعث ندامت
سمجھتے ہو؟"

"آہ!" چارلس نے چونک کر کہا "کیا میں یہ سمجھوں کہ میرے والد نے میری حرکات
پر جاسوسی کی ہے؟"

بیٹے کی زبانی یہ گستاخانہ الفاظ سنکر مسٹر ہیث فیلڈ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ
ہو گیا۔ مگر بڑی کوشش سے اپنے جذبات پر قابو پا کر وہ بولا "چارلس پہلے میری بات سن
لو اس کے بعد فیصلہ کرنا کہ میری نسبت کوئی بری رائے قائم کرنا کہاں تک درست ہے
کل صبح تم نے میرے اور اپنی ماں کے ساتھ جو برتاؤ کیا وہ اتنا عجیب بعید از فہم اور رنجیدہ
تھا۔ کہ اگر میں نے معاملہ کی تہ تک پہنچنے کے لئے تمہارا راز معلوم کرنے کی کوشش کی تو
مجھے اس کے لئے قصوروار نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب میں نے دیکھا کہ تم دن بھر گھر سے غیر حاضر
رہے۔ شام کو چپکے سے واپس آئے۔ ذرا دیر کے لئے اپنے کمرہ میں گئے۔ اور گھر کے آدمیوں
سے منہ چھپا کر چپ چاپ باہر نکل گئے۔ تو میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ایسے حالات میں میں نے
تمہارے پیچھے جانا ضروری سمجھا۔۔۔"

"میرے پیچھے! تو کیا آپ سچ مچ میرے پیچھے گئے تھے؟" چارلس نے گلوگیر آواز
میں پوچھا۔

"وہاں میں مسٹر ہیٹ تک تنہا رسائی پا گیا تھا۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ایسے لہجہ میں جو استقلال سے کہا جس سے وہ اپنے بیٹے کو مرعوب کرنے کی امید رکھتے تھے "مجھے دریافت سے معلوم ہوا کہ جس مکان میں تم داخل ہوئے تھے اس میں ایک نہایت خوبصورت عورت رہتی ہے۔ مگر چارلس میں ایک شریف آدمی کی حیثیت میں عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس سے زیادہ کوئی بات دریافت نہیں کی کیونکہ میں اپنے بیٹے کے عشق و محبت کی داستانوں سے خبردار ہونا ضروری نہیں سمجھتا۔ دنیا میں ایسا شخص کون ہے جس نے عہد شباب میں ایسی باتیں نہیں کیں۔ میں تحقیقات کرنا چاہتا تھا۔ وہ محض یہ تھی کہ تم نے بالکل صحیح شریف خاتون سے شادی کا اقرار پورا کر لیا ہے اور کیا تمہاری اس کی تہ میں عشق و محبت ہی کی لگن تھی یا کوئی اور بات تھی۔"

اب چارلس ہیٹ فیلڈ کو بہت جوش آ گیا۔ اور وہ بمشکل اس غصہ و تلخ کلامی کو روک سکا جس سے اگر وہ باز نہ رہتا تو یقیناً اسی وقت اپنے خاندان کے متعلق سارے چالاکیوں کا اظہار کر دیتا لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے خوش قسمتی سے اس نے اپنے جذبات کو فرو کرنے میں کامیابی حاصل کی اور ضبط کر کے بولا "ابا جان جو کچھ آپ نے کہا۔ اسے میں پوری توجہ۔ اگرچہ کسی قدر بے صبری کے ساتھ سنتا رہا ہوں مگر صبح آپ نے مجھے ملامت کی۔ برا بھلا کہا۔ اور عاق کرنے کی دھمکی دی۔ پھر شام کو آپ جاسوس بن کر میری حرکات و سکنات کی نگرانی کرتے رہے۔۔"

"مگر یہ میرا فرض تھا" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے قطع کلام کر کے کہا "اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ناگوار فرض تھا" یہ کہتے ہوئے وہ اپنے بیٹے کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر مضطرب ہو گیا۔

"فرض!" چارلس نے اب اس جوش میں بھر کر کہا جو غیر معمولی سکون کے بعد یکایک ظاہر ہو کر اور زیادہ تیز صورت اختیار کر لیتا ہے "اور کیوں صاحب باقی معاملات کے متعلق آپ نے کیوں اپنا فرض ادا نہ کیا؟ واہ! اچھی فرض شناسی ہے! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ باپ کے فرائض بیٹے کی حرکات کی جاسوسی کے علاوہ کچھ اور بھی ہوتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اس کا اصلی نام دیا جائے۔ اسے اس کے جائز حقوق اور اس کی مجلسی حیثیت سے محروم نہ رکھا جائے۔ جو اس کی وراثت ہے۔ آپ نے مجھے مال و دولت سے عاق کر دینے کی دھمکی

دی تھی مگر آپ نہیں جانتے کہ یہ دھمکی کتنی بے سود اور مضحکہ خیز ہے۔ یوں تو اب تک ہی آپ کا سلوک میرے ساتھ کچھ کم شرارت آمیز نہیں رہا۔ مگر اس دھمکی نے اسے اور زیادہ کر دیا ہے آپ پر واضح رہے کہ میں اب بچہ نہیں ہوں۔ کہ آپ مجھے انگلی سے پکڑ کر ساتھ ساتھ لئے پھریں۔ میں ایسا بیوقوف جذبات پست بھی نہیں ہوں۔ کہ کسی کے پاس خاطر سے اپنے بہترین اغراض ومقاصد کا نقصان گوارا کروں۔ اور اپنے حقوق سے دستکش ہو جاؤں آپ نے بہت مدت میرے خلاف رازداری برتی۔ ۔ ۔ بہت مدت آپ نے میرے ساتھ خلاف فطرت ظالمانہ سلوک کیا حتی کہ وہ ناقابل برداشت ہو گیا۔ اور اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ آپ اس امید پر کہ میں سابق کی طرح نرم مزاج مطیع اور آپ کے اشارہ پر چلنے والا غلام بنا رہوں گا۔ نیز یہ سوچ کر کہ مجھ میں نہ حوصلہ ہے نہ دلیری۔ اور نہ عام انسانی احساس مجھ پر جبر کی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ آپ کی سخت غلطی ہے مجھے افسوس ہے کہ یہ تمام باتیں آپ کے روبرو کھلے لفظوں میں بیان کرنی پڑیں۔ مگر اس کے لئے قصوروار سراسر آپ ہیں۔ کیونکہ میں ہرگز اس قسم کا رنجدہ نظارہ پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ۔ ۔"

اتنا کہہ کر اور قبل اس کے کہ اس کا باپ اس حالت استعجاب سے سنبھلتا۔ جو ان غیر معمولی الفاظ نے پیدا کر دی تھی۔ ۔ ۔ قبل اس کے کہ وہ اپنے بیٹے کو روکنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا۔ چارلس نے ٹوپی اٹھائی۔ اور تیزی سے چلتا ہوا کمرہ سے باہر نکل گیا۔

اس کے لمحہ بھر بعد مکان کا صدر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ کسی مخبوط الحواس شخص کی طرح تیز چلتا ہوا اسٹنگ سٹریٹ میں پہنچا۔

مگر ہم اس کے پیچھے جانے کی بجائے یہ دیکھنے کے لئے رک جاتے ہیں کہ اس واقعہ کا اس کے باپ کے دل پر کیا اثر ہوا۔

جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا ہے۔ مسٹر ہیث فیلڈ اتنا متعجب اور متحیر ہو گیا تھا۔ کہ بیٹے کی بدسلوکی نے دل سے رنج وکرب کا احساس ہی مٹا دیا۔ چارلس نے جوش میں بھر کر جو الفاظ کہے تھے۔ ان کا مطلب وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھ سکا کہ اس کی خواہش یہ ہے کہ مجھے ایک بیٹے کی حیثیت میں تسلیم کیا جائے۔ یہ بات مسٹر ہیث فیلڈ کے ذہن میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں آئی۔ ۔ ۔ اور عملی طور پر آ بھی کیونکر سکتی تھی۔ ۔ ۔ کہ چارلس کو سنین ماضیہ کے سارے حالات کا علم ہو چکا ہے۔ اور اس نے ان حالات سے یہ

غلط اور ھلاک نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ میں ارل آف انگلیسم کے لقب اور وسیع جائداد کا وارث ہوں۔ پس اُس نے اپنے بیٹے کے طرزِ عمل کو اُس شخص کے طرزِ عمل کی روشنی میں ہی دیکھا۔ جس نے کوئی بے جا تعلق قائم کر لیا ہو۔ اور وہ اُس کی نامناسبت کو محسوس کرتا ہوا اپنی شرمساری چھپانے کی غرض سے باپ کے ملامت آمیز الفاظ کا جواب تلخ کامی سے دے۔ اور مجبوری کی حالت میں باپ کے اعتراضات کا جواب دینے کی خاطر کسی حقیر سے بہانہ کو بھی غیر معمولی اہمیت دینے لگے۔

دیر تک مسٹر ہیٹ فیلڈ کو بیٹے کے طرزِ عمل پر تعجب رہا۔ اور جب یہ تعجب رفع ہوا۔ تو اب اس کی بجائے رنج و تکلیف نمودار ہوئے۔ وہ سخت پریشان تھا۔ اور نہیں جانتا تھا۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ چارلس کی عمر اب اتنی ہو چکی تھی۔ کہ اگر اور حالات مانع نہ بھی ہوتے تو وہ اُس پر کوئی قانونی یا اخلاقی پابندی عاید نہ کر سکتا تھا۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ اپنے دل میں محسوس کرتا تھا۔ کہ اگر میں نے اُس تعلق میں جو چارلس نے پیدا کر رکھا ہے کسی طرح کی مزاحمت کی تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ کہ اس سے اس بیوقوف جوان کی ضد اور بڑھ جائے گی۔

مگر دوسری طرف یہ بھی غیر ممکن تھا۔ کہ وہ جوان کو جھگڑے تباہی کے غار میں گرنے دیتا اس کے علاوہ وہ چونکہ وہ لیڈی فرانسس انگلیسم کے ساتھ شادی کا پختہ اقرار کر چکا تھا۔ اس لئے اُس کے والدین کو یہ بتانا ضروری تھا۔ کہ اب اُس شادی میں کوئی روک پیدا ہو گئی ہے۔

ان حالات کو سوچتے ہوئے مسٹر ہیٹ فیلڈ کو اس بات پر سخت افسوس ہوا کہ کیوں میں نے آرتھر کے کہنے سے اٹلی چھوڑ کر انگلستان آنا منظور کیا۔ درحقیقت وہ ارل کے انتہائی اصرار پر ہی انگلستان میں آنے کے لئے آمادہ ہوا تھا۔ اور وہ بھی اس وقت جب اُسے یقین دلایا گیا۔ کہ اس میں کوئی بات معیوب نہیں۔

طرح طرح کے خیالات سے پریشان مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اب ارل سے ملاقات کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ وہ لائبریری میں پہنچا۔ اور وہاں سے ایک آدمی کے ہاتھ ارل کے نام رقعہ بھیجا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو مجھ سے ملئے صبح کا دسترخوان بچھنے میں ابھی نصف گھنٹہ باقی تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ اس عرصہ میں ارل سے ملاقات ہو جائے

محفوظ رکھا جائے "!

"بالکل درست ہے" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ پھر جلدی ہی وہ سخت پریشان ہو کر کہنے لگا "الٰہی اگر مجھے اپنے گناہوں کی سزا بیٹے کے ذریعہ ہی ملنی ہے تو زندگی یقیناً ناقابل برداشت ہو جائیگی۔ اس سے بہتر یہ ہوگا۔ کہ میں چارلس کو سارے حالات اپنی زبان سے بتا دوں۔ میں اُس سے کہہ دوں کہ میری حقیقت کیا ہے؟ میں اپنی ساری سرگذشت اُس کے روبرو بیان کر دوں۔ پھر اُس سے رحم کا طالب ہو کر کہوں۔ کہ اگر مجھ پر نہیں تو اپنی ماں پر جو سراسر بے قصور ہے رحم کرو"

"نہیں نا۔ بس نہیں" ارل نے جواب دیا "میں نہیں چاہتا۔ تم اس قسم کی روش اختیار کرو۔ بالفرض تمہارے بیٹے کو سردست اس معاملہ کی نسبت کچھ معلوم نہ ہو پھر اُس کے سامنے سارے حالات بیان کرنا سراسر دیوانگی ہوگا"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا "میں سخت پریشان ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ اے کاش مجھے اس بات کا یقین ہوتا۔ کہ اُس کے دل میں زمانہ گذشتہ کے متعلق کسی قسم کا شبہ پیدا نہیں ہوا۔ یا اُسے کوئی بات ایسی معلوم نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے اُس کی نگاہوں میں میری اور اُس کی ماں کی عزت کم ہو گئی ہے"

"مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اُس نے تمہاری سابقہ زندگی کے پُر اسرار حالات معلوم کئے ہوں؟" ارل نے پوچھا "رہا یہ امر کہ اُسے تمہاری ولدیت اور ولادت کے متعلق کچھ حال معلوم ہوا۔ یہ میرے نزدیک سراسر غیر ممکن ہے"

"بے شک" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا "کیونکہ جن اہم کاغذات میں وہ راز قلمبند تھا۔ انہیں سالہا سال بیشتر میں نے تمہارے پاس بھیجدیا۔ اور لکھا تھا کہ تم انہیں تلف کر دو خدا کا شکر ہے کہ وہ کاغذات اب موجود نہیں"

"میرے عزیز بھائی" ارل آف النگھم نے مسٹر ہیٹ فیلڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا "میں تمہیں ایمانداری سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اُن کاغذات کو تلف نہیں کیا۔ میں نے اُن کو بحفاظت ایک پوشیدہ مقام پر جس کا راز صرف مجھی کو معلوم ہے رکھ چھوڑا ہے"

"مگر تم نے کیوں ان خطرناک کاغذات کو تلف نہ کیا۔ جو جلا نے لائق تھے؟" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ملامت آمیز لہجہ میں کہا۔

ارل آف الینگھم نے ایسے لہجہ میں جو اُس کے بلند، باعزت اور فیاضانہ جذبات سے تعلق رکھتا تھا۔ جواب دیا "بھلا میں اس قسم کی خود غرضانہ حرکت کا کیونکر مرتکب ہو سکتا تھا؟ عزیز بھائی جس وقت تک وہ کاغذات موجود ہیں۔ نہ معلوم تم کس وقت مجھ سے مخاطب ہو کر کہو کہ میں نے اپنے جائز حقوق و القاب سے دست برداری کا جو عہد کیا تھا۔ اب اسے واپس لینا چاہتا ہوں۔ اور مجھے ان کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا وقت آئے۔ کہ تم مجھ سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہو۔ تو میں فوراً وہ کاغذات پیش کر کے تمہارے دعاوی کی تصدیق کے لئے آمادہ ہوں۔ کیونکہ ان القاب و حقوق امارت کے جائز مالک تمہیں ہو"

"آرتھر تم مجھ سے زیادہ فیاض ہو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا "اتنے کہ میں تمہاری فیاضی کو بھی نقص تصور کرنے لگا ہوں۔ تم جانتے ہو یا کم از کم میں اپنی زبان سے ہزار بار یقین دلا چکا ہوں۔ کہ میں ایک شریف لقب کو اپنے نام سے منسوب کر کے اسے ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اے رحیم خدا کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ میں اُس تاج امارت کو جو تمہاری پیشانی پر زیب دیتا ہے۔ اپنی پیشانی پر رکھوں۔ میں جو ایک زانی ہوں۔۔۔"

"خاموش تامس خاموش" ارل نے قطع کلام کر کے کہا "یہ جوش بے سود ہے۔ میں نے جس نیت سے اُن کاغذات کو سنبھالے رکھا۔ وہ بہر حال بری نہیں۔ اور اب اگر تم بھی انہیں اپنے قبضہ میں لینا چاہو۔۔۔"

"ہاں۔ ہاں آرتھر تم انہیں میرے حوالہ کر دو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ کیونکہ وہ انہیں فوراً آگ کی نذر کر دینا چاہتا تھا۔

امیر موصوف کہنے لگا "بھائی وہ کاغذات تمہارے ہیں۔ اور تم جس وقت چاہو لے سکتے ہو۔ مگر دیکھو میں پھر منت کرتا ہوں کسی قسم کی جلد بازی نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو بعد کو پشیمان ہونا پڑے"

"آرتھر تم اس کی فکر نہ کرو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جواب دیا "تم وہ کاغذات میرے حوالہ کر دو۔ وقت کم ہے۔ ذرا دیر میں خواتین صبح کے کھانے کی میز پر جمع ہونے لگیں گی اور۔۔۔"

"بہتر ہے" ارل نے کہا۔ اور اُس الماری کے قریب جا کر جس میں پوشیدہ رخنہ بنا ہوا تھا وہ کہنے لگا "میں سال میں ایک بار ان کاغذات کو نکال کر دیکھتا۔ اور اس بات کا اطمینان کرتا رہا ہوں۔ کہ وہ ہر طرح محفوظ ہیں۔ ایسے موقعوں پر میں اُن کی گرد جھاڑ کر انہیں پھر اُسی

مقام پر رکھ دیا تھا۔"

یہ کہتے ہوئے ارل نے الماری سے ان کاغذوں کو نکالنا شروع کیا۔ جو اس پوشیدہ خانے کے آگے رکھی ہوئی تھیں۔ مسٹر ہیسٹ فیلڈ ایک ایک کتاب اس کے ہاتھ سے لے کر میز پر رکھتا جاتا تھا۔ اسی دوران میں اس کی نگاہ یک بیک ایک کتاب کے نام کی طرف اٹھ گئی جس پر لکھا تھا "اپول بسٹر ۱۸۴۳ء"

کتاب کے نام اور اس سنہ کو دیکھ کر وہ ان واقعات سے تعلق رکھتا تھا جو اس کی زندگی کے بدترین حصے میں پیش آئے تھے۔ جارس ہیسٹ فیلڈ کے دل میں سیکڑوں قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے۔ اس نے عجیب بے چینی کی حالت میں اس کتاب کو جسے اس نے سرسری طور پر اٹھا لیا تھا۔ کھولا۔ اور فوراً ہی اس کے منہ سے خوف کا نعرہ نکلا۔ کیونکہ سب سے پہلے کتاب سے جو ورق کھلا اس میں لات ہیوس سنگلیٹن کے جزیرہ میں پھانسی پر لٹکائے جانے کا واقعہ درج تھا۔ اس کے ساتھ ہی ارل آف ابنگھم کے منہ سے بھی حیرت اور خوف کا کلمہ بلند ہوا۔

"اوہ! کیا یہ محض ایک اتفاقی امر ہے۔ یا خدائی تنبیہ؟" مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے چونک کر کہا۔

آخر ارل آف ابنگھم چلا کر بولا "الٰہی! وہ کاغذات کہاں گئے؟"

بدنصیب باپ جو اپنے ہی خیالات میں محو تھا۔ کہنے لگا "کیا میں اسے اس بات کی تنبیہ سمجھوں کہ میرے بیٹے نے اس کتاب کو دیکھ لیا ہے۔۔"

دوسری طرف ارل نے جو عموماً بہت کم جوش کا اظہار کرتا تھا زور سے فرش زمین پر پاؤں مار کر کہا "ضرور یہ کسی بدمعاش کا کام ہے!"

معاً دونوں بھائیوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ملیں۔ دونوں سے فکر و پریشانی کا اظہار ہوتا تھا۔

"وہ کاغذات گم ہیں" ارل نے مایوسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"گم!" مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے اس طرح بے چین ہو کر کہا۔ گویا اسے یکایک بھاری صدمہ پہنچا ہو۔ پھر وہ رک رک کر کہنے لگا "اور یہ کتاب ۔۔۔ یہ کتاب ہی اسی رخنہ کے قریب تھی جس نے ان کاغذات کو اٹھایا۔۔ جس نے یقیناً اس کتاب میں اس خوفناک کیفیت

کو بھی پڑھا ہوگا؟"

وہ اس سے زیادہ نہ کہہ سکا۔ اور حالت اضطراب میں قریب تر کرسی پر بیٹھ گیا۔

ارل نے کھلی ہوئی کتاب کے اس صفحہ کی طرف دیکھا جس کا مسٹر ہیٹ فیلڈ نے انتخاب کیا تھا۔ اور جب اس میں لکھی ہوئی عبارت پڑھی۔ تو اسے معلوم ہوگیا کہ مسٹر ہیٹ فیلڈ کے اضطراب اور پریشانی کا موجب کیا ہے۔

آخر گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا "ضرور ضرور کسی نے اس کتاب کو حال میں پڑھا ہے۔ دیکھو اس کے صفحوں کے کنارے مڑے ہوئے ہیں۔ الٰہی یہ کیا اسرار ہے"

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جس قابل یادگار رات کو چارلس ہیٹ فیلڈ نے اس کتاب کو پڑھا تھا۔ تو اس نے غصہ اور الم کی حالت میں اس کتاب کو جس سے اسے عجیب اور حیرت خیز انکشافات ہوئے تھے۔ دور پھینک دیا تھا۔ ایسا کرنے سے کتاب کے کنارے اور جلد کی نوکیں چھل گئی تھیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ کسی نے حال میں اس کتاب کو چھیڑا اور الٹ پلٹ کیا ہے۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اس کتاب کو کسی نے حال میں پڑھا ہے۔ اور گمان یہ ہے کہ ان کاغذات کو بھی حال میں ہی چرایا گیا ہے"

"بیشک" ارل نے تسلیم کیا "کیونکہ ابھی ایک ماہ کا عرصہ نہیں گذرا۔ جب میں نے اس خنجر کو غور سے دیکھا۔ اور ان کاغذات کو محفوظ پایا تھا"

مسٹر ہیٹ فیلڈ بڑے جوش کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور کہنے لگا "آخر وہ کون تھا جس نے یہ حرکت کی؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چارلس نے ہی یہ تمام پراسرار کارروائی کی ہو؟ کیا اس نے عمداً میری سابقہ زندگی کے حالات کا کھوج نکالا؟ یا کیا اتفاقیہ طور پر وہ کاغذات ... وہ ہولناک کاغذات اس کے ہاتھ آگئے؟"

ارل کہنے لگا "ضرور یہ اسی کا کام ہے۔ کیونکہ ابھی تم نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ وہ جاتے وقت اس قسم کے کلمات کہہ رہا تھا۔ کہ مجھے غیر منصفانہ طریق پر میرے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ میرے والدین نے میری ولادت کا راز پوشیدہ رکھنے کے معاملہ میں خلاف فطرت کارروائی کی ہے" پھر اس نے آواز دبا کر زیادہ موثر لہجہ میں کہا "ٹامس ... پیارے ٹامس میں سارے حالات سمجھ گیا۔ تمہارے بیٹے نے تمہارے

ابتدائی حالات زندگی معلوم کرلئے ہیں۔ وہ جان چکا ہے کہ تم ان اعزاز و القاب کے صحیح مالک ہو جو مجھے حاصل ہیں۔ اور اس اقرار سے جو تم نے اپنی بیوی کے احترام کی خاطر اس سے اس بارہ میں کیا تھا۔ کہ وہ تمہارا جائز بیٹا ہے۔ سادہ لوح اور گمراہ چارلس نے یہ سمجھنا شروع کردیا ہے۔ کہ ارل کے لقب اور جائداد کا اصلی وارث میں ہوں"

مسٹر ہیٹ فیلڈ جس کے دل کو تکلیف دہ اندیشوں اور پریشان کن خیالات سے سخت صدمہ پہنچا تھا۔ کہنے لگا "آرتھر تم نے بالکل درست کہا۔ افسوس! اس مہلک غلط فہمی سے میرے بدنصیب بیٹے کو، خود تمہیں اور مجھ کو غرض یہ کہ ہم میں سے ہر ایک کو کتنی خوفناک مشکلات اور پُرپیچ پیچیدگیوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا"

لارڈ ڈالنگھم نے کہا "خیر ان باتوں میں وقت ضائع کرنا بے سود ہے۔ اب تم جلدی کرو کہ ہم اس گمراہ نوجوان کا وقت پر تعاقب کرسکیں"

عین اس وقت کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور کاپرنس ولیرز داخل ہوا۔ کیونکہ ارل نے یوم گذشتہ کو اسے ایک خاص کام کی خاطر اس وقت آنے کو کہا تھا۔

ولیرز نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی جان لیا کہ کوئی غیر معمولی اضطراب پیدا کرنے والا واقعہ پیش آیا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر وہ پیچھے ہٹنے کو تھا۔ کہ ارل نے اشارہ سے اس کو اپنی طرف بلا لیا۔ اور پھر اپنے سوتیلے بھائی سے مخاطب ہوکر دبی زبان سے کہنے لگا "میری رائے میں بہتر ہوگا۔ کہ ولیرز سے اس کام میں مدد لی جائے۔ وہ اس کام کو میری اور تمہاری نسبت زیادہ سکون کے ساتھ سرانجام دے سکے گا۔ اور چونکہ اسے تمہارا راز پہلے سے معلوم ہے۔۔۔"

"ہاں اسے ایک حد تک" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے قطع کلام کرکے اسی طرح دبے لفظوں میں کہا "اسے اس سے زیادہ اور کچھ معلوم نہیں کہ مسٹر ہیٹ فیلڈ اور ٹامس رنیفورڈ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ اس سے زیادہ اسے ہمارے خاندانی اسرار کا مطلق علم نہیں اور نہ وہ چارلس کی ولدیت سے ہی باخبر ہے۔۔۔"

آرتھر قطع کلام کرکے کہنے لگا "مگر اسے ان باتوں سے خبردار کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ خیر تم اس معاملہ کو میرے ذمہ چھوڑ دو میں اسے خود طے کرلوں گا" پھر وہ کلیرنس کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا "مسٹر ولیرز تم بہت اچھے موقعہ پر آئے ہو۔ میں ایک ضروری

کام میں تم سے مدد لینا چاہتا ہوں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چارلس کا ایک نوجوان حسینہ کے ساتھ جو اپنی ماں کے پاس سفک سٹریٹ میں کسی جگہ رہتی ہے۔ بے جا تعلق پیدا ہو چکا ہے ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اس وقت وہیں ہے۔ اس لئے میرے دوست تم سیدھے وہاں جاؤ۔ چارلس سے مل کر یہ کہنا کہ ہمیں بعض باتیں جن کا تمہاری ذات سے گہرا تعلق ہے معلوم ہو چکی ہیں۔۔۔ غرض جس طرح بھی ہو سکے اُسے ان عورتوں کے چنگل سے چھڑا کر جو اُسے کسی گہری سازش کا شکار بنانا چاہتی ہیں۔ یہاں لے آؤ۔۔"

"نہیں آرتھر تم ایسا نہ کہو۔ ہمیں کسی کے متعلق رائے قائم کرنے میں جلد بازی کرنی چاہیئے" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا "اب تک مجھے کوئی بات اُن عورتوں کے چلن کیخلاف معلوم نہیں ہوئی۔ اس لئے ممکن ہے کہ چارلس کی اس جوان عورت سے پاک محبت ہو۔ ان حالات میں مسٹر ولیرز آپ کو لازم ہے کہ دور اندیشی سے کام لیں۔ اور ان دونوں خواتین یعنی ماں بیٹی سے ادب اور احترام کا سلوک کریں"

ارل کہنے لگا "یہ ٹھیک ہے مگر جس طرح بھی ممکن ہو چارلس کو وہاں سے واپس لانا تمہارا فرض ہے۔ سفک سٹریٹ کے جس مکان میں وہ دونوں رہتی ہیں اُس کا مفصل پتہ مسٹر ہیٹ فیلڈ تمہیں بتا دیں گے۔۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اُس مکان کا پتہ بتایا۔ جہاں وہ شب گذشتہ کو اپنے بیٹے کے پیچھے پیچھے گیا تھا۔ اور کہنے لگا "ان عورتوں کا نام فشر ہارڈنگ ہے۔ میں نے یہ بھی سنا تھا کہ بیٹی کا عجیب و غریب نام پرڈیٹا ہے۔۔"

"پرڈیٹا!" ولیرز نے چونک کر کہا "افسوس! اگر یہ درست ہے تو پھر چارلس ہیٹ فیلڈ کا خدا حافظ ہے!"

"الٰہی! یہ کیا اسرار ہے!" بدنصیب باپ نے کلیرنس ولیرز کی زبانی یہ خوفناک الفاظ سنکر جو اس کے لئے صدائے مرگ کی طرح روح فرسا ثابت ہوئے۔ حالت اضطراب میں کہا۔

کلیرنس ولیرز مسٹر ہیٹ فیلڈ کے لفظوں پر توجہ نہ دیتے ہوئے بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "وہ عورتیں۔۔۔ ماں بیٹی۔۔۔ اکٹھی رہتی ہیں۔۔۔ بیٹی کا نام پرڈیٹا ہے۔۔ بیشک وہی ہونگی۔۔۔ وہ میری اپنی ہی بدنصیب خالہ ہے جو حال میں جس ظالم

کی سزا پوری کر کے واپس آ رہی ہے ۔ ۔ ۔ اور اُس کے ساتھ اُس کی حسین اور عیاش بیٹی رہتی ہے ۔ ۔ ۔"

"کیا یہ عورت مسز سلنگسبی ہے جس نے کئی سال پیشتر ۔ ۔ ۔ تم سمجھ گئے ہو گے میں کیا کہنا چاہتا ہوں" مسٹر ہیث فیلڈ نے کیرنس کے بازو کو زور سے ہلاتے ہوئے کہا۔

"بیشک یہ وہی خطا وار عورت ہے" ولیرز نے جواب جوش کی حالت میں تھا کہا "مجھے اس کا سخت افسوس ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لیکر انگلستان واپس آئی ۔ ۔ ۔ اُسکی بیٹی بلحاظ حسن فرشتوں کے برابر لیکن اپنی گنہگار زندگی کے باعث شیطان سے بدتر ہے"

"خداوندا! تیری پناہ!" مسٹر ہیث فیلڈ نے بڑے اضطراب کی حالت میں کہا "مسٹر ولیرز جس طرح بھی ممکن ہو چارلس کو ان مجسم شیطان عورتوں کے چنگل سے بچانے کی کوشش کرو ۔ نہیں تو میں خود ۔ ۔ ۔"

اتنا کہہ کر وہ دروازہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ارل نے اُسے یہ کہتے ہوئے روک لیا۔ "نہیں! اس اس حالت اضطراب میں تمہارا جانا ٹھیک نہیں ۔ تم ولیرز ہی کو یہ کام کرنے دو"

مسٹر ہیث فیلڈ سخت پریشانی کی حالت میں کرسی پر پیچھے کی طرف جھک کر بیٹھ گیا۔ اور کیرنس اس کام کی سرانجام دہی کے لیے جو اُس کے سپرد کیا گیا تھا ۔ روانہ ہوا۔

مگر وہ پاؤ گھنٹہ میں واپس آ گیا کچھ تو اس جلد واپسی اور کچھ اُس کی بے چینی کو دیکھ کر ارل اور مسٹر ہیث فیلڈ کے دل میں پھر اضطراب پیدا ہو گیا۔

ولیرز تھک کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور ہانپتے ہوئے کہنے لگا "وہ تینوں میرے جانے سے پہلے فرار ہو گئے"

"فرار ہو گئے!" بد نصیب باپ نے کیرنس کو پُر دہشت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "جی ہاں فرار ہو گئے" ولیرز نے دوبارہ کہا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی فوری تجویز کے سلسلہ میں میرے سنگ سٹریٹ میں پہنچنے سے دس ہی منٹ پہلے میری خالہ اُس کی بیٹی اور مسٹر چارلس یہ تینوں ایک تیز رفتار کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر کسی طرف رخصت ہو گئے ہمسایوں میں رہنے والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اُن کی روانگی کا کسی کو مطلق گمان نہ تھا"

"مگر وہ گاڑی کہاں سے کرایہ پر لی گئی تھی؟ اور وہ کس راستے سے گئی؟" مسٹر ہیث فیلڈ

سے غیر معمولی تیزی اور استقلال کو اتنا رکرتے ہوئے کہا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ
مفروروں کے تعاقب کے لئے ہر قسم کی کارروائی عمل میں لانے کو تیار ہے۔
کابرنس ولیرز نے جواب دیا "میں نے اس کے متعلق دریافت کرنے کی بہت کوشش
کی۔ مگر کچھ پتہ نہ چل سکا۔ میری خالہ خود کرایہ کی گاڑی لائی تھی۔ پھر اُس نے ایسا انتظام کیا
کہ کسی کو گاڑی بان سے گفتگو کا موقعہ نہ مل سکا۔ چلتے وقت وہ کرایہ اور باقی رقم بھی ادا کر گئی
جس سے مالک کو اُن کے خلاف کوئی وجہ شکایت نہیں۔"
ارل نے جلدی سے اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا "بتاؤ اب کیا کرنا چاہئے؟"
مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جواب دیا "اب اس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے کہ اُن کا تعاقب
کریں۔ تم اپنے نوکر کو حکم دو کہ میرے لئے بہترین گھوڑا تیار کرے۔ میں ابھی اُن کے پیچھے
جاتا ہوں۔ سو بیسویں امید ہے کہ میں اُن کا پتہ چلا لوں گا۔ بہتر ہو گا کہ مسٹر ولیرز بھی ایک
گھوڑا لے کر شمال کی طرف چلے جائیں۔"
"اور میں ایک تیسرا گھوڑا لے کر مغرب کی طرف جاتا ہوں" ارل نے کہا۔
"بہت اچھا میرا اپنا ارادہ ڈوور کی سڑک پر جانے کا ہے" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے
کہا۔ اور پھر جس وقت ولیرز گھوڑوں کی تیاری کا حکم دینے کے لئے کمرہ سے باہر گیا تو وہ
ارل سے کہنے لگا "چونکہ میں امید کرتا ہوں مجھے اپنے سرکش بیٹے کی تلاش اور اُسے
واپس لانے میں کامیابی ہو جائے گی۔ اور چونکہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس کے اظہار پشیمانی پر
تم اُس کا قصور معاف کر دو۔ اور ہماری دلی آرزوئیں پوری ہوں۔ اس لئے میری خواہش
ہے کہ سردست فرانسس سے کسی ایسی بات کا ذکر نہ کیا جائے۔ جو چارلس کی ذات پر
حرف لانے والی ہو۔"
ارل نے اظہار پسندیدگی کے طور پر اپنے بھائی کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا اور کہنے
لگا "میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ میں اپنی بیوی سے اس معاملہ کا ذکر بڑی احتیاط کے
ساتھ کروں گا۔ تم نے اپنی طرف سے ۔۔۔"
"آہ! میرے لئے بہرحال ضروری ہے۔ کہ ساری کیفیت جارجیانہ پر ظاہر کر دوں" مسٹر
ہیٹ فیلڈ نے کہا "اُسے اگر بے خبری کی حالت میں رکھا گیا تو وہ اور زیادہ پریشان ہو گی۔
اب میں سیدھا اُس کے پاس جا کر یہ ساری رنجدہ کیفیت مختصر لفظوں میں بیان کرتا ہوں۔

اور پھر اُس ناشکرے بیٹے کی طرف روانہ ہوتا ہوں"
اس کے پانچ منٹ بعد ارل آف ڈنگھم۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ اور کیرنس ویلیز تینوں سفری لباس پہنے تیار ہو کر امیر موصوف کے اصطبل کی طرف جو قریب ہی واقع تھا۔ روانہ ہوئے اور وہاں سے ہر ایک بادپیا راہوار پر سوار ہو کر مختلف سمت میں ہو لیا۔

باب ۱۸۱ فرار

مگر آیئے ہم تھوڑی دیر کے لئے چارلس ہیٹ فیلڈ کی طرف رُخ کریں۔
جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اپنے باپ سے جھگڑ کر وہ گھر سے نکلتا ہی تیزی سے قدم اُٹھاتا آسنگ سٹریٹ والے مکان میں پہنچا۔ اور اس کمرہ میں داخل ہو کر جس میں مسنر فنز ہارڈنگ اور پرڈیشیا دونوں بیٹھی صبح کا کھانا کھا رہی تھیں۔ کہنے لگا "لو آج میں نے اپنے والدین سے قطع تعلق کر لیا۔ اب میں ہر طرح اپنی ذات کا مختار ہوں"
"صرف اپنی ذات ہی کا نہیں۔ پیارے چارلس . . ." پرڈیشیا نے اُس کی طرف پیار اور ملامت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جس سے اس وارفتہ جوان کی نظروں میں اُس کی محبت دو چند ہو گئی۔
اُس نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ اُس حسینہ کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور کہنے لگا "میری جان تم تو میری ہی ذات میں پیوست ہو چکی ہو۔ میں تمہیں اپنے سے جدا تھوڑی سمجھتا ہوں"
اتنے میں مسنر فنز ہارڈنگ نے پوچھا "کیا بات ہے آج یور لارڈشپ کا مزاج اتنا برہم نظر آتا ہے؟"
چارلس جو پرڈیشیا کی محبت میں سرشار ہو کر بڑھیا کی موجودگی کو بالکل ہی بھول گیا تھا۔ کہنے لگا "آج میرا والد سے جھگڑا ہو گیا۔ میڈم وہ میری جاسوسی کرتا رہا ہے۔ کل رات وہ میرے پیچھے اس مکان تک آیا۔ اور اب اُسے معلوم ہے کہ میں یہاں آتا ہوں۔ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے درمیان تفرقہ ڈالنے کی پوری کوشش کرے گا۔"
پرڈیشیا بولی "اس صورت میں ہمیں فوراً ہی یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیے۔ ہمارے پاس سفر کے لئے کافی خرچ موجود ہے۔ چارلس کل رات میں تمہارا رقعہ دیکر ایک سپاہی کو

سے ایک ہزار پونڈ نے آئی تھی۔ وہ رقم ہمارے خرچ کے لئے کافی ہے۔"

وارفتہ نوجوان کہنے لگا "اس سے معلوم ہوتا ہے قسمت ہم پر مہربان ہے ہمیں لازم ہے کہ ذرا بھی دیر کئے بغیر یہاں سے رخصت ہو جائیں۔ اور کسی تنہا مقام پر سکونت اختیار کریں۔ جہاں مداخلت کا اندیشہ نہ ہو۔ اور پھر ہم اطمینان سے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر سکیں گے کہ ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔"

"میں ابھی جا کر ایک کرایہ کی گاڑی لاتی ہوں۔" مسز فیئر ہارڈ ونگ نے کہا۔ "یہ کام پھر ہی کرنے لائق ہے۔ تاکہ بعد میں کسی کو معلوم نہ ہو۔ ہم کس راستہ سے گئے۔"

"میڈم میں اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں" چارلس نے کہا۔ اور پھر جب وہ بیگم رخصت ہو گئی۔ تو وہ پرڈیٹا کو بازوؤں میں لے کر اس سے پیار کرتے ہوئے کہنے لگا "میرے والدین جبراً میری شادی لیڈی فرانسس ایکم سے کر دینا چاہتے تھے۔ اُن کا مقصد مجھے تم سے جدا کرنے کا ہے۔ . . ."

"اوہ! چارلس" پرڈیٹا نے کرسے آنسو بہاتے ہوئے کہا "اگر میری قسمت میں تم سے جدا ہونا لکھا ہے تو میں اس مصیبت سے جانبر نہ ہو سکوں گی۔ کیونکہ میری ہستی تمہیں سے وابستہ ہے۔ میرے دل کے مالک تمہیں ہو۔ اگر خدانخواستہ تم روئے زمین کے ذلیل ترین گداگر بھی ہوتے تو تم سے میری محبت میں ذرا فرق نہ آتا۔ . . ."

"میں قربان پرڈیٹا" نوجوان نے ساحرہ کے ان ریا آمیز لفظوں سے فریفتہ ہو کر اُسے چھاتی سے لگاتے اور اُس کی پیشانی۔ رخساروں اور لبوں پر پے در پے بوسے دیتے ہوئے کہا "یہ غیر ممکن ہے کہ تمہارا چاہنے والا کبھی تم سے بے وفا ہو۔ اے کاش تم سے میرا تعلق ناقابل شکست ہوتا۔ . . . اے کاش ہماری شادی رسمی طریق پر ہو گئی ہوتی۔ پھر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہ کر سکتی۔"

پرڈیٹا کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ کیونکہ حسن اتفاق سے نوجوان نے وہ ذکر چھیڑ دیا جس کی اُسے خواہش تھی۔ اور وہ کہنے لگی "کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اُن عجیب غریب خیالات کو جو میں شادی کے مسئلہ کی نسبت رکھتی ہوں ترک کر دوں؟ چارلس اگر یہی تمہاری مرضی ہے تو مجھے ذرا عذر نہیں۔ کیونکہ میری خواہش ہر معاملہ میں تمہاری خواہش کے تابع ہو کر رہنے کی ہے۔"

"جان سے پیاری پرڈیٹا" چارلس نے غیر معمولی طور پرخوش ہو کر قطع کلام کرتے ہوئے کہا ۔ "اب مجھے کامل یقین ہو گیا کہ تمہیں مجھ سے دلی محبت ہے" اور پھر اس خیال سے اور بھی زیادہ خوش ہو کر اب اس شادی کی بدولت مجھے اوروں کے سامنے اس تعلق کے لئے شرمسار نہ ہونا پڑے گا اس نے کہا "بیشک پرڈیٹا میں تم سے اسی رعایت کا خواہشمند ہوں ۔ اور اگر تم نے اس بارہ میں میری خواہشات پر عمل کرنا منظور کیا ۔ تو میں اسے تمہاری محبت کا ایک فیصلہ کن اور زبردست ثبوت سمجھوں گا ۔ اس کے علاوہ جان سے پیاری پرڈیٹا شادی ہونے کی صورت میں مجھے اس بات کا موقعہ مل سکے گا ۔ کہ اس تاج امارت کو جو میرے حصہ میں آنے والا ہے تمہاری خوشنما پیشانی پر رکھ سکوں ۔ کبھی کسی مرد کو شادی کی تقریب پر اتنی خوشی حاصل نہ ہوئی ہو گی جیسی مجھے اس وقت حاصل ہو گی ۔ جب میں تمہیں جو حسینان جہان میں فرد ہو ۔ شادی کے لئے گرجا کی طرف لے جاؤں گا ۔ اور وہاں اپنے دوستوں کے سامنے جو میرے اعلیٰ لقب حاصل کرنے کے بعد شادی کے وقت جمع ہونگے جس وقت میں تمہیں والیکونٹس مارسٹن کی حیثیت میں پیش کروں گا ۔ تو مجھے کتنی بھاری خوشی حاصل ہو گی ۔ بے شک اس صورت میں مجھے تم پر جو میرے فرشتہ قسمت ہو ناقابل بیان فخر ہو گا ۔ اس لئے میں پھر التجا کرتا ہوں ۔ کہ تم اس بات کا وعدہ کرو کہ تم مجھے اس غیر معمولی راحت کے حصول کا موقعہ دو گی ۔ تم اپنی زبان سے کہہ دو کہ چارلس تمہاری خاطر میں رسم شادی سے گذرنا منظور کرتی ہوں ۔ اور مجھے پراٹسٹنٹ طریق شادی اور اس کے متعلقہ مراسم کی ادائیگی میں بالکل اعتراض نہیں"

ساحرہ نے اپنے دونوں بازو چارلس کی گردن میں حمائل کر کے اُسے بصد اشتیاق اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے نہایت دلفریب لہجہ میں کہا "میرے پیارے ۔ میرے دل کے مالک چارلس میں تمہارا حکم ایک منٹ کے لئے بھی نظر انداز نہیں کر سکتی بیشک تمہاری خاطر میں رسم شادی سے گذرنا منظور کرتی ہوں ۔ اور مجھے پراٹسٹنٹ طریق شادی اور اس کے متعلقہ مراسم کی ادائیگی میں بالکل اعتراض نہیں"

"بس اب میرے برابر دنیا میں کوئی خوش انسان نہیں" چارلس ہیٹ فیلڈ نے جس کے الفاظ اور اطوار سے بھی اس خیال کی تصدیق ہوتی تھی ۔ بڑی گرمجوشی سے کہا ۔ "پرڈیٹا ہم یہاں سے پیرس کو چلیں گے ۔ جہاں ہماری شادی بلاتاخیر برطانوی سفیر کے زیر نگرانی ہو گی

وہیں سے میں اپنے والد کے نام ایک خط اس مطلب کا لکھوں گا ۔ کہ آپ اُس امانتی اقب کو جس پر عرصہ دراز سے آپ کے چھوٹے بھائی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ۔ خود اختیار کریں ۔ پیرس میں جو تمام یورپین کا مرکز ہے ۔ ہر ایک آنکھ تمہیں رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھے گی . . . ''

'' اوہ ! ہمیں ضرور اُس خوشنما شہر کو چلنا چاہیئے ۔ جس کی میں نے بے حد تعریف سنی ہے '' نوجوان حسینہ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی آنیوالی راتوں کے تصور نے اُس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک پیدا کر دی '' لیکن چونکہ والدہ تھوڑی دیر میں گاڑی سے گر آئی جاتی ہیں ۔ اس لئے چارلس مجھے تھوڑی سی مہلت دو ۔ کہ میں اس فوری سفر کے لئے ضروری تیاری کر لوں ''

یہ کہتے ہوئے پرڈیشیا اپنی جگہ سے اٹھی ۔ اور تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرہ سے باہر جا رہی تھی کہ دروازے میں مڑک گئی ۔ اور پُر محبت طریق پر چارلس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے بوسہ دیا بات بالکل معمولی تھی ۔ مگر اس نے اس وارفتہ جوان کی روح میں تیز تر جذبات شوق پیدا کر دیئے ۔ دروازہ سے گذرتے وقت جب ایک لمحہ کے لئے اُس حسینہ نے پیچھے مڑ کر چارلس کی طرف دیکھا جب اُسے اُس کے دلفریب خط و خال اور اُس کی غیر معمولی حسین صورت صبح کی اُس ہلکی روشنی میں جو پردوں سے چھن کر کمرہ میں داخل ہوتی ۔ اور اُس کی صورت میں اور زیادہ دلفریبی اُس کی خوشنما آنکھوں میں اور زیادہ چمک اُس کے عقیقی لبوں میں مزید تازگی اور اُس کے ریشم کے ایسے ملائم بالوں میں مزید ملائمت پیدا کرتی تھی ۔ نظر آئی ۔ تو وہ اُس پر اور بھی زیادہ فریفتہ ہو گیا ۔

دفعتاً وہ اس کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئی ۔ چارلس جو اُسے مڑتے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا ۔ کھڑکی کی طرف بڑھا ۔ بازار میں خاموشی تھی ۔ البتہ کاسپر سٹریٹ میں گاڑیوں کے تیز چلنے کی آواز کانوں تک پہنچ رہی تھی ۔ اُسے سنکر وہ سوچتا تھا کہ ابھی سفری گاڑی آنے میں کتنی دیر باقی ہے ۔

کھڑکی کے قریب کھڑے ہوئے اب اُس کے دل میں خیال پیدا ہوا ۔ کہ میں جو فعل کرنے لگا ہوں ۔ وہ کس حد تک مناسب ہے ؟ جب اُسے ہمیشہ کے لئے اپنے گھر بار والدین اور احباب سے جدا ہونے کا خیال آیا ۔ تو طبیعت بے اختیار افسردہ ہو گئی سب

زیادہ رنج اسے اپنی ماں سے جدا ہونے کا تھا۔ اُس کی پریشانی کو سوچ کر وہ بہت مضطرب ہونے لگا۔ لیکن اگرچہ کوئی خفیہ آواز اُسے وقت پر متنبہ کر رہی تھی۔ تاہم اُس نے اُس کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ بلکہ ان لوگوں کی طرح جو کوئی ایسا فعل کرتے وقت جسے وہ حقیقت میں بُرا اور ناعاقبت اندیشانہ سمجھتے ہوں۔ اپنے ضمیر کی ملامت کو دبانے کے لئے اُسے اپنے نزدیک مستحسن قرار دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اُس نے بھی ذہنی ریاکاری سے کام لیتے ہوئے مختلف دلیلوں سے اپنے طرزِ عمل کو اپنی نگاہوں میں جائز اور درست قرار دینے کی کوشش کی۔ اُس نے سوچا کہ میرے والدین آجتک مجھ سے خلاف فطرت سلوک کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد بیا ہے اس کے کہ سابقہ بدسلوکی کی تلافی کی جاتی۔ میرے والد نے اُلٹا زہر و توبیخ سے کام لیا۔ مجھے بلا وجہ دھمکایا۔ اور ملامت کی۔ یہاں تک کہ جاسوسی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ پھر اس نے اس وقت کا تصور باندھا۔ جب شادی کے بعد پرڈیٹا اُس کے قبضہ میں آجائے گی۔ اُس نے سوچا عنقریب اُس کے ساتھ میرا رشتہ ناقابل شکست ہوجائے گا۔ اور میں دنیا کے روبرو اُسے بڑے فخر کے ساتھ اپنی بیاہتا بیوی کی حیثیت میں پیش کرسکوں گا۔ اسی سلسلہ میں اُسے اپنی آئندہ عظمت اور سطوت کے خواب نظر آنے۔ ذرا دیر پیشتر بوڑھی مسز فٹز ہارڈنگ نے اُسے "مائی لارڈ" اور "یور لارڈشپ" کے پرشکوہ لفظوں سے مخاطب کیا تھا۔ اور ان لفظوں کی آواز اب تک اُس کے کانوں میں دلفریب نغمہ موسیقی کی طرح گونج رہی تھی۔ ذرا دیر پیشتر اُس کی طبیعت میں جو افسردگی پیدا ہوئی تھی۔ اب اُسے ان دلفریب تصورات نے بالکل ہی باطل کر دیا۔ اور وہ دل سے کہنے لگا "عشق۔ شہرت اور عظمت یہی تین باتیں ہیں جن کی دنیا میں ہر شخص کو سب سے زیادہ چاہ ہوتی ہے۔ اور میری یہ تینوں خواہشیں عنقریب پورا ہوا چاہتی ہیں۔ والدین کی پابندی میرے لئے ایک بوجھ تھی۔ اب عنقریب یہ بوجھ سر سے اٹھ جائے گا۔ میں پیرس جا کر اپنی خوبصورت دلہن سمیت ایک وائیکونٹ کی حیثیت میں منتخب سوسائٹی میں اُن تمام اسباب عیش و راحت کو جمع کرکے جنہیں دولت حاصل کرسکتی ہے۔ مزے کی زندگی بسر کروں گا۔ وہ وقت کتنا دلفریب ہوگا۔ جب میں اپنی حسین پرڈیٹا کو ساتھ لئے جس کی طرف ہر شخص کی نگاہیں اٹھ رہی ہوں گی ٹویلیری کے پرکیف باغات میں گشت لگایا کروں گا۔ ۔ ۔"

اُس کے جوش میں آ کے ہوئے دماغ میں یہ سارے تصورات تیز رو چلیوں کی طرح تیزی سے گذر رہے تھے۔ ان کی بدولت اس کی ذہنی حالت اس قسم کی ہو گئی کہ اب نہ والدین سے جدا ہو جانے اور نہ وطن چھٹنے کا افسوس باقی تھا۔ آخر جب وقت پرڈیٹا سفری لباس پہن کر دوبارہ اس کمرہ میں واپس آئی۔ تو وہ تیزی سے بڑھ کر اُس کے قریب پہنچا۔ اُس نے دونوں بازو اُس کی بال کی طرح تیلی کمر کے گرد ڈال دیئے اور بڑے شوق کے ساتھ اُسے اپنی چھاتی سے لگا لیا۔

یہ پہلا موقعہ تھا کہ چارلس نے اُسے گھر سے باہر جانے کے لباس میں دیکھا تھا۔ اس لباس میں وہ اسے اس پوشاک کی نسبت جو وہ گھر میں پہنا کرتی تھی سینکڑوں درجہ زیادہ خوبصورت اور دلفریب نظر آئی۔ اُس کی خوشنما ٹوپی جس میں مصنوعی پھول لگے ہوئے تھے۔ اس کے چہرہ کی خوبیوں کو دوبالا کرنے والی تھی۔ گرمائی شال کے لہراتے ہوئے حصے اس کے اعضائی موزونیت کو اور زیادہ خوش اسلوبی سے ظاہر کرتے تھے۔ اور بھورے رنگت کے چمڑی دستانوں میں جو خوب کھنچ کر ہاتھوں پر چڑھے تھے اُس کی مخروطی انگلیاں زیادہ پتلی نظر آتی تھیں۔

چارلس ہیث فیلڈ نے اُسے نیچی تعریف کی نظر سے دیکھتے ہوئے دلی جوش کے ساتھ کہا "پرڈیٹا تیرا حُسن فوق الفطرت ہے۔ عورت کو قدرت نے کبھی اتنا خوبصورت پیدا نہیں کیا جتنی تو ہے"

"او چارلس . . . میرے پیارے چارلس تم میرے آقا کچھ کم خوبصورت ہو!"

پرڈیٹا نے اس کی طرف شوخی سے دیکھ کر کہا "تم نے کہا تھا۔ کہ میں تمہیں اپنے دوستوں کی مجلس میں بڑے فخر کے ساتھ پیش کروں گا۔ میں اس بات کو محسوس کرتی ہوں کہ خود مجھے تمہاری معرفت ان دوستوں سے مل کر کتنی خوشی حاصل ہو گی۔ جب سے میں نے تم سے شادی کا وعدہ کیا ہے۔ میری ذہنی حالت بالکل ہی بدل چکی ہے۔ اور اب میں التجا کرتی ہوں کہ تم اس بات کو بھول جاؤ۔ کہ میں نے کبھی تم سے شادی کرنے سے انکار کیا!"

اس کے جواب میں اُس جوان نے اُس کے گلابی ہونٹوں پر ایک پُرجوش بوسہ دیا۔ جس سے اُس حسینہ کی آنکھوں میں محبت اور دلی راحت کے باعث سرور سا پیدا ہو گیا۔ اتنے میں اُس کی ماں یہ اطلاع لے کر واپس آئی۔ کہ گاڑی پاؤ گھنٹہ میں دروازہ پر آ جائے گی۔

اور یہ کہکر خود اسباب باندھنے دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ پرڈیٹا نے جواب روپیہ کی مالک تھی۔ مالک مکان کا حساب چکانے کے لئے ضروری رقوم یہاں سے جدا کیں۔ اور جبکہ وہ حساب بیباق کرنے گئی ہوئی تھی۔ اس نے باقی ماندہ طلائی سکے اور نوٹ چارلس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا ”میں واقعات کی محویت میں اب تک تمہیں یہ روپیہ نہیں دیسکی۔ بہرحال یہ تمہاری امانت تھی جو اب تمہارے سپرد کرتی ہوں“

اُس نے روپیہ جیب میں ڈال لیا۔ اور کہنے لگا ”میری جان یہ تم کیا کہتی ہو۔ کیا تم میرے تمام متاع کی مساوی حصہ دار نہیں ہو؟“

اتنے میں کرایہ کی گاڑی دروازہ پر آئی۔ اور اُس پر ٹرنک اور بیگ رکھوائے جانے لگے مسنر فنسر ہارڈ ٹنگ اس کام کی نگرانی لیڈیانہ انداز سے کرتی رہی۔ کہ گویا جانتے وہ ہر کام کو اپنے سامنے کرانے کی عادی ہے۔ اگرچہ حقیقت میں اُس کا مدعا یہ تھا۔ کہ گھر کے اور آدمی یا ہمسائے گاڑیبان سے غیر ضروری سوالات نہ پوچھیں۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ ایسے موقعوں پر مختلف قسم کے استفسار کرتا اکثر لوگوں کی عادت میں داخل ہے۔ اور گاڑیبان بھی ساری باتیں بیان کر دینے میں تو راتامل نہیں کرتے۔

آخر جب سارا اسباب لدچکا۔ تو چارلس نے پرڈیٹا کو سہارا دیکر گاڑی میں سوار کیا اور پھر اُس کی محرم سیکرٹری کو بھی بٹھایا۔ سب سے آخر میں وہ خود سوار ہوا۔ گاڑی کے اندر سامنے والی نشست پر مسنر فنسر ہارڈ ٹنگ گھوڑوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گئی۔ کیونکہ پرڈیٹا نے اُسے وہیں بیٹھنے کا تحکمانہ اشارہ کیا تھا۔ پچھلی نشست پر چارلس اور وہ حسینہ دونوں پہلو بہ پہلو بیٹھے۔

گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی سفک سٹریٹ سے گذر کر وائٹ ہال سے ہوتی ہوئی ویسٹ منسٹر پل کی طرف روانہ ہوئی۔ جب تک بازاروں کے پختہ فرش پر چلنے سے کھڑکھڑاہٹ ہوتی رہی۔ گاڑی کے اندر بہت کم گفتگو ہوسکی۔ اگرچہ چارلس اور پرڈیٹا نگاہوں اور ہاتھوں کے دباؤ سے اظہار محبت کرتے رہے۔ آخر جب گاڑی عمدہ مقام کے پُرہجوم بازاروں سے گذر کر دور کی سڑک پر چلنے لگی۔ تو گفتگو کا سلسلہ زیادہ آزادی سے شروع ہوگیا۔

چونکہ موسم گرم تھا۔ اس لئے گاڑی کی چھت کھول دی گئی۔ گاڑی کی تیسری

رفتار کے باعث ہوا لگتے رہنے سے گرمی کی حدت زیادہ محسوس نہ ہوتی تھی۔ مگر اس کے باوجود پرڈیٹا نے اپنی چھتری کھول لی۔ اور چونکہ یہ دونوں پاس پاس بیٹھے تھے اس لیے وہ چھتری ایک طرح پر اس خوبصورت جوڑے کے لئے جسے بظاہر قدرت نے ایک دوسرے کے لئے ہی بنایا تھا۔ کیونکہ دونوں بہت ہی خوبصورت تھے۔ ایک ریشمی شامیانہ کا کام دیتی تھی۔

تھوڑی دیر تک تینوں میں عام معاملات پر گفتگو ہوتی رہی۔ مگر رفتہ رفتہ مسٹر ہارڈنگ کو دائرہ کلام سے خارج کر دیا گیا۔ اگرچہ یہ عمل سنجیدہ طریق پر نہیں ہوا لیکن اس لئے کہ اب خوبصورت جوڑے میں زیادہ لطیف معاملات پر بات چیت ہونے لگی تھی۔ بڈھیا کا اس گفتگو میں حصہ لینا چونکہ ایک قسم کی رکاوٹ تھا۔ اس لئے تھوڑی دیر کیلئے اس کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود چارلس اور پرڈیٹا ایک دوسرے کو پُر محبت نگاہ سے دیکھتے اور آپس میں ہاتھ دباتے رہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ پرڈیٹا کو اس جوان سے دلی محبت تھی۔ اگرچہ اس محبت میں جذبات یا نفسانی کو بڑی حد تک دخل تھا۔ جو کچھ بھی ہو۔ اسے اس سے محبت ضرور تھی اور اس طرح پر ایک حد تک وہ جو چارلس کو اپنے دام حسن میں پھنسانا چاہتی تھی۔ خود اس کے دام عشق میں مبتلا ہو گئی۔

اس پُر کیف اور راحت بخش حالت میں جبکہ خموشی اپنے اندر وہ معنی رکھتی ہے۔ جنہیں الفاظ ظاہر نہیں کر سکتے۔ پرڈیٹا اپنی روپہلی آواز سے کہنے لگی "چارلس اس قسم کا سفر کتنا فرحت بخش ہوتا ہے جی چاہتا ہے۔ تم اس وقت کوئی نظم یا قصہ سناؤ کیونکہ تمہاری آواز میرے لئے ایک ناقابل بیان دلفریبی رکھتی ہے۔ مگر جو کچھ بھی سناؤ اس کا مضمون عشق ہو"

چارلس نے جواب دیا "میری دلنواز حسینہ میں تمہیں خوش کرنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے ایک عشقیہ کہانی یاد آ گئی ہے۔ جو میں نے اس زمانہ میں جب مجھ پر تصنیف کی دھن سوار تھی لکھی تھی"

"اوہ! اس کہانی کو تمہاری زبانی سننا بہت ہی دلخوش کن ہوگا" پرڈیٹا نے کہا "اس لئے جلدی کرو میں اسے سننے کو بیتاب ہوئی جاتی ہوں"

چارلس ہیسٹ فیلڈ کہنے لگا "مجھے اندیشہ ہے کہیں وہ بد اخلاق ثابت نہ ہو کیونکہ
جیسی ہی سب کچھ اُس کے بیان کرنے میں عادی نہیں ہے"

مسز فنشر ہارڈنگ کہنے لگی "نہیں خدا اس کو بڑی خوشی سے ستون کی بنیاد و نیچے کو
گاڑی اس وقت کھلی سڑک پر چل رہی تھی۔ جہاں موسم گرما کے اثر سے کوئی گرد و غبار چھایا
ہوا تھا۔ اس لئے اس کے چلنے سے کھڑکھڑاہٹ کم پیدا ہوتی تھی۔ جیسے ہی جیسے پولیس
کو اپنی تصنیف کردہ کہانی بیان کرنے میں زیادہ بلند آواز سے کام لینے کی ضرورت
محسوس نہ ہوتی۔

باب ۱۴۲ سوزن عشق ایک کہانی (ابتدائی)

نومبر ۱۸۴۱ء کی ایک تاریک اور طوفانی رات کو نو بجنے کا عمل تھا۔ کہ ایک جوان عورت
جس نے سادہ مگر صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا۔ آکسفورڈ سٹریٹ سے گذر رہی تھی
بارش سے محفوظ رہنے کیلئے اس نے ایک کمبل لپیٹ رکھا تھا۔ جس کے نیچے اس کی
بغل میں ایک پارسل تھا۔ جسے وہ بڑی احتیاط کے ساتھ ہی محفوظ رکھنے کی کوشش کر
رہی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ راستہ چلتے وقت عمداً پانی سے بھرے ہوئے ان گڑھوں سے دور رہ کر
چلتی تھی۔ جو بازاروں میں جابجا اور مختلف چوکوں میں خصوصیت سے موجود تھے۔ رات
نہایت سرد اور مرطوب تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پر کسی وسیع سمت رکی تھی میں سوراخ ہو گیا
کیونکہ بارش موسلادھار ہو رہی تھی۔ ہر طرف راستہ چلتے لوگوں کے ہاتھوں میں چھتریاں ہی
چھتریاں نظر آتی تھیں۔ گویا ان چھتریوں نے بازار پر ایک چھت کی صورت اختیار کر
لی تھی۔ ان پر بارش کے بڑے بڑے قطرات اس طرح کھڑکھڑاتے ہوئے گر رہے تھے
جیسے اولے برس رہے ہوں۔ جس عورت کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کے پاس چھتری
موجود تھی لیکن چونکہ اس کا بایاں ہاتھ پارسل کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ جسے وہ بڑی احتیاط کے
ساتھ سنبھال کر چل رہی تھی۔ اس لئے ایک ہاتھ میں چھتری لے کر چلنا اور کیچڑ سے محفوظ رہنے
کی کوشش کرنا نہایت دشوار ثابت ہو رہا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ لندن کے بازاروں میں
اول تو عام حالات میں ہی راہرو ایک دوسرے سے ہمدردی کا اظہار نہیں کرتے ہیں اسی

رات کو جیسی کہ میں بیان کر رہا ہوں۔ اُن کا باہمی سلوک اور بھی زیادہ افسوسناک صورت اختیار
کر لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ تاریک دنوں میں چلتے ہیں وہ اوروں کو اِدھر اُدھر
ڈھکیلتے اور اُن کی چھتریاں گراتے ہوئے چلتے ہیں۔ میری بیان کردہ جوان عورت کسی قدر نحیف
اور لاغر تھی۔ اس کی سمت ایسی خوفناک پہنچی۔ تو بہت دھکے سے بچ کر اپنا راستہ
بحفاظت طے کر سکوں۔ کیونکہ خدا جانتا ہے۔ وہ اپنی ہمت اور ارادہ تھی کہ کسی طرح پہنچے تا کہ تکلیف
دنیا اس کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ لیکن اُس نے اگرچہ اور بدبخت لوگوں نے
اُسے راستہ چلتے ہوئے اِدھر اُدھر دھکیلا۔ جیسے وہ کسی گذرنے سے لگتی۔ تو بار بار
ایسا ہوتا کہ سامنے سے آنے والا کوئی شخص اُسے دھکیل کر کیچڑ کی طرف ہٹا دیتا تھا یا راہ
کے وسط میں چلنا اس لئے غیر ممکن تھا کہ وہاں چھتری برداروں کی دو مسلسل قطاریں آ رہی اور
جا رہی تھیں جن میں سے ہو کر گذرنا ایسی کمزور ہستی کے لئے صریحاً غیر ممکن تھا۔ ان حالات
میں وہ غریب بار بار اس بات پر افسوس کرتی کہ کیسے ضروریات سے مجبور ہو کر اپنی خوشگوار ملاقاتی رات
کو لندن کے بازاروں میں نکلنا پڑا۔ چلتے چلتے وہ اُس آہنی پھاٹک کے قریب پہنچی جس سے
گذر کر ہیمبو سکوئر میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ اور اب وہ دل میں خوش ہو رہی تھی کہ میں
ہجوم سے بچ کر نکل آئی ہوں۔ اور جس قیمتی پارسل کی مجھے سب سے زیادہ فکر تھی۔ وہ محفوظ
رہا ہے۔ اس لئے اب مجھے کسی قسم کا اندیشہ نہ کرنا چاہئے۔ مگر اس نے چوک میں قدم
رکھا ہی تھا۔ اور ابھی یہ خیالات اس کے دل ہی میں تھے۔ کہ اسے ایک گنوار صورت اکھڑ
شخص کا جو تیزی سے قدم اٹھاتا سامنے کی طرف سے آ رہا تھا۔ اس زور کا دھکا لگا۔ کہ وہ
پارسل جس کی حفاظت کے لئے اس نے ہزار جتن کئے تھے بغل سے نکل کر فرش زمین پر گر
پڑا۔ یہ دیکھ کر اُس وحشی شخص نے زور کا قہقہہ لگایا۔ گویا جو کچھ اُس کی نالائقی سے ہوا
وہ بڑے مزے کا تماشہ تھا۔ اور ہنستا ہوا اپنی راہ چلتا گیا۔ مگر اُس جوان عورت کی کچھ نہ
پوچھئے۔ پارسل کے گر جانے سے اُس کے دل کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا۔ کہ بے اختیار
آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ دھکا لگنے سے خود اُسے بہت سخت جسمانی تکلیف ہوئی تھی
مگر پارسل کی فکر میں وہ تکلیف سب کچھ فراموش ہو گیا۔ جلدی سے پارسل کو مرطوب فرش
سے اٹھا کر وہ قریب ترین لیمپ کے پاس گئی۔ اور وہاں جب گیس کی روشنی میں اُسے
غور سے دیکھا۔ تو اُس کے بدترین اندیشے راست ثابت ہوئے کیونکہ پارسل جس میں ایک

نہایت قیمتی ریشمی لباس جو رسے کاغذ کے اندر لپٹا ہوا تھا۔ اس طرف سے جا بجا بہ وہ غرض پر گرا کیچڑ میں لت پت اور تر بتر ہو چکا تھا۔

"خداوندا کیا آج رات بھی مجھے پھر فاقہ نصیب نہ ہوگا؟" بدنصیب جوان عورت نے کسی قدر بلند آواز سے کہا۔ کیونکہ اپنی پریشانی میں اب وہ اس بات کو بھول گئی تھی کہ کوئی اور بات سن یا میری پریشانی دیکھ نہ لے۔ ایک طویل القامت شکیل جوان نے جو دیکھنے میں شریف نظر آتا تھا۔ اور جس نے بارش سے محفوظ رہنے کے لئے ایک کھلا لبادہ پہن رکھا تھا۔ یہ آواز سنی۔ اور اُس کی پریشان صورت بھی دیکھی جس وقت پارسل گرنے کا حادثہ ہوا وہ پاس ہی ایک مکان سے باہر نکلا تھا۔ اس لئے اگرچہ اُس نے اُس گنوار شخص کی بھول کی دیکھی جس کی حماقت سے پارسل زمین پر گر گیا تھا۔ مگر وہ نہ تو اُسے روک رہا تھا کسی قسم کی سزا دے سکا پس اب وہ اس جوان عورت کے قریب جو سخت پریشانی کی حالت میں گیس لیمپ کھمبے کے پاس کھڑی تھی رک گیا لیمپ کی جھلملاتی ہوئی روشنی میں جو ہواؤں کے چلنے اور بارش کی پھوار کے باعث اور زیادہ مدھم سی ہو رہی تھی۔ اجنبی نے اُس عورت کا خوشنما چہرہ دیکھا۔ تو اس غم کے علاوہ جو اس وقت اُس پر چھا گیا تھا۔ دائمی افسردگی کی بعض ایسی معین علامات نظر آئیں۔ جنہوں نے اُس کے ہمدردانہ جذبات کو بیدار کر دیا۔ پھر جس وقت اُس نے اُس حسینہ کے منہ سے یہ خوفناک الفاظ سنے کہ خداوندا کیا آج رات پھر مجھے کھانا نصیب نہ ہوگا۔ تو وہ اُس کے قریب تر پہنچا اور ایسے لہجہ میں جس میں صنفِ نازک کے احترام کے علاوہ ذاتی انکسار کی جھلک بھی پائی جاتی تھی۔ کہنے لگا "غریب لڑکی تمہیں کیا حادثہ پیش آیا ہے؟" جوان عورت نے جس کی عمر بمشکل اٹھارہ سال کی ہوگی شخص مذکور کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور یہ معلوم کر کے کہ وہ کوئی اس قسم کا گستاخ بانکا نہیں جیسے بالعموم لندن کے بازاروں میں رات کے وقت گشت لگایا کرتے ہیں۔ سخت افسردگی کے لہجہ میں بولی "صاحب مجھ پر ایک بھاری مصیبت نازل ہوئی ہے" اجنبی کو جو پارسل گرنے کا واقعہ دیکھ چکا تھا۔ ان چند الفاظ میں ایک دفتر معانی نظر آیا۔ اُس نے اپنے دل میں محسوس کیا۔ کہ غریب عورت نے نہ جانے کتنی محنت سے اس امید پر کام ختم کیا ہوگا۔ کہ میں اسے پہنچا کر فوراً ہی مزدوری حاصل کرونگی اب لباس کے کیچڑ اور پانی میں گر جانے سے اُس کا اس درجہ ناقص ہو جانا یقینی تھا۔ کہ اسے فوراً ہی

مالک کے پاس نہیں پہنچایا جا سکتا تھا۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بالکل ہی بگڑ گیا ہو۔ بہرحال اس سے اس غریب کی روزی کمانے کی امید بالکل منقطع ہو چکی تھی۔ اس مرد شریف نے جوان عورت سے بطریق مناسب چند اور سوالات پوچھے تو اس کے تمام قیاسات درست ثابت ہوئے۔ اگرچہ وہ غریب یہ نہ بتا سکی۔ کہ آیا ریشمی لباس اس درجہ خراب ہو چکا ہے۔ کہ اب اس کی درستی امکان سے باہر سمجھی جائے گی۔ زار زار روتے ہوئے وہ کہنے لگی "جو کچھ بھی ہو میں کل جس وقت یہ لباس دینے جاؤں گی تو اس خاتون سے جس کی یہ چیز ہے۔ سارے حالات صاف صاف بیان کر دوں گی۔" ان نتائج کو جو اس حسینہ نے محض سرسری طور پر کہے تھے۔ نوجوان اجنبی پر گہرا اثر ہوا۔ کیونکہ ان سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ وہ نہایت راست باز اور مکر و فریب سے قطعاً ناآشنا ہے۔ اس واقعہ نے اس دلچسپی کو جو اسے اس جوان عورت سے پیدا ہو گئی تھی۔ دوچند کر دیا۔ اور اس نے پوچھا "تم یہ لباس کس خاتون کے پاس لے جا رہی تھیں؟" اس نے جواب دیا "ہر ہائینس مارشنس آف ولنگٹن کے پاس" اجنبی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا "آہ!" اور پھر ایک منٹ تامل کے بعد وہ کہنے لگا "معاف کرنا میں تم سے اس قدر سوالات پوچھ رہا ہوں لیکن اس کی وجہ محض فضول رقع استعجاب نہ تھی۔ یہ چھوٹا سا سکہ غالباً تمہاری فوری ضروریات کو پورا کر سکے گا" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک سکہ اس حسینہ کے ہاتھ میں دے دیا اور تیزی سے قدم اٹھاتا ایک طرف کو چل دیا۔ یہ فعل اس قدر جلد ہوا۔ کہ غریب لڑکی ششدر ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ اگرچہ مجھے یہ ساری کیفیت بیان کرنے میں کافی وقت صرف کرنا پڑا ہے۔ تاہم گفتگو کا عرصہ دو منٹ سے زیادہ نہ تھا۔ اور وہ عورت اس غم سے جو پارسل کے گر جانے کے باعث اسے محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی پورے طور سے چھٹکارا بھی نہ پا چکی تھی۔ اس لئے جب لیمپ کی روشنی میں اس نے اپنے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا زرد رنگ کا سکہ دیکھا۔ تو اسے اپنی نوت باصرہ پر یقین نہیں آتا تھا۔ سوچتی تھی "ضرور مجھے دھوکا ہوا ہے . . . یا میرے محسن کو غلطی لگی ہے۔ ورنہ وہ ایک شلنگ دینے کی بجائے مجھے ایک پونڈ دے گیا ہے" دفعتاً اس سرد رات کو جبکہ بارش اور رطوبت ہوا رگوں میں خون منجمد کر رہی تھی۔ اس خیال نے اس حسینہ کے رخساروں پر شرم کی سرخی پھیلا دی۔ کہ مجھ سے ایک گداگر عورت کی طرح سلوک کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ لاکھ

غریب سب ... خود ... ضرور تھی لیکن پھر اُسے خیال آیا ممکن ہے اجنبی نے حقیقت میں مجھے ایک پونڈ ہی دیا ہو۔ اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ لوگ چھوٹی رقم کے مقابلہ میں کسی سے بڑی رقم کو بطور امداد لینا زیادہ معیوب نہیں سمجھتے۔ پس اس نے بھی اس رقم کی وصولی کو گوارا کر لیا۔ ... میں یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ تم میری ہیروئن کے متعلق کوئی برا خیال قائم نہ کرو اس لئے میں یہ جتلا دیتا ہوں کہ ایک شلنگ اور ایک پونڈ کے عطیہ میں اس قسم کا امتیاز قائم کرنا کچھ تو عزت نفس کے باعث نہ تھا بلکہ اس لئے کہ اس کی پرورش شریفانہ طور پر ہوئی تھی۔ اور وہ اس بات کو محسوس کرتی تھی۔ کہ ایک بھکاری عورت کی طرح شلنگ کا سکہ بطور خیرات وصول کرنا بے حد موجب شرم ہے مگر اس نے پونڈ کی وصولی کو اتنا برا نہ جانا۔ اور دل میں سوچا کہ یہ ایک ایسی امداد ہے جو عموماً کوئی فیاض شخص کسی ضرورت مند کو حاجت کے وقت دینے سے دریغ نہیں کرتا۔

غرض اسی قسم کے خیالات تھے۔ جو اس کے دل میں یکے بعد دیگرے اس وقت پیدا ہو رہے تھے۔ جب وہ آکسفورڈ سٹریٹ کے راستہ ایک ہاتھ میں چھتری لئے دوسرے میں ... پونڈ کو نہایت ہی زیادہ احتیاط سے تھامے واپس آرہی تھی۔ آخری نتیجہ جس پر وہ پہنچی یہ تھا۔ کہ مجھے یہ پونڈ غلطی سے نہیں دیا گیا۔ اور اس وقت قدرت نے مصیبت کی حالت میں جو غیبی امداد بھیجی ہے۔ اس سے پورے طور پر فائدہ اٹھانا چاہئے اُسے اپنے اس چھوٹے بھائی کا بھی خیال آیا۔ جو شوق سے اس کی واپسی کا منتظر ہوگا اور جسے گزشتہ چند دن سے [illegible] مختلف اوقات میں نہایت ناکافی غذا ملتی رہی تھی۔

اس بھائی کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی۔ اور چونکہ اس کے والدین کا دو سال پیشتر انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے اب وہ اپنی بہن کے پاس ہی رہتا تھا۔ اس گلی کے قریب پہنچ کر جس میں اس کا مکان تھا۔ اس نے اس نانبائی سے جس کے ہاں سے وہ اکثر [illegible] خریدا کرتی تھی۔ اپنے چھوٹے بھائی کے لئے چند خوشنما بسکٹ خریدے اور پھر تیزی سے قدم اٹھاتی اس مکان میں پہنچی جس کی تیسری منزل پر اس نے ایک چھوٹا سا [illegible] کمرہ کرایہ پر لے رکھا تھا۔ یہ کمرہ اگرچہ ضروری سامان آسائش سے معرا تھا تاہم ستھرا [illegible] اس نے اپنے بھائی کو منتظر بیٹھے دیکھا جو بوسے لگا کر [illegible] [illegible] اس کے فسانۂ مصیبت کا باعث کسی قدر

رو رہے تھے مگر بہن کو واپس آتے دیکھ کر اُن پر خوشی اور جوش کی سرخی چھا گئی ۔ اور وہ اس کی
طرف لپک کر بولا "او بہن جولیا ۔ اچھا ہوا تم آ گئیں ۔ مجھ سے اتنی دیر اکیلا نہیں بیٹھا جا سکتا۔"
نیک دل لڑکی نے بھائی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "میری بہن تمہارے لئے
کھانے کو ایک بڑی ہی نفیس چیز لائی ہوں" اور یہ کہہ کر اُس نے وہ تھیلی جس میں پیسے لپٹے
ہوئے تھے ۔ میز پر رکھ دی ۔ لڑکے کی آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہو گئی لیکن اُس نے
فوراً ہی دیکھا ۔ کہ بہن اُس پارسل کو جسے وہ لے کر گئی تھی ۔ واپس لے آئی ہے اور ریشمی
لباس کو کھول کر غور سے دیکھ رہی ہے ۔ کہ اس کا کونسا حصہ خراب ہوا ۔ کھانے کی چیز
کو میز پر ہی چھوڑ کر لڑکے نے بہن سے کئی طرح کے سوالات پوچھنے شروع کئے ۔ مگر
غریب جولیا اُن کا کچھ جواب نہ دے سکی ۔ اُس کے رخساروں پر چھلکنے والے آنسوؤں
کے قطرے بہہ رہے تھے ۔ مارے غم کے گلا گھٹا جاتا تھا ۔ کیونکہ اُس نے دیکھا کہ کیچڑ میں
گر جانے سے ریشمی لباس کا بالکل ہی ستیاناس ہو گیا ہے ۔

کرسی میں بیٹھ کر وہ بہت دیر تک آنسو بہاتی رہی ۔ ننھے ہیری نے اپنے بازو بہن
کی گردن میں ڈال دیئے ۔ اور اُسے تسلی دینے کی کوشش کرنے لگا ۔ کچھ تو آنسوؤں
کے بہ جانے اور کچھ بھائی کی تسکین سے اُس کا غم کم ہوا ۔ اور غریب لڑکی نے سوچا ۔
کہ جو مصیبت نازل ہوئی ہے ۔ اُس کا صبر و شکر سے مقابلہ کرنا چاہئے ۔ ہیری بہن سے
مخاطب ہو کر کہنے لگا "پیاری جولیا تمہارے کپڑے بالکل تر ہیں ۔ اور گھر میں ذرا
بھی کوئلہ موجود نہیں" یہ کہتے ہوئے اُس نے آتشدان میں بجھی ہوئی آگ کی طرف
حسرت کی نظر سے دیکھا ۔ بہن نے اپنی ذات کا بالکل خیال نہ کرتے ہوئے جواب دیا
"غریب بچے معلوم ہوتا ہے تم سردی میں بالکل ٹھٹھرتے رہے ہو" لڑکے نے کہا ۔
"نہیں پیاری جولیا مجھے تو ایسی زیادہ سردی محسوس نہیں ہوئی ۔ کیونکہ میں تمہارے بعد بیدار
رہنے کیلئے کمرہ میں ادھر اُدھر ٹہلتا رہا ہوں ۔ اندیشہ صرف اس بات کا تھا ۔ کہیں شمع گل نہ ہو
جائے" جولیا اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہنے لگی "بے شک شمع جل چکی ہے ۔ لیکن غریب بچے
تم فکر نہ کرو ۔ کیونکہ میرے پاس ضروری سامان خریدنے کے لئے کافی روپیہ ہے ۔
مجھے راستہ میں ایک نیک دل شریف آدمی مل گیا تھا ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔" اُس نے
فقرہ کو نامکمل ہی رکھا ۔ کیونکہ وہ یہ کہنا نہیں چاہتی تھی ۔ کہ اُس نے مجھے ایک پونڈ دیا ۔ اس

سے لئے کہ اپنے دل کو بہت کچھ سمجھانے کے باوجود وہ اس خیال کی نفرت کو خارج نہ کرسکی۔ کہ میں نے ایک اجنبی سے ازراہِ فیاضی کچھ نقدی حاصل کی۔ بس اس نے معاملہ کو مختصر کرتے ہوئے اپنے بھائی کو پیار سے بوسہ دیا۔ اور اُسے یہ کہہ کر کہ "میں چند منٹ میں واپس آتی ہوں۔ تم اتنے یہ کیک سا کھانا" کمرہ سے باہر چلی گئی۔ قریب کی دکان پر جاکر اُس نے کچھ کوئلہ اور لکڑی خریدی۔ وہاں سے پنساری کی دُکان پر جاکر چند اور ضروریات خریدیں۔ اور سب سے آخر میں اپنے لئے روٹی خریدنے پھر اُس نانبائی کی دُکان پر پہنچی۔ مگر جونہی اُس نے دُکان کے اندر قدم رکھا۔ نانبائی نے جھپٹ کر اُسے وحشیانہ طریق پر پکڑ لیا بہت سی گالیاں دیں۔ اور شور و غل مچانے لگا۔ آواز سنکر پولیس کا ایک سپاہی بھی موقعہ پر آگیا۔ اور دُکان میں داخل ہوکر اس شور و غل کی وجہ دریافت کرنے لگا۔ مگر معلوم ہوا کہ جولیا کو اتنے میں غش آگیا ہے۔ اس لئے وہ اس الزام کو جو اُس کے خلاف عاید کیا گیا تھا۔ نہیں سن سکی۔ جب اسے دوبارہ ہوش آیا۔ تو وہ پُر وحشت نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ گویا خیال کرتی تھی۔ کہ یہ کوئی خوفناک خواب ہے۔ جیسے میں نے ابھی دیکھا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ خواب نہیں۔ بلکہ حقیقت تھی۔ اُس نے اپنے آپ کو دُکان کے وسط میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ پولیس کا سپاہی قریب کھڑا تھا۔ اور راستہ چلنے والوں کا ہجوم دروازہ کے باہر جمع ہوچکا تھا۔ پولیس کے سپاہی نے اُس کو ہوش میں آتے دیکھکر کہا "جوان عورت تم میرے ساتھ چلو" جولیا نے یہ الفاظ سنکر اُس کی طرف ایسی پُرخوف اور وحشت ناک نظر سے دیکھا۔ کہ ایک لمحہ کے لئے سپاہی کا پتھر دل بھی موم ہوگیا۔ لیکن چونکہ اُسے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کئی قسم کے مجرموں سے واسطہ پڑتا تھا۔ جن میں سے بعض طرح طرح کے مکر و فریب کے عادی تھے۔ اس لئے جلدی ہی وہ اس قسم کا انداز سرد مہری اختیار کرکے جو اس طبقہ کے لوگوں سے مخصوص ہوتا ہے کہنے لگا "دیکھو اب تم نخرے نہ کرو اور سیدھی طرح میرے ساتھ تھانہ کو چلو" غریب جولیا حیران تھی کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ وہ پُر درد ناک لفظوں میں التجا کے لہجہ میں کہنے لگی "آخر میں نے کیا قصور کیا ہے۔ اور مجھ سے کس جرم کا ارتکاب ہوا ہے کہ میں تھانہ چلوں؟ معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگوں کو کوئی بھاری مغالطہ ہوئی ہے" پولیس کا سپاہی تو ترشروئی سے کہنے لگا "غلطی کچھ نہیں۔

ہوئی۔ تم میرے ساتھ چلو۔ صبح کو جب مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوگی۔ تو سب حقیقت حال معلوم ہو جائے گی"۔ وہ غریب مجسٹریٹ کا لفظ سنکر سناٹے میں آگئی۔ اور نہایت انداز سے کہنے لگی "وہ کیا مجھے مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونا ہوگا؟ ہائے میرا غریب بچہ بیچارہ گھر پر میرا انتظار کر رہا ہے"! کانسٹیبل نے جواب دیا "اس کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں بس اب تم چلنے کی فکر کرو"۔ یہ کہتے ہوئے وہ جولیا کو ایسی حالت میں کہ بظاہر اسے پھر غش آنے لگا تھا۔ کھینچتا ہوا تھانہ کی طرف لے چلا۔

پولیس کا سپاہی بدنصیب عورت کو اپنے ساتھ لئے تھانہ کی طرف جا رہا تھا۔ اور وہ غریب اس فوری اور نامعلوم صدمہ کے بوجھ سے اس قدر سن ہو چکی تھی۔ کہ لب اُس سوال کو ادا نہیں کر سکتے تھے۔ جو اُس کے دل میں رہ رہ کر پیدا ہو رہا تھا۔ تھانہ وہاں سے قریب ہی تھا۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنی دہشت اور خوف کی حالت سے بحال ہوتی اسے اس حالت میں کہ سر سے پاؤں تک بھیگی ہوئی اور سردی سے کانپ رہی تھی۔ حوالات کی تاریک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا۔ تب اس کے حواس بجا ہوئے اور وہ اس قابل ہوئی۔ کہ اپنی مصیبت پر غور کر سکے تو معلوم ہوا کہ جو چیزیں میں نے پنساری کی دکان سے خریدی تھیں۔ اور وہ نقدی جو میرے پاس تھی سب کی سب غائب ہے۔ زیادہ پریشانی اسے اس وجہ سے تھی۔ کہ اسے وہ الزام بھی معلوم نہ تھا۔ جس کی بنا پر اسے گرفتار کیا گیا۔ وہ بار بار یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دیتی تھی۔ کہ صبح کو پولیس اپنی غلطی سے خبردار ہو کر مجھے رہا کر دے گی۔ مگر اس کے ساتھ ہی بار بار اپنے چھوٹے بچے کا خیال پیدا ہوتا تھا۔ اس کی تکلیف و پریشانی کو سوچکر اس کا دل بارے درد کے بیٹھا جاتا تھا۔ اس نے اپنے تصور میں اُس غریب بچہ کو سرد اور تاریک کمرہ میں تنہا بیٹھے جن کے دیر تک واپس نہ آنے کے باعث زار زار روتے دیکھا۔ سیکڑوں اندیشے اُس کے دل میں جاگزین ہونے لگے۔ جو سب کے سب اُس کی پریشانی کو دوبالا کرنے والے تھے۔ سوچتی تھی کہیں ایسا نہ ہو۔ وہ میری تلاش میں گھر سے نکل کھڑا ہو۔ وہ لنڈن کی گلیوں سے ناواقف ہے۔ اس لئے اُس کا صدر مقام کے پرپیچ محلوں میں راستہ بھول جانا ایک یقینی بات ہوگا۔ پھر ایسی رات کو جبکہ عناصر خشمگین تھے۔ اور پانی اور ہوا کا طوفان برابر جاری تھا۔ اس انجان بچہ کا گلیوں میں راستہ بھول جانا اُس کے لئے یقینی موت کا درجہ رکھتا تھا۔ یہ اور اسی قسم کے صدہا اندیشے

اُس کے دل میں پیدا ہوئے۔ یہ سب کے سب نہایت خوفناک تھے۔ امر واقعہ یہ ہے
کہ اسے اپنے بھائی سے گہری محبت تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ والدین کے انتقال کے
بعد وہ اُس کو ماں کے برابر عزیز سمجھتا تھا۔ اور خود بھی اس سے بے حد محبت کیا کرتا تھا۔
وہ ایک بہت پیارا اور حسّاس کمسن بچہ تھا۔ اور اب اُس کی یاد جولیا کے دل کو بے حد پریشان
کر رہی تھی۔

وہ انہی فکروں میں تھی کہ حوالات کا دروازہ کھلا۔ اور ایک پہرہ دار نے آواز دی "جولیا
مترس" اُس نے اس کا ہلکی اور کمزور آواز سے جواب دیا۔ اور پہرہ دار اس بات کا اطمینان
کرنے کے بعد کہ قیدی صحیح سلامت ہے۔ اور اُس نے خودکشی کا اقدام نہیں کیا۔
پھر دروازہ بند کر کے جانے کو تھا۔ کہ جولیا نے زور سے چلّا کر کہا "صاحب ایک منٹ
کے لئے ٹھہر جائیے" سپاہی نے پوچھا "کیا بات ہے؟" جولیا نے مختصر لفظوں میں
بیان کیا۔ کہ مکان پر میرا چھوٹا بھائی میری واپسی کا منتظر ہے۔ جب میں رات پھر واپس نہ
جاؤں گی۔ تو وہ بہت بے چین ہوگا۔ اس لئے میں تمہاری بہت ممنونِ احسان ہوں گی اگر تم کسی
شخص کو بھیج کر اُس کو اطلاع کرا دو کہ تمہاری بہن صبح تک ضرور واپس آ جائے گی" سپاہی
نے چونکہ دل لگی آدمی تھا۔ ایسا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور وہ واپس جانے کو تھا۔ کہ اُس کے
دل میں کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور وہ کہنے لگا "کیا تم یقین کرتی ہو۔ کہ یہاں سے اس آسانی
سے جلد رہائی پا سکوگی۔ یاد رہے۔ تم پر ایک نہایت سنگین الزام عاید کیا گیا ہے" وہ حیرت
زدہ ہو کر کہنے لگی "مجھے معلوم نہیں کیا الزام ہے تمہیں معلوم ہے تو بتاؤ" سپاہی بولا۔
"یہ سراسر بکواس ہے" اور اس کے ساتھ ہی اُس نے زور سے دروازہ بند کر دیا۔ اور
چونکہ اب وہ اپنے دل میں سمجھنے لگا تھا۔ کہ یہ عورت کوئی پرانی مجرم ہے۔ اور کسی برے
مقصد کے لئے اپنے گھر پیغام پہنچانا چاہتی ہے۔ اس لئے اُس نے پیغام پہنچانے کا
جو ارادہ کیا تھا۔ اُسے بھی دل سے دور کر دیا۔ ادھر اُس غریب عورت کو اس خیال سے
تسلی ہو گئی کہ مجھ سے جو وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ پورا کیا جائے گا۔ اور میری غیر حاضری کی
اطلاع بھائی تک پہنچا دی جائے گی۔ کیونکہ اگرچہ اُس نے پہرہ دار کی زبانی وہ تلخ
اور رنجیدہ فقرہ جو اس نے اس کے بیان کی نسبت کہا تھا سن لیا تھا۔ تاہم وہ ایک لمحہ
کے لئے بھی یہ نہیں خیال کرتی تھی کہ وہ اپنا وعدہ ایفا نہ کرے گا۔ بہرحال وہ رات بڑی

بڑی مشکل سے کٹی۔ اُس نے ایک مرتبہ بھی آنکھ نہیں جھپکی، بلکہ قریب قریب گرجا کے گھنٹوں
کو بڑی توجہ کے ساتھ گنتی رہی۔ بار بار وہ ہر چند دل سے گنتی تھی مگر اس قدر آہستگی سے
کبھی وقت نہیں کٹا جیسے آج گذرا ہے۔ کئی گھنٹوں سے اس غریب کو کھانا نصیب
نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ اس کے باوجود اسے بھوک نہ تھی، البتہ فکر و فاقہ کی کمزوری سے
اعصاب اپنے دل و دماغ پر ایک قسم کا بوجھ سا محسوس ہوا [illegible]
کبھی کبھی اُس کے خیالات منتشر ہو جاتے تھے۔ جس وقت اسے حوالات کی کوٹھری میں داخل
کیا گیا۔ تو اس کے کپڑے پانی میں تر اور بھیگے ہوئے تھے۔ اس کی جرابیں، بوٹ اور لباس کا نچلا حصہ
کیچڑ میں لت پت تھا۔ حوالات میں پہنچکر اُس نے اپنا لبادہ اتار کر رکھ دیا۔ باقی کپڑے بدن
پر ہی خشک ہو گئے۔ اور اب اگرچہ اسے سردی محسوس نہیں ہوتی تھی تاہم اعضا شل
ہو گئے تھے۔ گو وہ ہی اُس کے لئے اب چنداں تکلیف دہ نہ تھے۔ آخرکار صبح کی سفیدی
چمکی اور مایوس کن صبح کی روشنی حوالات کی کوٹھری میں تاریکی سے جد و جہد کرتی ہوئی داخل
ہوئی۔ اس کے ذرا دیر بعد ایک آدمی آیا۔ اور جولیا کو گرم قہوہ کی پیالی اور روٹی کا ٹکڑا
دے گیا۔ اُس نے اُس سے پوچھا "میرے بھائی کو پیغام پہنچا دیا گیا تھا؟" لیکن معلوم
ہوا یہ وہ شخص نہ تھا جو آدھی رات کے وقت گشت لگاتے آیا۔ اس لئے وہ اس کا کچھ
جواب نہ دے سکا۔ اس کے علاوہ وہ کوئی بڑا تند مزاج سخت گیر آدمی تھا۔ اور اگرچہ
جولیا اس الزام کی نوعیت معلوم کرنے کو سخت بے چین تھی۔ جو اس کے خلاف عائد کیا
گیا۔ تاہم اُس سے مزید گفتگو کی جرأت نہ ہوئی۔ قہوہ پینے سے اُس کے بدن میں ذرا
توانائی محسوس ہونے لگی۔ مگر وہ روٹی کا ایک بھی لقمہ نہ کھا سکی۔ اگرچہ بھوک کی وجہ سے
جان پر بنی ہوئی تھی معلوم ہوتا تھا روٹی کی صورت سے ہی اسے نفرت ہے۔ دو گھنٹے اور گذر
گئے۔ اور اُس وقت پھر وہی سپاہی جس نے شب گذشتہ کو اُسے گرفتار کیا تھا اُسے عدالت
کو لے جانے کے لئے آیا۔ راستہ میں جولیا نے اُس سے الزام کی نوعیت پوچھی تو اب اول
مرتبہ اُسے معلوم ہوا کہ وہ سکہ جو اُس نے نانبائی کے ہاں بھنوایا اور جسے وہ اپنے خیال میں
ایک پونڈ سمجھتی تھی حقیقت میں پیتل کا بنا ہوا ایک ایسا سکہ تھا۔ جیسے شرفا عموماً تاش وغیرہ
کھیلنے کے وقت شرط لگانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ سنکر اُسے بھاری صدمہ
ہوا اور اُس نے سپاہی کو اُن تمام حالات سے خبردار کر دیا جن میں وہ سکہ اُسے ملا تھا۔

مگر اُس نے اس انداز سے سر ہلایا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس عذر کو قابل یقین نہیں سمجھتا۔ جولیا اب تک اپنی پریشانی میں اس قدر محو تھی۔ کہ اُس نے سپاہی کی طرف سے اظہار نااعتمادی نہ دیکھا۔ بلکہ اس اُمید کو اپنا سہارا سمجھتی رہی۔ کہ جب مجسٹریٹ کے روبرو واقعات بیان کئے جائیں گے۔ تو وہ ضرور مجھے رہا کر دے گا۔ مجسٹریٹ کی عدالت میں پہنچی تو وہاں ایک شرابی کا مقدمہ پیش تھا۔ اس کے بعد اسے ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑا کیا گیا۔ جس نانبائی نے اس کے خلاف استغاثہ دائر کیا تھا۔ وہ بھی عدالت میں موجود تھا۔ اُس نے سارا واقعہ صاف اور سیدھے طریق پر بیان کر دیا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُسے ملزمہ کے خلاف کوئی خاص عداوت نہیں ہے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ میں نے اس سے پیشتر ہمیشہ اُسے ایک ایماندار اور صاحب عزت محنتی عورت دیکھا ہے۔ اُس نے بیان کیا۔ کہ میں نے اُس وقت گھبراہٹ میں اُسے حوالۂ پولیس کر دیا۔ کیونکہ مجھے دھوکا دیئے جانے کا سخت رنج تھا۔ لیکن میری دلی خواہش یہی ہے کہ یہ بے قصور ثابت ہو۔ اور بری ہو جائے۔ نانبائی کے طرز عمل سے جولیا کے دل میں کچھ حوصلہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ وہ خود سمجھتی تھی کہ معاملہ محض شبہ کا ہے اور اس کے علاوہ اُس نے سارا واقعہ اتنی سچائی اور ایمانداری کے ساتھ بیان کیا۔ کہ مجسٹریٹ پر اُس کا خاص اثر ہوا۔ لیکن اس کے باوجود عدالت نے اس بات پر اظہار تعجب کیا۔ کہ اول تو پونڈ کی بجائے اس قسم کا مصنوعی اور پیتل کا سکہ دیا گیا۔ اور دوسرے ایک اجنبی شخص نے ایک چھوٹے بچے کی بجائے پونڈ دینا چاہا۔ اس لئے اُس نے فیصلہ سُنایا۔ کہ جس شخص کا یہ عورت ذکر کرتی ہے۔ اُس کی شہادت کا انتظار کیا جائے۔ اور اس عرصہ میں ملزمہ کو ہفتہ بھر حوالات میں رکھا جائے۔ اگر یہ واقعہ سچ ہے۔ تو اس عرصہ میں شخص مذکور اخبارات میں اس معاملہ کی حقیقت پڑھ کر ضرور شہادت دینے کے لئے آئے گا۔ جولیا نے جب سنا کہ مجھے ابھی ایک ہفتہ اور حوالات میں رہنا ہوگا۔ تو وہ زار زار رونے لگی جس کا نانبائی کے دل پر اتنا اثر ہوا۔ کہ اُس نے مجسٹریٹ سے اپنے فیصلہ پر دوبارہ غور کرنے کی درخواست کی۔ مگر یہ درخواست بے سود ثابت ہوئی اگرچہ عدالت نے کہا کہ اگر کوئی شخص ملزمہ کی ضمانت دے تو اسے عارضی طور پر رہا کیا جا سکتا ہے۔ نانبائی نے آہستگی سے بدنصیب لڑکی کے کان میں کہا "تم فکر نہ کرو میں دو دوستوں کو تمہاری ضمانت کے لئے بھیج دوں گا" اس وعدہ سے اُس کی بڑی حد تک تسکین

ہوگئی۔ پھر جب اُسے واپس حوالات کو لے جا رہے تھے۔ تو تانیا جی نے جولیا سے کہا
میں تمہارے بھائی کو مکان پر سے لے آیا ہوں۔ اور وہاں جس کی پورے طور سے حفاظت
کی جا رہی ہے۔" اُس نے یہ بھی کہا کہ "مجھے تمہارے خلاف مقدمہ چلنے کا سخت افسوس ہے
اور تم سمجھ چکی ہو۔ کہ میں نے عدالت میں جو کچھ کہا۔ وہ تمہارے حق میں تھا۔" مختصر یہ کہ
تانیا جی نے اُسے ضمانت پر رہا کرالیا۔ اور سہ پہر کے دو بجے کے قریب وہ اپنے مکان پر
واپس پہنچ گئی۔

تانیا جی کی بیوی خود ننھے ہیری کو اُس کے پاس لے گئی۔ "ور معلوم ہوا کہ شب گزشتہ
کو اُس کے شوہر نے مس جورے کی گرفتاری کے متعلق جو کاروائی کی تھی۔ اُس کے
لئے اُس کی بیوی نے اُسے سخت ملامت کی۔ چونکہ وہ فطرتاً رحم دل عورت تھی۔ اس
لئے وہ فوراً ہی جولیا کے بھائی کو اپنے ہاں لے گئی تھی۔ اور اس کی بہن کے واپس آنے
کے متعلق کوئی فرضی قصہ بیان کر کے اُس کی تسلی کرا دی۔ مگر جولیا کو باوجود رہا ہو جانے
کے خوشی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ الزام کا بوجھ ابھی سر پر تھا۔ اور اُس کی بریت کا دارومدار
محض اس بات پر تھا کہ وہ گمنام محسن جس کے متعلق اُسے یقین تھا۔ کہ وہ محض غلطی سے
اتفاقیہ طور پر سونے کے پونڈ کی بجائے شلنگ سمجھ کر دے گیا۔ جس کی بدولت اُسے کئی
طرح کی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شہادت دینے کے لئے عدالت
میں پہنچ جائے گا۔ مگر اب سب سے پہلے اُسے اس بات کی فکر ہوئی کہ عمر رسیدہ
مارشنس آف لنگش کا ریشمی لباس جو کیچڑ میں گر جانے سے بالکل خراب ہو گیا تھا۔
اُس کے ہاں پہنچانے جائے۔ جس وقت وہ اس لباس کو ہاتھ میں لئے آکسفورڈ سٹریٹ
گذر رہی تھی۔ تو اُس کا دل بہت پریشان اور مضطرب تھا۔ مطلع اب تک ابر آلود تھا۔ اگرچہ
بارش تھم چکی تھی۔ اور آنے جانے والے لوگوں کی قطاریں اس تیزی اور جدوجہد کے بغیر چل
رہی تھیں۔ جس کا شب گزشتہ کو غلبہ تھا۔ جس وقت جولیا اس مقام پر پہنچی جہاں لباس
گرنے کا وہ افسوسناک حادثہ ہوا تھا۔ جو حقیقت میں اُس کی ساری مصیبتوں کا موجب
تھا۔ تو اُس کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔ جوں توں کر کے وہ بینونڈ سکوئر میں مارشنس کے
عالیشان مکان پر پہنچی۔ جہاں خادمہ نے فوراً ہی اُسے اُس امیر عورت کے سامنے پہنچا دیا
مارشنس ایک بڑی ہی متکبر اور مغرور عورت تھی اور اگرچہ اس کی عمر ۵۰ سال کے قریب تھی تاہم کھرے

مصنوعی بالوں۔ بناوٹی دانتوں اور سنگار کی باقی چیزوں کی مدد سے قریباً بیس سال کم
نظر آتی تھی۔ جس وقت جولیا خاتون موصوف کے سامنے پہنچی۔ تو وہ ایک مختصر لیکن نہایت
شاندار کمرہ میں بیٹھی تازہ ترین ناول کا مطالعہ کر رہی تھی۔ بلکہ یوں کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اُسے
کہیں کہیں سے دیکھ رہی تھی۔ عام فیشن کے مطابق یہ ناول تین جلدوں میں تیار کیا گیا
تھا۔ اگرچہ واقعات اس قسم کے تھے کہ انہیں ایک ہی جلد میں ختم کر دیا جاتا۔ تو بیجا نہ تھا۔
قریب ہی چھوٹی سی میز کے پاس ایک بائیس سالہ پری جمال عورت بیٹھی تھی۔ بال پر زاغ
کی طرح بالکل سیاہ۔ آنکھیں موٹی اور کالی قد لانبا اور بدن صحت ور تھا۔ اگرچہ اس کے باوجود
اس حسینہ کے چہرہ پر افسردگی کا ہلکا سا بادل نظر آتا تھا۔ رخسار کسی قدر زرد تھے۔ مگر
خرابیٔ صحت کے باعث نہیں۔ بلکہ کسی خفیہ فکر و تشویش کی وجہ سے۔ اس پری کا نام لیڈی
کیرولائن جرننگھم تھا۔ اور یہ مارشنس کی بھتیجی اور اُس کے اکلوتے بیٹے مارکوئس آف
ونگشن کی بہن تھی۔

جس وقت جولیا ان دونوں خواتین کے سامنے پہنچی۔ تو اُس نے جو باتیں اپنے ذہن
میں سوچ رکھی تھیں۔ . . جو الفاظ اُس نے سارے واقعہ کو بالکل راستی کے ساتھ بیان
کر دینے کے لئے تجویز کئے تھے۔ سب کچھ اُن کے رعب میں آکر بھول گئی۔ اور اس پر
گھبراہٹ سی طاری ہو گئی۔ درحقیقت مارشنس کا رعب اتنا تھا۔ اور وہ اتنی مغرور اور
اپنے طریق و اطوار میں کسی ملکہ زمان سے اس قدر مشابہ تھی۔ کہ اُس کی صورت دیکھتے ہی
غریب لڑکی کے دل میں طرح طرح کے مبہم اور ناقابل بیان اندیشے پیدا ہو گئے۔ گویا
جانے اُس سے کسی نہایت سنگین جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ مگر لیڈی کیرولائن نے اُس
کی طرف ایسی عنایت آمیز ہمدردانہ نظر سے دیکھا۔ کہ جولیا کو خیال آیا۔ شاید اُس کم سن
خاتون کو لباس بگڑ جانے کے حادثہ کا پہلے سے علم ہے۔ مگر پھر اُس نے سوچا یہ کیونکر
ممکن ہے۔ اور اس خیال کے آتے ہی اُس کی گھبراہٹ اور پریشانی اتنی بڑھی۔ کہ وہ ایک بھی
لفظ زبان سے ادا کئے بغیر زار زار رونے لگ گئی۔ جس پر مارشنس نے تعجب کا کلمہ
زبان سے نکالا۔ تب جولیا نے جلدی سے آنکھیں پونچھ کر لیڈی کیرولائن کی طرف التجائے
رحم کی نظر سے دیکھا۔ اُس وقت اُسے پھر معلوم ہوا کہ وہ تسلی بخش اور گہری ہمدردی کے
انداز سے دیکھ رہی ہے۔ اس سے حوصلہ پا کر جولیا نے پارسل کو کھولنا شروع کیا اور اس کے

ساتھ ہی وہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرنے لگی۔ جو پیش آچکا تھا۔ پھر جب اس نے ڈرتے ڈرتے مارشنس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی بھویں تنی ہوئی اور چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار ہیں۔ مگر لیڈی کیرولائن نے فوراً ہی مہربانی کے انداز سے کہا "بس مرے لباس کو جو کچھ خرابی پیش آئی ہے۔ اس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ والدہ اُسے ایک افسوسناک حادثہ سمجھیں گی۔ اس میں تمہارا کچھ قصور نہیں" لیکن بیوہ عورت متکبرانہ طریق پر بیٹی کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگی "لیڈی کیرولائن تم چپ رہو۔ جو کچھ کہنا ہے میں خود کہونگی" اور پھر کانپتی ہوئی جولیا کی طرف خشمگین نگاہ سے دیکھکر وہ بولی "جوان عورت تمہاری سفارش میرے پاس لیڈی لیلے نے کی تھی۔ اسی نے مجھے بتایا تھا۔ کہ تم ایک دیانتدار محتاط اور سمجھدار لڑکی ہو۔ تمہاری پرورش اچھے طریق پر ہوئی تھی اور تمہیں والدین کے انتقال پر بحالت مجبوری سلائی کا کام شروع کرنا پڑا۔ میں نے ان تمام حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے محض اس سفارش کی وجہ سے تمہیں بلا کر بطور امتحان کام دینے کے ارادہ کیا۔ اور اب میں دیکھتی ہوں کہ تم نے میرا ایک قیمتی لباس بالکل خراب کر دیا ہے۔ جس کی لاگت دس پونڈ سے کم نہیں" جولیا ڈرتے ڈرتے کہنے لگی "بیگم صاحب میں تسلیم کرتی ہوں۔ کہ آپ کا اظہار ناراضی بالکل بجا ہے۔ مگر خدا گواہ ہے۔ جو کچھ ہوا۔ وہ محض ایک اتفاقی حادثہ تھا۔ اور اگر آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں تو میں شب و روز محنت کر کے آپ کے اس نقصان کی تلافی کرنے کو تیار ہوں" جولیا مرے کے مؤدبانہ انداز اور بھولی باتوں سے مارشنس کے دل پر اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگی۔ "نہیں نہیں۔ میں امیر ہو کر تم پر جو ایک غریب لڑکی ہو۔ ظلم کرنا نہیں چاہتی۔ البتہ آئندہ کے لئے میں تمہیں کام دینا پسند کرتی ہوں۔ بس اب تم چلی جاؤ" اور یہ فقرات کسی نامور مدبر کی شان سے کہتے ہوئے امیر عورت نے تحکمانہ انداز سے جولیا کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔

اس غریب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ نہیں دیکھ سکی۔ کہ لیڈی کیرولائن حیرت کیم میری طرف کس قدر ہمدردانہ نگاہ سے دیکھتی ہے۔ چند شکستہ لفظوں میں اس نے مارشنس سے اس خطا کی معافی اور آئندہ کے لئے کام ملنے کی درخواست کی۔ مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور انجام کار وہ سخت پریشانی کی

حالت میں وہاں سے واپس لوٹی ۔ باہر نکلکر وہ چند سٹ اس لئے برآمدہ میں رک کر چہرہ سے آنسوؤں کے نشانات دور کر کے طبیعت کو سکون دے لے کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ہال سے گذرتے وقت دربان اور باقی نوکر مجھے اس حالت میں دیکھ کر طرح طرح کے خیالات کو دل میں جگہ دیں ۔ وہ دم لینے کے لئے برآمدے میں ایک کرسی پر بیٹھ گئی کیونکہ ذہنی اور جسمانی تکان سے نڈھال تھی ۔ یقیناً ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے اس کے شانہ کو آہستگی سے ہلایا ہے ۔ وہ چونک کر اٹھی تو کیا دیکھتی ہے کہ لیڈی کیرولائن پاس کھڑی ہے ۔ اس حسینہ نے اپنی انگلی لبوں پر رکھتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی نشست گاہ کے دروازہ کی طرف اشارہ کیا جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنی ماں سے نظر بچا کر آئی ہوں ۔ اور نہیں چاہتی کہ میرے تمہارے پاس آنے کا علم ہو ۔ پھر وہ کہنے لگی "غریب لڑکی یہ لیتی جاؤ ۔ اور آئندہ بھی اگر تمہیں کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہو تو مجھ سے طلب کرنے میں دریغ نہ کرنا ۔ مگر پہلے اس کی اطلاع خط کے ذریعہ دیدیا کرنا" یہ کہتے ہوئے لیڈی کیرولائن نے پانچ پونڈ جولیا کے ہاتھ میں دیدیئے اور بغیر شکریہ کا انتظار کئے بغیر اس لڑکی کو خوشی اور تعجب کی حالت میں چھوڑ کر اسی کمرہ میں واپس چلی گئی ۔ جہاں اس کی ماں بیٹھی تھی ۔

جولیا تیزی سے قدم اٹھاتی گھر کی طرف روانہ ہوئی ۔ اور وہاں پہنچکر دیکھا کہ ہیری فکر کے ساتھ اس کی واپسی کا منتظر ہے ۔ اس میں شک نہیں ۔ وہ اتنا کم عمر تھا ۔ کہ جو مشکلات بہن کو پیش آئیں ۔ ان کی نوعیت کو سمجھ نہیں سکتا تھا ۔ تاہم جس وقت وہ خراب لباس لے کر جانے لگی ۔ تو اسے اس بات کی فکر ضرور تھی ۔ کہ ایسا نہ ہو رات کی طرح وہ پھر بہت دیر تک واپس نہ آئے ۔ ان حالات میں بہن کو آتے دیکھ کر اس کی ساری تشویش رفع ہو گئی ۔ اور وہ التجا کے انداز سے کہنے لگا "بہن اب تم رات بھر مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جانا" بچہ کی زبان سے یہ پیارے الفاظ سنکر بہن کے دل پر بہت اثر ہوا ۔ اور اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اس کی خاطر مجھے آگ اور پانی سے بھی گذرنا پڑے ۔ تو پروا نہیں ۔ مگر دفعتاً اسے خیال آیا ۔ کہ اب میرے پاس کوئی کام موجود نہیں ۔ البتہ اس کے پاس فوری ضروریات کے لئے پانچ پونڈ موجود تھے ۔ تاہم آئے فطرتاً بیکار رہنا پسند نہ تھا ۔ بہرحال اس نے بھائی سے وعدہ کیا کہ میں اب دن بھر

کہیں نہ جاؤں گی۔ اس نے ہیری کے لئے بہت عمدہ کھانا تیار کیا۔ جسے کھا کر وہ اتنا خوش ہوا
کہ جولیا کے دل میں شفقت پیدا ہوئی۔ اسے کاش میں ہمیشہ اسے ایسا ہی عمدہ کھانا کھلا
کرسکوں۔ وہ اپنے آپ کو خوش و خرم ظاہر کرنے کی بہت کوشش کرتی رہی۔ مگر دل
پر ایک قسم کا بوجھ سا پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ کھوٹا سکہ چلانے کا الزام ابھی سر پر تھا۔ اور وہ نہیں
جانتی تھی۔ کہ وہ قیاس اجنبی اس معاملہ کا ذکر اخبارات میں نہ چھپ کر وقت پر مدد کے
لئے آئے گا بھی یا نہیں۔ اس کے علاوہ وہ اس بات سے بھی ڈرتی تھی۔ کہ جب
یہ مقدمہ اخبارات میں چھپا۔ تو وہ سب معزز عورتیں جو اب تک مہربانی سے میرے
حال پر رحم کرتی رہی ہیں برگشتہ ہو جائیں گی۔ اور اگر وہ اجنبی صفائی کی شہادت
دینے کے لئے عدالت میں نہ آیا۔ تو اگرچہ جیسا کہ نانبائی نے اسے یقین دلایا تھا ممکن
ہے مجسٹریٹ اس کے کہنے پر مقدمہ خارج کر دے۔ تاہم اُسے بدنامی کا داغ لگنا یقینی
تھا۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اُس کا جی بھر آیا۔ اور بارہا جب ہیری کی نگاہ دوسری
طرف ہوتی۔ تو آنسوؤں کا ایک گوہر تاب قطرہ اُس کے زرد مگر خوشنما رخسار پر ٹپکتا
تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جولیا بہت خوبصورت تھی۔ اس کے بال سیاہی مائل بھورے
رنگ کے۔ آنکھیں نیلگوں۔ دانت موتیوں کی طرح چمکدار اور بدن سمندری پریوں کی
طرح پرلچک اور شاندار تھا۔

اس کے دوسرے دن صبح کا کھانا کھا کر جولیا نے ٹوپی اور شال اوڑھا اور
مختلف مقامات پر کام کی تلاش میں جانے کو تھی۔ کہ مالکہ مکان نے کمرہ میں داخل ہو کر
کہا "مس مرے ایک صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے تمہارے
کمرہ میں آنے کو کہا تھا۔ مگر وہ اس خیال سے رُک گئے۔ کہ شاید تم ان سے اپنے کمرہ میں
ملنا منظور نہ کرو۔ چنانچہ وہ میری نشستگاہ میں منتظر ہیں۔" یہ سنکر اس کے دل میں امید کی
ایک ہلکی سی شعاع پیدا ہوگئی۔ کون کہہ سکتا ہے۔ یہ وہی گمنام محسن ہو جس نے غلطی
سے چنیل کا سکہ دے دیا تھا۔ اس خیال کی تصدیق اس کے طرز عمل سے بھی ہو گئی۔
کیونکہ یہ شرافت کی انتہا تھی۔ کہ اس نے بلا اجازت اُس کے کمرہ تک آنا منظور نہ کیا
اُس خوفناک رات کو بھی جب لباس گرنے کا حادثہ پیش آیا۔ تو وہ ایسی ہی شرافت کا
سلوک کرتا رہا تھا۔ ہیری سے یہ کہہ کر کہ میں ابھی واپس آتی ہوں۔ جولیا زینہ سے نیچے

آئی۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں اسی شخص کے روبرو پہنچ گئی۔ جس کا تصور سب سے زیادہ خیال لگا ہوا تھا۔ بے شک یہ وہی گمنام محسن تھا۔ وہی لانبا قد اور خوشنما چہرہ اس وقت اس نے ایک نہایت بیش قیمت پوستین پہنی ہوئی تھی۔ عمر میں ۲۸ سال کے قریب تھا۔ اور اس طبعی فیاضی کی جھلک کے باوجود جو بشرہ سے ظاہر تھی۔ اس کا انداز امیرانہ اور پُر شوکت تھا۔ جولیا کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر صداقت آمیز لہجہ میں بولا "مس مرے میں نہیں جانتا۔ کن لفظوں میں اُس رنج و ندامت کا اظہار کروں۔ جو آپ کی تکلیف سے مجھے ہوئی ہے۔ جس خوفناک غلطی کے باعث آپ کو اتنی پریشانی ہوئی۔ اس کا علم مجھے آج اول مرتبہ اخبارات پڑھ کر ہوا۔ اور میں اس واقعہ کا ذکر دیکھتا ہی سیدھا اس طرف کو چلا آیا ہوں۔ میرا عذر آپ پہلے ہی سمجھ گئی ہوں گی۔ بات یہ ہے کہ ہینوور سکوئر میں آپ سے ملنے کے نصف گھنٹہ پیشتر میں نے تاش کھیلتے ہوئے بازی لگانے کو اس قسم کے چند پیتل کے سکے خریدے تھے۔ اور میں نے انہیں اسی جیب میں ڈال لیا۔ جس میں باقی نقدی تھی" جولیا کہنے لگی "صاحب میں پہلے ہی جانتی تھی۔ کہ جو کچھ ہوا۔ اُس میں آپ کے ارادہ کو مطلق دخل نہ تھا" اجنبی نے کہا "یہ کتنی بڑی فیاضی ہے کہ آپ معاملہ کو اس پہلو سے دیکھ رہی ہیں۔ مگر اب فوراً میرے ساتھ عدالت کو چلئے تاکہ میں اُس بدنامی کے داغ کو دھو سکوں جو آپ کے نام پر آیا ہے۔ رفع کر سکوں" جولیا یہ سُنکر بہت خوش ہوئی۔ اور اجنبی اُسے اپنے بازو کا سہارا دے کر عدالت پولیس کی طرف لے چلا۔ راستہ میں وہ نادانی سے یہی کہتا گیا کہ تم نے فوراً عدالت میں پہنچنا دوران گفتگو میں اُس نے اس جوان عورت سے صدہا سوال پوچھے۔ جو اپنے اندر کوئی گستاخانہ استعجاب نہیں بلکہ کامل ہمدردانہ پہلو رکھتے تھے۔ لیکن جولیا کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔ کہ اُس نے خراب شدہ لباس کے متعلق ایک بھی سوال نہ پوچھا۔ شاید اس لئے کہ وہ اس معاملہ کو بالکل ہی بھول گیا تھا۔

عدالت میں پہنچکر شخص مذکور نے اپنا کارڈ مجسٹریٹ کو پیش کیا۔ اور اس کے ساتھ چند الفاظ آہستگی سے اُس کے کان میں کہے۔ مجسٹریٹ کا رویہ فوراً ہی ادب آمیز ہو گیا۔ مقدمہ بلا تاخیر پیش ہوا۔ اور اُس مرد شریف نے پیتل کے بنے ہوئے سکہ

کا معاملہ اختصار کے ساتھ مگر موثر طریق پر بیان کیا۔ اس کے بعد مجسٹریٹ نے جولیا کی رہائی کا حکم دیتے ہوئے کہا۔ کہ وہ تمہارے چال چلن پر اس واقعہ سے کوئی داغ نہیں آیا۔ اجنبی نے دس پونڈ غربا میں بطور خیرات تقسیم کرنے کے لئے مجسٹریٹ کے حوالے کئے اور پھر جولیا کو ساتھ لے کر اسی مکان تک چھوڑنے گیا جس میں وہ رہتی تھی۔ مکان کے دروازے پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ اور اس حسینہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا "مس مرے آپ کو آج عدالت میں جانے کے متعلق میری غلطی سے جو بھاری نقصان کا صدمہ اور پریشانی ہوئی۔ اس کی تلافی کے طور پر میں اگر آپ کو کسی قسم کی مالی امداد پیش کروں۔ تو میرا یہ فعل گستاخی میں داخل ہوگا۔ لیکن یقین جانئے۔ میں کسی اور طریق پر آپ کی خدمات سرانجام دینے سے دریغ نہ کروں گا۔ سردست میں آپ کو الوداع کہتا ہوں۔ مگر اس نے اس کے چہرہ کی طرف ایک لمحہ کے لئے غور سے دیکھتے ہوئے کہا "یقین جانئے میں کبھی آپ کو نہیں بھولوں گا" یہ کہتے ہوئے اس نے اس حسینہ کا ہاتھ دبایا اور تیزی سے قدم اٹھاتا ایک طرف کو روانہ ہوگیا۔ اس کے چلے جانے پر جولیا کو خیال آیا کہ اب تک مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ وہ کون ہے۔ یا کیا کام کرتا ہے۔ مگر اس نے سوچا کہ مقدمہ کی کیفیت اخبارات میں درج ہوگی۔ اور اس طرح پر مجھے اس کا نام معلوم ہو جائے گا۔ اگلے دن تک وہ اخبارات میں اس مقدمہ کی اشاعت کی فکر و تشویش کے ساتھ منتظر رہی۔ اگرچہ نہیں سمجھ سکتی تھی۔ کہ یہ فکر و تشویش کیوں ہے۔ ہر چند کہ عدالت نے اس کے چال چلن کو اس الزام سے جو اس پر عاید کیا گیا تھا۔ بےداغ قرار دے دیا تھا۔ اور دنیا کی نظروں میں وہ ہر طرح بےقصور ثابت ہو چکی تھی۔ ہر چند کہ وہ لیڈی کیرولائن خرننگھم کی فیاضی کی بدولت اب اس قدر روپیہ بھی رکھتی تھی کہ اسے فکر معاش لاحق نہ تھی۔ اور اگرچہ کوئی خفیہ آواز اسے یہی بتا رہی تھی۔ کہ اجنبی شخص اس کا محسن اور دوست ہے۔ تاہم معلوم نہیں کیا بات تھی۔ کہ اس کے ذہن میں اطمینان نہ تھا۔ شاید اس لئے کہ اس گمنام محسن کی صورت اس کے دل پر اثر کر چکی تھی۔ یا اس لئے کہ اس کے عنایت آمیز ہمدردانہ الفاظ نے اس کے پاک سینہ میں کسی نامعلوم نازک حس کو بیدار کر دیا تھا۔ جو کچھ بھی ہو موجودہ حالات میں ان سوالات کا جواب دینا مشکل ہے۔ مگر یہ ایک یقینی امر ہے کہ اس کے دوسرے دن جس وقت جولیا نے صبح کے اخبارات کا مطالعہ کیا۔ اور اس میں اسے اپنے گمنام محسن

کا کام دکھائی نہ دیا۔ تو اُسے بہادری مایوسی ہوئی۔ خیالات تھا اس مقدمہ کی کیفیت تریج تھی۔ اُس میں اجنبی کا ذکر ایک شریف مرد کی حیثیت میں موجود تھا۔ جس کا نام ظاہر نہیں ہوسکا تھا۔ اس طرح پر اس کے محسن کا راز اب بھی حل نہ ہوا تھا۔ اور اس سے اُس حسینہ کو اور زیادہ پریشانی ہونے لگی۔ وہ سوچتی تھی۔ کیا باعث ہے۔ اس نے اب تک اپنا نام مجھ پر ظاہر نہیں کیا۔ یہ ایک تعجب امر ہے۔ کیا اُس کا نام کسی پہلو سے قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ورنہ مجسٹریٹ پر اُس کا اتنا فوری اور سحری اثر نہ ہوسکتا۔ پھر اُس نے خیال کیا۔ شاید وہ کوئی مشہور مدبر اور وہ یا امیر آدمی ہو۔ یہ باتیں سوچکر جو لیا نے بےاختیار ایک آہ کھینچی کیونکہ اس قسم کے قیاسات اس کے لئے بے حد روح فرسا تھے۔ مگر اپنے دل میں اُسے دفعتاً اس بات کی امید اور خواہش پیدا ہوتی نظر آئی۔ کہ اجنبی میرے اپنے مجلسی طبقہ سے بلند تر نہ ہو تو اچھا ہے۔

گھر کے کام سے فارغ ہوکر وہ سلائی کے کام کی تلاش میں مختلف خواتین کے پاس جن سے واقف تھی۔ جانا چاہتی تھی۔ کہ مالکہ مکان نے اسے ایک رقعہ لا کر دیا۔ یہ رقعہ لیڈی کیرولائن جرنگھم کی طرف سے تھا۔ جس میں مس مرے سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ شام کے وقت مجھ سے ضرور ملنا۔ کیونکہ میرے پاس تمہیں دینے کے لئے بہت سا کام رکھا ہوا ہے۔ نوجوان دوشیزہ یہ رقعہ پاکر بہت خوش ہوئی۔ کیونکہ اس سے نہ صرف اُسے کام ملنے کی امید ہوگئی بلکہ یہ بھی ظاہر ہوا کہ حسین و جمیل لیڈی کیرولائن میری ذات سے غیر معمولی دلچسپی رکھتی ہے۔ پس اُس نے سردست گھر سے باہر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور تمھا میری یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کہ وہ دن بھر گھر میں ہی رہی۔ رات کو جب لیڈی کیرولائن کے ہاں جانے کا وقت آیا۔ تو اُس نے بھائی کو یہ کہہ کر تسلی دی۔ کہ میں تھوڑی دیر میں واپس آئی جاتی ہوں۔ اور دل میں بڑی بڑی امیدیں لے کر ہینو ور سکوئر کی طرف روانہ ہوئی۔ جس وقت وہ یوہارشنس کے مکان پر پہنچی تو لیڈی کیرولائن کی خادمہ نے اُسے دروازہ کھولا۔ اور اُسے سیدھی اُس حسینہ کے کمرہ میں لے گئی۔ جو اُس سے بڑے عنایت آمیز سلوک کے ساتھ پیش آئی۔ اُس نے کہا۔ مس مرے مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں اس طرح پوشیدہ طور پر مکان کے اندر داخل کرنے پر مجبور ہوئی۔ مگر بات یہ ہے۔ میری والدہ اگرچہ بہت نیک دل خاتون

تاہم مثال کے طور پر اُس نے اپنا اور جولیا کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ مس مرے ہر چند کہ چالاک یا طرار عورت نہ تھی۔ تاہم ذہین ضرور تھی۔ پس اُس نے فوراً ہی معاملہ کو سمجھ لیا۔ اور جیسا کہ اُسے پیشتر شبہ ہو چکا تھا۔ اب اُس نے معلوم کیا کہ لیڈی کیرولائن کو کسی وجہ سے بھاری غم لاحق ہے۔ اور وہ پورے طور پہ خوش نہیں۔ مگر چونکہ یہ سراسر نامناسب تھا کہ وہ اُس امیرزادی کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرتی۔ اس لئے خاموش رہی۔

یکایک اس نے دوبارہ جولیا کی طرف دیکھا۔ اور اُس کے چہرہ کو التجا آمیز نظر سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی "جولیا تم مجھے اپنی سہیلی جانو۔ ممکن ہے . . . مجھے بھی کسی سہیلی کی امداد اور ہمدردی کی ضرورت ہو . . ." وہ پھر رک گئی۔ اور اُس نے ایک گہری آہ کھینچی۔ جولیا اُس کے ہاتھ کو جو اُس کے اپنے ہاتھ میں تھا۔ لبوں سے لگا کر کہنے لگی "معزز خاتون مجھے آپ کی خاطر دن رات ایک کرنا پڑے۔ تو بھی آپ کی امداد سے دریغ نہ کروں گی" لیڈی کیرولائن پہلے سے زیادہ خوشی کے لہجہ میں کہنے لگی "میری عزیز سہیلی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے تمہاری طبیعت معلوم کرنے میں غلطی نہیں کی جیسا کہ میں نے کہا۔ آج سے ہم ایک دوسرے کی سہیلیاں ہیں۔ مگر اب چونکہ میری ماں عنقریب مجھے بلا لے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم واپس چلی جاؤ" یہ کہتے ہوئے اُس نے جولیا کو بیش قیمت کپڑوں کا ایک پارسل دیا۔ جس سے لیڈی کیرولائن کے لئے کئی لباس تیار کرنے مطلوب تھے۔ یہ کام کم و بیش ایک ماہ کے لئے کافی تھا۔ پھر جس وقت وہ کمرہ سے باہر جا رہی تھی امیر خاتون کہنے لگی "جب تک یہ کام مکمل نہ ہو۔ میری خادمہ ہر ہفتہ سنیچر کے دن تم سے تیار شدہ کام لے آیا کرے گی" اس کے بعد دونوں جدا ہوئیں۔ اور لیڈی کیرولائن نے جولیا کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا۔ جس وقت جولیا تیزی سے قدم اُٹھاتی گھر کی طرف جا رہی تھی۔ تو اُس کا دل اس خوشی سے معمور تھا۔ جو اُسے اُس امیرزادی کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا ہونے کے باعث محسوس ہوئی۔ چنانچہ جب وہ اپنے مکان کے زینہ پہ چڑھ رہی تھی۔ جس کے بالائی کمرہ میں اُس کا بھائی ہیری اُس کی واپسی کا شوق سے منتظر تھا۔ تو وہ کہنے لگی "مجموعی طور پر اُس ریشمی لباس

کے خراب ہو جانا سننے سے مجھے بجائے نقصان کے فائدہ ہی پہنچا ہے۔" اور پھر
اپنے دل ہی دل میں کہنے لگی "ممکن ہے اس پیتل کے سکہ کا معاملہ بھی خوش نصیبی
کا موجب ثابت ہو۔"

گھر پہنچ کر جولیا نے سلائی کا کام جو اب اس کے پاس کافی مقدار میں موجود تھا۔
شروع کر دیا۔ اور جب کہ وہ کپڑے سی رہی تھی۔ اور ننھا ہیری کمرہ میں ادھر ادھر
کھیل رہا تھا۔ بارہا اس کے دل میں اس شکیل اجنبی کا خیال پیدا ہوا۔ اس کا قاعدہ
تھا کہ ہر روز اپنا سادہ کھانا کھا کر بھائی کو ساتھ لے گھنٹہ بھر سیر کرنے نکل جاتی۔ تاکہ
چلنے پھرنے اور تازہ ہوا لینے سے دونوں کی صحت اچھی رہے۔ پھر رات
کے وقت جب وہ اپنا کام چھوڑتی۔ تو بھائی کو کئی ضروری معاملات کی تعلیم دیا کرتی
تھی۔ دن کے وقت بھی وہ اکثر اپنا سبق یاد کرتا رہتا تھا۔ اور بہن اسے کسی بھی کام
کے لئے خواہ وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ باہر نہ جانے دیتی تھی۔ فی الحقیقت وہ
اپنے بھائی کی اتنی ہی نگہداشت کرتی۔ گویا وہ اس کی ماں ہو۔ چنانچہ یوم سبت کو وہ
اسے ساتھ لے کر صاف ستھرا لباس پہنے ضرور گرجا میں جاتی تھی۔

جولیا اور لیڈی کیرولائن کی ملاقات کو تین ہفتے گذر گئے۔ اس اثنا میں ہر ہفتے پنج
کے دن شام کے وقت لیڈی کیرولائن کی خادمہ آ کر تیار شدہ کام لے جاتی۔ اور
جو کچھ اجرت بنتی۔ ادا کر جاتی تھی۔ مگر جب کبھی وہ آتی۔ تو ضرور اپنی آقانی کی طرف
سے جولیا کے لئے کوئی تحفہ اور ہیری کے لئے کوئی کھلونا لاتی۔ ادھر
جولیا اپنی نیک نہاد محسنہ کو دلی شکریہ بھیجا کرتی تھی۔ ان تین ہفتوں کے عرصہ
میں اس نے نہ تو اس شکیل اجنبی کو پھر دیکھا۔ اور نہ اس کا ذکر ہی سنا۔ اس کے
باوجود وہ یہ کہہ کر دل کو تسلی دیتی رہی کہ اس نے دوبارہ ملنے کا وعدہ ضرور کیا تھا
مگر پھر سوچتی۔ اب اسے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بعض اوقات وہ اپنے دل
سے یہ بھی کہا کرتی۔ کہ مجھے اس پیتل کے سکہ کی بدولت جو تکلیف پہنچی۔ اس کے
بعد اس کا نتیجہ ایک رنجدہ امر ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ جس مکان میں جولیا
رہتی تھی۔ اس کی مالکہ نے اس کے دروازہ پر دستک دی۔ اس نے اندر آنے کو
کہا۔ تو اس نیک دل عورت نے اطلاع دی کہ کوئی لبادہ پوش شریف مرد جو اس نے

ہو چکی ہیں۔ جس میں سے آپ کو محض میری لاپروائی کے باعث گذرنا پڑا۔" پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر پڑھ ورلیجیں بولا "مس" رسے یقین جانئے۔ دنیا میں پاکبازی کی ہی آخر فتح ہوتی ہے۔ اور نیکی کا ثمرہ انسان کو ضرور ملتا ہے۔ اس لئے مس مرے آپ اس بات کا یقین رکھیں۔ کہ آپ کی نیک چلنی کا ثمرہ جلد یا بدیر ملے گا۔ آپ اپنے یتیم بھائی کے ساتھ جس قسم کا سلوک کر رہی ہیں۔ اس کے لئے ہر شخص کے واسطے آپ کا مداح ہونا یقینی ہے۔ رخصت ہونے سے پہلے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تھوڑی دیر تک مسٹر جیکسن وکیل کے دفتر واقع برنرز سٹریٹ میں جو قریب ہی واقع ہے۔ جائیں۔ وہاں آپ ایک نہایت دلچسپ کن خبر سنیں گی۔" اتنا کہہ کر اجنبی نے نوجوان دوشیزہ کا ہاتھ دبایا۔ اور مودبانہ طریق پر کمرہ سے رخصت ہو گیا۔

اس کے چلے جانے پر جولیا سیدھی اپنے کمرہ میں گئی۔ اور جو جو باتیں لبادہ پوش مرد کے ساتھ ہوئی تھیں۔ وہ سب اس نیک نہاد اور قابل قدر مگر بوڑھی مالکہ مکان کے روبرو بیان کر دیں۔ وہ بولی "آہا! میں پہلے ہی کہتی تھی۔ کہ آج ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ جو تمہارے حق میں مفید ہوگا۔ اب مجھے اس کا کامل یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے تم جلدی کرو۔ اور اس وکیل سے مل کر دریافت کرو کیا معاملہ ہے۔" جولیا اس بارہ میں زیادہ اصرار کرانا نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ خود اس سربستہ راز کو جلد حل کرنے کی خواہشمند تھی۔ پس اس نے ہیری کو اتوار کے پہننے کا بہترین لباس پہنایا۔ اور خود بھی عمدہ ٹوپی اور شال اوڑھ کر اسے ساتھ لئے وکیل مذکور کے دفتر کی طرف روانہ ہوئی۔ دفتر میں بہت سے محرر میزوں کے قریب بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ اس نوجوان اور حسین خاتون کو دیکھ کر۔ کیونکہ جولیا خاندانی اور تعلیمی غرض ہر لحاظ سے ایک مکمل خاتون تھی۔ وہ لکھنا چھوڑ کر غور سے اس کی صورت دیکھنے لگے پھر جب اس نے ڈرتے ڈرتے اپنا نام بتایا۔ تو وہ سب بڑے ادب کے ساتھ پیش آئے۔ ہیڈ کلرک اٹھے اور اس کے بھائی کو ایک خوشنما کمرہ میں پہنچا گیا۔ جہاں ایک ادھیڑ عمر کا مرد شریف جس کے چہرہ پر فیاضی کا نور برستا تھا۔ ایک میز کے پاس

بیٹیا خصلت کا عزت کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ وہ جولیا مرسے کے ساتھ اور بھی زیادہ
اخلاق اور پیار و شفقت کے ساتھ پیش آیا۔ اور ایک کرسی پیش کر کے کہنے لگا۔
"نوجوان خاتون اس پر تشریف رکھیے۔ اور تم میرے ننھے بچے تم اپنی بہن کے پاس
بیٹھ جاؤ۔" پھر اپنی چاندی کی عینک کو اونچا اٹھا کر پیشانی کے قریب لے جاتے
ہوئے وہ کہنے لگا "مس مرسے میں آپ کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ آپ
کی نسبت میں نے جو حالات اب تک سنے ہیں۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے
مجھے اس بات کی خوشی اور فخر ہے۔ کہ میں آپ کو ایک ایسی اچھی خوشخبری سنانے کا ذریعہ
بنا" نوجوان عورت نے جو اب تک کشمکش و پیچ کی حالت میں تھی۔ دبی زبان سے کہا۔
"صاحب جو کچھ آپ کہتے ہیں۔ میں اسے آپ کی عنایت خیال کرتی ہوں" وکیل نے پوچھا
"کیا آپ نے کبھی اپنے والد مرحوم کی زبانی کسی ایسے شخص کا ذکر سنا تھا جس سے انہوں
نے بہت سا روپیہ لینا ہو؟" چند منٹ تک سوچ کر جولیا نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ اس
پر وکیل کہنے لگا "یہ ممکن ہے۔ آپ کے والد نے اس قسم کے خانگی معاملات کا ذکر
آپ کے سامنے کرنا مناسب نہ سمجھا ہو۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ سالہا سال پیشتر
آپ کے والد نے ایک دوست کو جو مبتلائے مصیبت تھا۔ روپیہ کی ایک بھاری
رقم بطور قرض دی تھی۔ لیکن اس امداد کے باوجود شخص مذکور کی حالت نہ سنبھل سکی۔
اور انجام کار اسے دیوالہ نکالنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ کے والد اس تمام سرمایہ
سے محروم ہو گئے۔ جو انہوں نے شخص مذکور کو دیا تھا۔ بعد ازاں وہ شخص انگلستان
سے کسی دوسرے ملک کو چلا گیا۔ وہاں قسمت نے اس کی یاوری کی اور اب وہ بہت
سی دولت جمع کر کے اس ملک میں واپس آگیا ہے۔ اس نے آپ کے والدین کے
متعلق تحقیقات کی۔ مگر افسوس کے ساتھ معلوم ہوا۔ کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے پھر
اس نے آپ کی جستجو کی۔ مگر اس میں بھی ناکام رہا۔ آخرکار ایک دن اس نے اخبار
میں ایک مقدمہ کی کیفیت پڑھی جس سے معلوم ہوا۔ کہ جس نوجوان خاتون
کا اس مقدمہ میں ذکر ہے۔ وہ آپ ہی ہیں۔ پہلے تو اسے اس مقدمہ کو دیکھ
کر بہت رنج ہوا۔ پھر جب اس کا فیصلہ آپ کے حق میں صادر ہوا تو اسے بہت
خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ وہ دل سے آپ کی بہتری چاہتا ہے۔ ان دنوں ایک ضروری

تو اس کی وجہ سے آپ کے والدین سے [illegible] باہر جانا پڑا ہے۔ [illegible]
[illegible] پورے [illegible] کیا ہے۔ [illegible]
والدہ [illegible] رقم وصول کی تھی۔ وہ [illegible]
ہے۔ اور اس رشتہ سے میں آپ کے لئے [illegible]
کوشش ضروری ہے جس میں [illegible]
سکول ہے اور میرے [illegible] اُنہی سکول میں ماسٹر [illegible] کی تعلیم کے لئے
سال پہلے آخر حیات [illegible] کر دیتا ہوں۔ اُس نے یہی انتظام کیا ہے کہ آپ
کی بچی کی تعلیم کے متعلق کسی قسم کی فکر نہ ہو [illegible] کرانے کے
یہ حکم دیا ہے کہ میں پچاس پونڈ کی رقم آپ کے [illegible] اس رقم کے ذریعہ
وہ آپ کے دیئے ہوئے قرضہ کو بشت پر ادا کر کے قصور کی تلافی چاہتا
ہے۔ نوجوان خاتون مجھے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا ہے۔ یہ مکان میں
نے آپ کے لئے خریدا۔ اس کی کنجی حاضر کرتا ہوں۔ اور اس کا پتہ اس کارڈ پر درج
ہے۔ خدا آپ کو توفیق دے۔ کہ اس خوشحالی میں بھی جو دفعتاً آپ کو حاصل ہوئی ہے
آپ اس نیکی کو اپنا شعار بنائے رکھیں جس پر آج تک عمل کرتی رہی ہیں۔ اور جو یقینی
طور پر آپ کو راحت واقبال کی بلندی پر پہنچا دے گی" یہ کہتے ہوئے نیک
دل وکیل نے جولیا کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے ہلایا۔ اس حسینہ نے اظہار تشکر
کے طور پر کچھ کہنا چاہا۔ مگر زبان ان الفاظ کو جو سینہ میں اُٹھ رہے تھے۔ ادا
نہ کر سکی۔ اور خوشی کے آنسو رخساروں پر بہ نکلے جس وقت اس نے نوٹوں کو کنجی
اور کارڈ سمیت اٹھا کر اپنے بیگ میں ڈالا۔ تو اس کے ہاتھ نمایاں طور پر کانپ رہے
تھے۔ اور اس کے چند منٹ بعد جب وہ ننھے ہیری کو ساتھ لئے بازار سے گذر رہی
تھی تو فرط مسرت سے اس قدر سرشار تھی کہ اسے یاد نہیں رہا میں کب وکیل کے
دفتر سے نکلی۔ وہ اس سارے واقعہ کو ایک خواب پریشان یا کوئی عظیم دماغی دھوکا
سمجھتی تھی۔ لیکن پھر جب اس نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ اور اس کے اندر
نوٹ کنجی اور کارڈ تینوں چیزیں موجود پائیں۔ تو معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا وہ خواب نہیں
بلکہ حقیقت تھا۔

اس طرح پر یکایک بہن بھائی کی حالت میں جو انقلاب واقع ہوا۔ اُس کی نوعیت
ننھے ہیری پر واضح کرنا ایک نہایت دشوار کام تھا۔ وہ اپنے بچپن کی بے
خبری میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ کہ میری بہن نے کیونکر اپنا ملکیتی مکان حاصل کر لیا۔ وہ
یہی سمجھتا تھا۔ کہ یہ مجھ سے مذاق کر رہی ہے۔ کیونکہ وکیل نے جو باتیں جولیا سے
کہی تھیں۔ وہ انہیں مطلق نہیں سمجھ سکا تھا۔ لیکن اُس کے شبہات اُس وقت رفع
ہو گئے۔ جب اُس نے بہن کو سارے حالات مالکہ مکان کے روبرو بیان کرتے
سنا۔ خاتمہ پر جولیا نے اس نیک دل عورت سے کیمڈن ٹون تک ساتھ چلنے کی درخواست
کی اُس نے اس سے انکار نہ کیا۔ اور تینوں کرایہ کی گاڑی میں سوار ہو کر اس مکان کی
طرف روانہ ہو گئے۔ جس کا پتہ کارڈ پر درج تھا۔ گاڑی چلتے چلتے ایک خوشنما مکان
کے سامنے جو کئی نو تعمیر مکانات میں سے ایک تھا۔ رُک گئی۔ اور یہ تینوں اُس کے
اندر داخل ہوئے۔ مکان اوپر سے نیچے تک بالکل نیا اور عمدہ تھا۔ اور مختلف کمروں
کے قالینوں اور کھڑکیوں کے پردوں کا انتخاب ذاق سلیم کا پتہ دیتا تھا۔ غرض
یہ کہ مکان ہر لحاظ سے پُر آسائش اور اطمینان بخش تھا۔ مکان کو دیکھ کر وہ عورت
جس کے ہاں اب تک جولیا رہا کرتی تھی۔ کہنے لگی "مس مرے میں تمہیں مبارکباد
دیتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی اس مکان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہو گی افسوس
صرف اس کا ہے کہ اب تمہارے جیسی نیک عورت میرے مکان سے چلی آئے گی۔
مگر کیا تمہارے خیال میں یہ سب کچھ اس لبادہ پوش مرد شریف کا کرشمہ نہیں؟"
جولیا نے جواب دیا "نہیں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس مرد شریف کا تم ذکر کرتی
ہو۔ وہ میرے والد سے بالکل بے خبر تھا۔ اور اس کے علاوہ مجھے بتایا گیا ہے
کہ جس شخص نے وہ روپیہ ادا کیا جس سے یہ مکان خریدا گیا ہے وہ لندن سے
باہر گیا ہوا ہے"۔ پھر مالکہ مکان کہنے لگی "مس اگر یہی بات ہو تو پھر اُس لبادہ
پوش اجنبی کو کیونکر معلوم ہوا۔ کہ وکیل مذکور تم سے ملنا چاہتا ہے"۔ جولیا کہنے
لگی "آہا! یہ ایسی بات ہے جس کا مجھے خیال ہی نہیں آیا" پھر چند منٹ سوچ کر
وہ بولی "مسٹر رچرڈسن نے کہا تھا۔ کہ تمہارے والد کے مقروض نے تمہارا پتہ
اخبارات میں چھپی ہوئی مقدمہ کی کیفیت سے معلوم کیا تھا۔ ممکن ہے یہی

بات اُسے لیاد و پونڈ اجرت سے ملنے کا موجب ثابت ہوتی ہو" بانوئی عورت
نے کہا "ہاں ممکن ہے۔ ایسا ہی ہو۔ بہرحال مکان بہت دلفریب اور راحت بخش ہے"
جولیا کی غیر معمولی خوشی اس معاملہ پر سکون کے ساتھ غور کرنے کے باعث کسی
حد تک افسردگی میں بدل چکی تھی۔ وہ کہنے لگی "مگر یہ مکان میری حیثیت سے
بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس میں رہنے والے کے لئے ایک خادمہ کی ضرورت ہے
اور اس کی آمدنی معقول ہونی چاہیئے۔ حالانکہ میرے پاس نہ گذارہ لائق روپیہ
ہے نہ نوکر رکھنے کی توفیق" یہی عورت جس کے مکان میں جولیا اب تک رہتی تھی بولی
"مجھے تعجب ہے۔ تم معاملہ کے سارے فائدوں کو نہیں سمجھتی ہو۔ ذرا غور کرو۔ تم اس
مکان میں کتنی آزادی کے ساتھ رہو گی۔ ایک تو کرایہ کا بار نہیں ہوگا۔ دوسرے ابتدائی
اخراجات کے لئے پچاس پونڈ کے قریب تمہارے جیب میں موجود ہیں۔ اس کے
علاوہ ہیری کی تعلیم کا بوجھ بھی تم پر نہیں ہے۔ اور وہ لیڈیاں جن کا کام تم آج تک
کرتی رہی ہو۔ تمہیں بہتر حالت میں دیکھ کر اور زیادہ کام دینا شروع کر دیں گی۔
اور ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ اس وقت تم اگر چاہو۔ تو ایک دو عزت
دار لڑکیوں کو اپنا مددگار بنا کے پاس رکھ سکتی ہو۔ اور اس طرح پر نہ صرف
تمہاری آمدنی میں اضافہ ہو جائے گا بلکہ تم کچھ بچانے لگو گی" جولیا نے غور
کیا۔ تو یہ سب باتیں درست نظر آئیں۔ اور اس کے دل سے ایک بہت بڑا
بوجھ اٹھ گیا۔ اتنے میں وہی بانوئی لیکن نیک نہاد مالکہ مکان کہنے لگی "ایسی غیبی
امداد کو بھی اگر تم نظر استحسان سے نہ دیکھو تو یہ صریح ناشکراپن ہے" اس
فقرہ کا جولیا کے دل پر اس عورت کی دلیلوں سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ اور اس نے
کہا "میرا پختہ اعتقاد ہے کہ وہ قادر مطلق جو ہماری زندگی اور ہمارے کاموں
کی ہر وقت نگرانی کرتا ہے۔ اس نے مجھ پر اور میرے عزیز بھائی پر رحم کیا ہے۔
اس لئے میں اس کی برکات کو شکریہ کے ساتھ قبول کرتی ہوں" یہ کہہ کر اس نوجوان
دوشیزہ نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اور تھوڑی دیر تک چپ چاپ دل سے
خدا کا شکریہ ادا کرتی رہی۔

اس کے دوسرے دن جولیا اپنے بھائی کو ساتھ لے کر اس نئے مکان

میں آ گئی۔ اس تبدیلی سے جیری کو جو خوشی ہوئی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
اسے زیادہ خوشی اس بات سے ہوئی کہ مکان کے پچھلی طرف ایک کھلا میدان تھا جس
میں علیحدہ ہو کر وہ کھیل سکتا تھا۔ جولیا کی سابقہ مالکہ مکان نے ایک غریب عورت
کی سفارش کر کے اس کو نوکر رکھوا دیا۔ یہ عورت ادھیڑ عمر کی مگر نہایت شریف اور عزت
دار تھی۔ مکان میں سکونت اختیار کرتے ہی جولیا نے اس تبدیلی کی اطلاع ان تمام
خواتین کو بھیج دی۔ جو اس سے سلائی وغیرہ کا کام کراتی تھیں۔ اور لیڈی کیرولائن
چیسنگھم کو بھی اس کی اطلاع دی۔ جیری نے سکول میں جانا شروع کر دیا۔ سکول
کے ماسٹر نے خود اس مدرسہ کے کل اخراجات بتا دیا تھا۔ لڑکے کی تعلیم کے متعلق ہر
قسم کے اخراجات سال بھر کے مسٹر چیزمن سے وصول ہو چکے ہیں۔ یہ معلم
ایک بہت نیک دل اور خلیق آدمی تھا۔ اور جیری کو اس سے دلچسپی ہو گئی۔ اس طرح
چند ہفتے گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں جولیا کا کام ترقی پذیر رہا۔ اسے دن بدن خواتین کی
گاڑیاں اس کے مکان پر کھڑی رہا کرتی تھیں۔ اور کام روز بروز ترقی پر تھا۔ دریافت
پر معلوم ہوا۔ کہ یہ سب کچھ لیڈی کیرولائن کی سفارشوں کا نتیجہ ہے۔ جسے یقیناً ہر وقت
اپنی اس غریب سہیلی کی فکر رہتی تھی۔ غرض یہ کہ جولیا کے پاس اب اتنا کام جمع ہو گیا تھا۔
کہ وہ اسے ہمسایہ میں رہنے والی بعض اور شریف مگر غریب عورتوں میں تقسیم کر دیتی تھی
کیونکہ چند عورتوں کو مددگار بنا کر رکھنے کا طریق اسے پسند نہیں تھا۔

سلسلہ ثانی کی پندرہویں جلد ختم ہوئی

شریف بدمعاش

مارس لیبلانک کے حیرت خیز ناول کنفیشنز آف آرسین لوپن کا اردو ترجمہ

منشی محمد ابراہیم صاحب فیروزپوری کے قلم سے

اس ناول میں فرانس کے نامی چور آرسین لوپن کی بعض حیرت خیز عیاریوں کا ذکر نہایت دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے جس طریق پر اس شخص نے ملک کی آنکھوں میں خاک جھونکی۔ فرانسیسی پولیس کے اعلے کارکنوں کو الو بنایا بڑے عظیم خطرات کا مقابلہ کیا وہ ہر بار بال بال بچتا رہا ہے اس کا ذکر خود اس کی زبان سے۔

آرسین لوپن کا کیرکٹر اردو میں ایک بالکل نئی چیز ہے۔ اور پبلک نے اسے جس قدر پسند کیا ہے ناظرین کا اندازہ اس غیر معمولی مانگ سے ہو سکتا ہے۔ جو اس کے دو دیگر ناولوں انقلاب یورپ اور خونی ہیرا کے لئے پیدا ہوئی۔ اگر آپ آرسین لوپن کے واقعات زندگی سے کچھ دلچسپی رکھتے ہیں تو ضرور اس کتاب کی ایک جلد منگوا دیکھئے۔ دو حصوں میں۔ قیمت عمر

اخبارات کی رائیں

ونش لاہور۔ زمانہ حال کے فرانسیسی مصنفوں میں مارس لیبلانک کا نام خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور اس کے ناول خصوصیت سے دلچسپ ہیں جن میں اس نے آرسین لوپن نامی ایک شخص کے عجیب و غریب کارنامے بیان کئے ہیں۔ آرسین لوپن سفا صفات رکھنے والا آدمی ہے شریف بدمعاش میں آرسین لوپن کے ایسے کارنامے دکھائے گئے ہیں کہ انسان کو حیرت ہو جاتی ہے یہ محض سراغرسانی کا ناول نہیں ہے بلکہ حب وطن تریاچہ اور سراغرسانی [illegible] سکھاتا ہے اور بلا شبہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

لیڈر لاہور۔ اس کتاب میں آرسین لوپن کے متعدد کارناموں کا ذکر جس نے برسوں تک فرانسیسی پولیس کے اعلے افسروں کو الو بنائے رکھا۔ نہایت دلفریب اور دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ آرسین لوپن کے عجیب غریب کارنامے پڑھنے والوں کو محو حیرت بنا دیتے ہیں۔